ہوالکل — یامعین

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

ارمغان محبوب (جان خمخانہ میخانہ مرشد)

۱۳۵۰ہجری — ۱۳۵۰ ہجری — ۱۳۵۰ہجری

المعروف بہ

دیوان قمر

نتیجہ فکر

جناب حکیم اعظم مسیح الملک اوّل ڈاکٹر حاجی محمد قمر الدین ال ایم پی اینڈ ایم ڈی

المتخلص بہ قمر ہلالی شاہ چشتی النظامی القادری الشاذلی الرفاعی

ناظم جماعت نظامیہ دکن و افسر طبّی و حفظان صحت چیتاپور اسٹیٹ

نواب شمشیر یا جنگ مرحوم (ضلع گلبرگہ شریف) حیدرآباد دکن

حسب فرمائش مولوی محمد عبداللہ صاحب متخلص نظامی برادران سلسلۂ نظامیہ دکن و بیرونجات

در محبوب المطابع برقی پریس دہلی طبع شد

تعداد طبع ۱۰۰۰ جلد

قیمت عمہ ۱۲ علاوہ محصولڈاک

تصنیفات مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
میسلاد نامہ	عہ	قبروں کے غیبی نوشتے	۴ر	محاصرۂ غدر دہلی کے خطوط	۱۲ر
محرم نامہ	عہ	بچوں کی کہانیاں	۱۰ر	بہادر شاہ کا مقدمہ	۶ر
یزید نامہ	عہ ۴ر	فرام قبلہ ٹو شملہ	۲ر	دہلی کے گرفتار شدہ خطوط	عہ ۴ر
طمانچہ بر رخسار یزید	عہ	امام الزماں کی آمد	۱۰ر	غدر دہلی کے اخبار	۴ر
[illegible] شہادت	۱ر	چٹکیاں اور گدگدیاں	۱۲ر	غالب کا روزنامچۂ غدر	۱۲ر
[illegible]نامہ مصر و شام و حجاز	۶ ۸ر	گورنمنٹ اور خلافت	۲ر	دہلی کی جانکنی	عہ
آپ بیتی	عہ ۴ر	سکھوں پر ستم	۲ر	دہلی کا آخری سانس	عہ ۸ر
پرندوں کی تجارت	۸ر	رسولؐ کی عیدی	۳ر	فاطمی دعوت اسلام	سے
روزنامچۂ ہند	۱۲ر	چار درویش	۴ر	دل کی عیدیاں	۵ر
[illegible] آپ بیتی	۲ر	شیخ سنوسی	۶ر	خدائی انکم ٹیکس کلاں	۱۰ر
جگ بیتی	۸ر	ناگفتہ بہ	۶ر	تاریخ مسیح	۶ر
کرشن بیتی	عہ ۱۰ر	تین شہید	۲ر	تاریخ بہمنی سلاطین	۸ر
اردو دعائیں	۸ر	قرآن آسان قاعدہ	۲ر	نادان وہابی	۱ر
تسخیر [illegible]	۱۰ر	تعلیم القرآن	۸ر	تبلیغی مرثیے	۱ر
معلومات سیر دہلی (با تصویر)	عہ	اردو سبق	۸ر	تذکرہ جناب بابا نانک صاحب	۸ر
تسکین احساس	۶ر	جرمنی خلافت	۶ر	شراب خواری اور جوئے بازی کی خرابی	۴ر
بیوی کی تعلیم	عہ ۴ر	بچوں کے دس سبق	۳ر	انسداد گداگری	۴ر
بیوی کی تربیت	عہ	مرشد کو سجدۂ تعظیم	۸ر	نمازوں کا بیان	۲ر
اولاد کی شادی	عہ	درویشی مولود شریف	۸ر	معجزات قرآنی	۶ر
کم ٹو موت	عہ	ہمکلام امام	۴ر	قرآن مجید کے بارہ موتی	۸ر
شادی جہاد	عہ ۸ر	سی پارۂ دل	۶ر	قرآن مجید کے دیوانی قوانین	۴ر
مرگ نامہ	۶ر	شیطان کا طوطا	۲ر	قرآن مجید کے فوجداری قوانین	۶ر
گیارہویں نامہ	۱۲ر	[illegible]	۸ر	اتالیق خطوط نویسی کامل	عہ ۴ر
اسلام کا انجام	۶ر	بیگمات کے آنسو	عہ ۸ر	نظم تہجد	۲ر
لڑائی کا گھر	۶ر	انگریزوں کی بیتا	۸ر	ہندو کی نعت	۴ر

ملنے کا پتہ: سید ابن عربی کارکن حلقہ مشائخ دہلی

ڈاکٹر محمد قمرالدین قلالی شاہ نظامی

۷۸۶

نہایت ادب سے اس دفتر پریشاں کو جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آج دیوان بنکر شائع ہو رہا ہے اپنے خادم نواز پیر و مرشد قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی حضرت **خواجہ حسن نظامی صاحب** مدظلہ العالی کے نور چشم لخت جگر حضرت صاحبزادہ **زید پاشا نظامی** کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آں مخدوم اور حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے گرامی اسما کی نسبت سے یہ ناچیز تصنیف قبولیت خاص و عام کا فخر حاصل کرے۔

خادم جاں نثار حلقہ بگوش

ڈاکٹر ہلالی شاہ چشتی نظامی

حیدرآباد دکن

من ترا حاجی بگویم[1]

برادر طریقت یار حقیقت مسرف الدولہ استغنا نواز جنگ یعنی بے بہادر ڈاکٹر محمد قمر الدین
نظامی **ہلالی شاہ** کا کلام شائع ہوا اور انہوں نے اسکو میرے نام منسوب کیا۔
جب اُنہوں نے مجکو حاجی کہا تو میں بھی ان کو حاجی کہنا ضروری سمجھتا ہوں
اور اُن کی کتاب کو چند سطریں یادگار کی دیتا ہوں۔

ڈاکٹر کو شعر کہنا نہیں آتا۔ نہایت بھدے اشعار لکھتا ہے مگر اس کے دل کی محبت
اور سچے شوق کا یہ عالم ہے کہ میں اسکو اپنا شکسپیئر۔ غالب۔ داغ سمجھتا ہوں ؂
حیدرآباد دکن میں وہ میرے سب سے پُرانے ملنے والے ہیں بیعت کا پھندہ تو اب لگا ہے
مدت ہوئی جب وہ میرے شکار اور میں اُنکا طلبگار ہو چکا تھا۔ دکن کے ایک امیر سر مہاراجہ
کشن پرشاد بہادر اور ایک غریب ڈاکٹر ہلالی میری دو آنکھیں ہیں۔ اور ڈاکٹری علم انکار
نہ کرے تو کہونگا کہ وہ دو دل ہیں۔ ہر ایک اپنی الفت باطنی اور اخلاص درونی میں بیمثل و یکتا ہے۔
ڈاکٹر ہلالی کی اس کتاب پر رائے تو میں جب لکھتا کہ شاعر ہوتا۔ مجھے نہ شعر کہنا آتا ہے نہ سمجھنے کی تمیز ہے
ہیں تو یہ کہکر جی خوش کرلونگا کہ گلدستہ قمر میں کمالات کے پھول نہیں ہیں بلکہ اصلی درد سچے سوز حقیقی تعلق
واقعی لگاؤ کے خوشبودار گل ہیں جو شخص کونین جیسی تلخ دوا پلاتا ہو اور ہر وقت نشتر بقبضہ رہتا ہو
اس کے شعروں میں شیرینی اور مرہم بغیر اس کے نہیں مل سکتا کہ اسکا عشق مبالغہ شاعرانہ سے پاک ہے
وہ مریضوں اور زخمیوں کی سچی آہیں سُن سُنکر سیکھ گیا ہے کہ شاعروں کی جھوٹی سی آہ۔ اف ہیچ ہے۔
اس واسطے وہ اصلی آہ دل سے نکالتا ہے اور ظاہر ہے کہ دل کے زخموں پر۔ جگر کی جراحتوں۔ دوری کا رنج
اور پھاہا یہ پاشی انہی آہوں سے ہوسکتی ہے۔ لہذا میں اپنے ڈاکٹر کے تحفہ کو قبول کرکے سینہ کے ہاسپٹل میں
بھیجدیتا ہوں ؂ راقم **حسن نظامی** مقام دہلی ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء

[1] یہ تحریر حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے اس دیوان کے پہلے اڈیشن کے لئے عنایت فرمائی تھی۔

زید کے باپ کا شکریہ

برادر طریقت ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کا کلام پہلے شائع ہوا تو میرے بڑے لڑکے حسین نظامی کے نام معنون کیا گیا تھا اور میں نے اسکا سکریٹری بنکر شکریہ کی ایک تحریر لکھی تھی اب یہ مجموعہ میرے تیسرے لڑکے زید پاشا کے نام منسوب کیا گیا تو میں نے زید کی طرف سے شکریہ کی یہ سطریں لکھیں۔

ڈاکٹر ہلالی شاہ نظامی کا کلام اب اتنا مشہور اور مقبول ہو چکا ہے کہ مجھ جیسے غیر شاعر لوگوں کا اس کی تعریف میں کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔

یہ کلام تمام دکن کی مجالس سماع میں گایا جاتا ہے اور صوفیوں کے کیف و وجد کا باعث ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ صاحب کیف و حال دل و دماغ سے نکلا ہے۔

میرا چار سالہ لڑکا زید ابھی اتنی سمجھ نہیں رکھتا کہ ڈاکٹر ہلالی شاہ کی پیش کش کا شکریہ ادا کر سکے۔ اس لئے میں اس کی طرف سے ممنونیت کا اظہار کرتا ہوں۔

حسن نظامی

۲۴۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۰ھ

۲۔ فروری سنہ ۱۹۳۲ء۔ دہلی

۶ ھ ۲۰

اپنے فتنہ کا سکرٹری بنکر[1]

اس ہدیہ کی رسید دیتا ہوں جو فرزند معنوی ڈاکٹر محمد قمر الدین نظامی ہلالی نے شاہ فرزند نسبی حسین نظامی کے نام معنون کیا ہے۔

بیاض عشق باز میرے ڈاکٹر کے کلام کا مجموعہ۔ حیات دنیا میں سب سے پہلی چیز ہے جو نور چشم حسین ام اللہ کے نام منسوب ہوئی۔ حسین سات مہینے کی جان آغوش مادر میں لب بند و گوش بند و ہوش بند کا شغل کر رہا ہے۔ اُسے کیا خبر کہ دنیا میں ایک شئے عشق نامی بھی ہے جو آدمیوں کو ستاتی بھی ہے اور جینا مرنا بھی سکھاتی ہے۔ یہ فتنہ قیامت بنا تو اپنے باپ کی سکرٹری شپ کا احسان مانے گا اور فخر کریگا کہ جب وہ دو بالشت کا پتلا تھا اس وقت ایک عشقیہ کتاب اس کے نام ڈیڈیکیٹ ہوئی تھی۔ اگر قدرت نے اسکو عاشق مزاج بنایا تو یہ کتاب اس کے جذبۂ عشق کی ایک سند ہوگی جس کو وہ اپنے محفوظ بکس سے نکالکر جذبات الفت کے ٹھنڈے سانس لے لیکر پڑھا کرے گا۔

میں اس کی یادداشت کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس دن وہ پیدا ہوا اور دایہ نے غسل دیا تو اُس نے دایہ کی چوڑی پکڑ لی اور بڑی مشکل سے چھوڑی جو علامت ہے اس بات کی کہ وہ ہندوستان کے

---

[1] اس دیوان کا ایک اڈیشن پہلے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ حسین نظامی کے نام معنون کیا تھا اس پر صاحبزادہ صاحب کی طرف سے حضرت خواجہ صاحب نے یہ سطور رقم فرمائی تھیں۔

زنانہ پن کا حریف ہوگا اور بزدلوں کی چوڑیاں توڑ توڑ کر ڈھیر بنا دیگا مگر یہ جب ہی ہوگا کہ اس کے دل میں عشق کی آگ موجود ہو۔ اسکو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ جب چار مہینہ کا ہوا تو رات بھر جاگتا تھا اور ہر وقت آسمان کو دیکھتا تھا۔ عورتیں اس سے وہم کرتیں تو اس کی ماں جواب دیتی تھیں کہ میرا بیٹا آسمان کے عجائبات دیکھ آیا ہے جہاں ہولناک جنگ یورپ کے سبب کاروبار کی بہت کثرت ہے۔

قرۃ العین حسین! تیری طرف سے میر منشی بنکر تیرا باپ اس مخلصانہ تحفہ کی دلی شکر گزاری سے رسید دیتا اور دعا کرتا ہے کہ بیاض عشق بازروح الفت کیشا ثابت ہو۔ آمین

حسن نظامی ۲۔ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ۱۹ستمبر ۱۹۱۷ء

تقریظ

عالیجناب معلی القاب ہز اکسیلنسی راجہ راجایان مہاراجہ یمین السلطنۃ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی

شاد کے محب طریقت ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلالی شاہ چشتی نظامی نے بیاض عاشقاں کے نام سے اپنا کلام طبع کراکے شائع کرنیکا قصد کیا ہے اور فقیر سے بھی یہ خواہش کی ہے کہ کوئی تقریظ یا قطعہ تاریخی لکھا جائے۔ دوست کی فرمایش کا پورا کرنا بھی میں اپنی ڈیوٹی سمجھتا ہوں۔

ہلالی شاہ آسمان چشتیہ نظامی میں گو بظاہر ہلال نظر آتے ہیں لیکن اپنے انوار کمال کی روز افزوں ترقی سے ماہ کامل ہونے والے ہیں۔ ہلال آسمان اگرچہ نیر جہاں افروز سے کسب انوار کرتا ہے لیکن فی نفسہٖ اسکا مادہ قابلیت اسکی ذات میں قدرت نے جس طور سے ودیعت رکھا ہے چشم ظاہر بیں اس کی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہے۔ دنیا کے حسین جیسے شب دیجور میں عشاق کے ظلمت کدوں کو اپنے شمع جمال سے منور کرتے ہیں چاند بھی شمع انوار سے ظلمت سرائے جہاں کی تاریکیوں کو نورانی بنا دیتا ہے ہلالی شاہ کے کلام کا معشوقانہ انداز دل افروزی میں ماہ کامل کا جواب ہے۔ عشاق حزیں کی شب دیجور خیالی کی وہ برافروختہ شمع ہے کہ آنکھوں کے روز نوں سے تا بسار قلوب میں تجلی فروشی کرتی ہے معشوق

کی ادائیں جانستاں اور عشوے ہوش رُبا اور غمزے غارتگر صبر و شکیب ہوتے ہیں
ہلالی شاہ کے قلم نے مژگان جگر گداز خدنگ غمزہ خوں ریز نشتر شوخی نگاہ
پریزادوں کو عشاق سخن کے دل سے بھلا دیا ہے۔

یہ سب انداز کلام شاہد ہے کہ کسی ماہ کامل کی رعنائی اور زیبائی کا یہ
چربہ ہے۔ اس کی تصویر خیالی لب گویائے حال سے یوں زمزمہ سنج ہے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں — گفتہ آید در حدیث دیگراں

ہلالی شاہ کا یہ سوز سینہ اور گفتار سوز و ساز عاشق کامل یعنی مولائی خواجہ
حسن **نظامی** محبوب الٰہی کی معجز اثر نظر کا اظہار کرتی ہے ایک ڈاکٹر جراح کو نشتر
عشق سے سراپا مجروح بنا دیا ہے ورنہ یہ جگر پارے اُن کے نوک مژگاں قلم سے نہ بہتے۔

ہاں میرے پیارے ہلالی شاہ تمہارا کیا کہنا قمر الدین تھے اور کاہش عشق
نے آپ کو آسمان چشتیہ میں ہلال بنا دیا ہے یہ کاہش آپ کی آئندہ بدر بنانے
کی خبر دیتی ہے پیشتر سے اس کی ترقی کی مبارکباد قبول ہو۔ اور اس آفتاب
خواجگی کے قربان جس کی ایک ادنیٰ سی توجہ نے مسیحائی کا کام کیا ہے۔ دل میں درد
جگر میں سوز۔ آہ میں اثر آنکھوں میں تری پیدا کر دی ہے۔ مریض تمہارے نشتر سے
تڑپتا ہے۔ مگر تم کسی کی صورت کے شوق میں ایسے محو ہو کہ بیخود مستانہ رقص کرتے ہو
اور خود بھی بے اختیار تڑپتے ہو اور بے نشتر مارے کے عاشق مضطر اور گرانجاں
دونوں کو تڑپاتے ہو سبحان اللہ العلی العظیم اللھم زد فزد۔

اب تمہارا شکستہ دل ٹوٹے ہوئے دلوں کے پیوند کے قابل ہوگیا۔ تمہارے دردِ دل کی چمک سرگشتگان وادی عشق کے راستہ میں مشعل دکھلا رہی ہے جس کے روبرو برق بھی چراغ کشتہ نظر آتی ہے۔ عشاق کی نظروں میں دلربا پیکر دوست کا جلوہ نظر آنے لگا تمہارے خیال کی شوخی نشتر کا کام کر رہی ہے اس لئے تمہاری بیاض کا ہر ایک شعر روحوں کو تڑپا رہا ہے۔ ہر ایک مصرعہ روانی میں چلتی ہوئی تلوار ہے اور ہر ایک لفظ چبھتا ہوا نشتر۔ اور ہر ایک حرف افروختہ اخگر اور ہر ایک کلمہ بھڑکتا ہوا شعلہ ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس بیاض عاشقاں کو حرز جاں بناؤں اور اپنے دل شیدا کو عمر بھر شاہدان معانی کا تصویر خانہ ٹھہراؤں۔

قطعہ

بیاض عاشقاں سے دل ہے بیتاب
ہے شوخی سے ہر اک لفظ اس کا نشتر

نظر ہے دیکھنے سے اس کے سیماب
رگ جاں کو تپش پھر ہو نہ کیونکر

ہلالی شاہ ہیں وہ ماہ کامل
مرے خواجہ کے کہلاتے ہیں پیارے

کہ جن کے نور سے روشن ہے ہر دل
تو پھر کیونکر نہ پیارے ہوں ہمارے

مئے وحدت سے بھر دے اُن کا ساغر
کمال اُن کا زمانہ میں عیاں ہے

الٰہی مست رکھ تا روز محشر
منور اُن کے پرتو سے جہاں ہے

کرے کیا شاداب تعریف اُن کی
کہ کرتا ہے جہاں توصیف اُن کی

میرے مولا سُن مری فریاد کو — شاد کر میرے دلِ ناشاد کو

دونوں عالم میں مجھے تیرے سوا — آسرا کوئی نہیں ہے دوسرا

بخش دے عصیاں کو غفّار الذنوب — ڈھانپ دے عیبوں کو ستّار العیوب

جز گنہ نیکی نہیں کوئی ہوئی — بندگی میں بھی کیا پہلو تہی

کیا سناؤں تجھکو خلّاق جہاں — جانتا ہے تو مرا دردِ نہاں

ہو کرم الطاف مجھ پر اے کریم — عفو کر جرم و خطا میرے رحیم

عشق میں تیرے گریباں چاک ہوں — تیرا بندہ ایک مشت خاک ہوں

سر میں الفت کا تری سودا رہے — میں ترا ہو جاؤں تو میرا رہے

رحم کر مجھ بیکس و مظلوم پر — فضل کر اس خستہ دل مغموم پر

تیری چوکھٹ پر جھکا ہے سر مرا — پھر نہ یا رب مجھکو در در تو پھرا

بندۂ ناچیز ہوں میں یا غفور — دست بستہ ہوں کھڑا تیرے حضور

قادر و قیوم ہے تو دادرس — دونوں عالم کا ہے تو فریاد رس

در پہ آیا ہے ترے یہ روسیاہ — سرخ رو کر دو جہاں کے بادشاہ

جان و ایماں کا مرے حافظ ہے تو — ہاتھ میں تیرے ہے میری آبرو

کر نہ تو میرے گناہوں پر نظر — دین و دنیا میں مجھے رسوا نہ کر

حشر میں سلطان دیں کا ساتھ ہو — دامن احمدؐ پہ میرا ہاتھ ہو

مانگتا ہوں تیرے ہی دربار سے — فقر کا تمغہ ملے سرکار سے

ایک جام معرفت کر دے عطا — تا نہ اترے حشر تک اس کا نشا

مجھکو سب تیرا ہی دیوانہ کہیں — بادۂ عرفاں کا مستانہ کہیں

ہر طرف تو ہی رہے پیش نظر — جلوۂ وحدت کا ہو ایسا اثر

میں ترا ہی مست و دیوانہ رہوں — شمع رخ کا تیرے پروانہ رہوں

آئینہ دل کا مرے ہو جائے صاف — تا کروں شام و سحر اس کا طواف

قطعہ

کیوں نہ آئے صورت احمدؐ نظر — جب رہیگا اس میں تو خود جلوہ گر

آتش الفت میں ہو میرا جگر — اشتیاق دید میں ہوں چشم تر

کر تو میرا خاتمہ اسلام پر — دم مرا نکلے تو تیرے نام پر

میری جو کچھ ہے تمنائے دلی — وہ ہو پوری اے خدا بہر نبیؐ

دوست اور احباب میرے اے خدا — دین و دنیا میں رہیں خرم سدا

فیض سے خواجہ حسن مدظلہ کے اے خدا
روز افزوں کر ترقی تو عطا

مجھ کو پہنچا دے درِ محبوب تک
میرے آقا تک مرے مطلوب تک

اُس کی خدمت میں گزاروں عمر بھر
زندگی میری ہو اس در پر بسر

میں تو دہایا جبہ و دستار سے
دلق درویشی ملے سرکار سے

کیوں نہ تیری دید کی ہو آرزو
پڑھ چکا قرآں میں یوں لا تقنطوا

بے نوا مفلس ہوں میں تو ہے غنی
مجھ کو بھی کر دے غنی تو یا غنی

دولتِ دنیا نہیں مطلوب ہے
جان و دل کو بس تو ہی مرغوب ہے

خوگرِ صبر و قناعت کر مجھے
موردِ لطف و عنایت کر مجھے

مجھ سے رکھ راضی تو خواجہ مدظلہ کو مرے
میرے مولے اپنے فضل و لطف سے

کیوں نہ اس کی ہر ادا مرغوب ہو
جو ترے محبوب کا محبوب ہو

دل تو دل جاں بھی میری قربان ہے
ذکر تیرا دین ہے ایمان ہے

اہلِ دیں کو شاد رکھ مسرور رکھ
دشمنانِ دین کو مقہور رکھ

گمرہوں کو راہ نیکی کی دکھا
ایسے بندوں کے دلوں کو دے جلا

اپنے در سے مجھ کو مت محروم کر
یا الٰہی مت پھرا تو در بدر

ہوں بہت دنیا کے جھگڑوں میں پھنسا
مشکلیں آسان کر دے اے خدا

نخلِ امید قمر ہو بارور
اس پہ تو لطف و کرم کر دادگر

[illegible]

تہنیت نامہ سالگرہ مبارک خسروی

آج کس واسطے یہ انجمن آرائی ہے ۔ کس کی آمد کی خبر بادِ صبا لائی ہے
آج کس شان سے گلشن میں صبا آئی ہے ۔ اک شگوفہ ہی نیا وہ تو کھلا لائی ہے
جھومتے پھرتے ہیں گلزار میں مستانِ بہار ۔ بادہ نوشی کا اثر بادیہ پیمائی ہے
انتہا عیش کی ہوتی ہے خوشی کی حد بھی ۔ نشۂ عیش سے سرِ گل بہ رعنائی ہے
غیر معمولی یہاں مجمع احباب ہے کیوں ۔ دیدۂ ماہ سے گردوں بھی تماشائی ہے
نظر آتی ہے رعایا بھی یہاں کی شاداں ۔ عیدِ اضحیٰ ہے کہ عیدِ رمضاں آئی ہے
تھا اسی فکر میں آیا مجھے اکبار خیال ۔ شہِ عثمان کی یہ سالگرہ آئی ہے
کیوں نہ ہو شاہ نکو نام کی ہے سالگرہ ۔ جس کا اندازِ حکومت کرم آرائی ہے
دیکھکر شہر کی آرائش روز افزوں کو ۔ فلکِ پیر نے تاروں کی قسم کھائی ہے
ایک دن آئے گا یہ ہند بھی ہوگا پیرس ۔ موجبِ راحتِ صد عیش یہ زیبائی ہے
نور سے جس کے منور ہے یہ محفل ساری ۔ مثلِ پروانہ ہر اک شاہ کا شیدائی ہے
میر عثمان علی شاہ دکن ظل اللہ ۔ واہ کیا نام ہے جس میں کہ مسیحائی ہے

کون وہ آصف دیجاہ وہ سلطان دکن
تن بیجان میں جس نام سے جان آئی ہے

روز و شب عید کے ساماں ہیں رعایا کیلئے
عیش ہے امن ہے راحت ہے شکیبائی ہے

عدل و انصاف کے پہرے ہیں در دولت پہ
بذل و الطاف کی یاں ناصیہ فرسائی ہے

بخشش و جود و سخا فطرت آصف مشہور
پائی شہرت ہی جو حاتم نے وہ کیا پائی ہے

ظل آصف میں بڑی چین سے ہیں اکثر قومیں
گبر و ترسا بھی ہیں موسائی ہی عیسائی ہے

محفل عیش کے برکات مسرت افزا
عہد شاہی بخدا لطف دل افزائی ہے

صد و سی سال سلامت رہیں شاہ آصف
یہ دعا دل سے قمر خوب نکل آئی ہے

در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور نظام آصف جاہ نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ سلطنتہ

دستِ شہ دُر فشاں اگر گردد
قلزم از آب شرم تر گردد

پادشاہ زماں کہ از فرِ او
آہوئے مادہ شیر نر گردد

امرِ او پردہ گر ز رخ افگند
روزگارِ گذشتہ بر گردد

نہیِ او چرخ را چو منع کند
ہیچگہ آسماں نہ بر گردد

عدلِ او گرگ را کند چوپاں
تا ز گرگیش بے خبر گردد

لطفِ او جاں بہ تن در اندازد
جاں بمرگ از تن بدر گردد

قہرِ او گر شرر بدہر زند
دہر خاکستر از شرر گردد

گر نہ گیرد ز شمس رائے تو نور
تیرہ آئینۂ قمر گردد

نہ کنی سایہ گر بجوش حالی
ہمہ احوالِ او بتر گردد

گر بہ جاں طاعتِ تو ننماید	حکمِ افلاک بے اثر گردد
ابرِ جودت چو قطرہ افشاند	قلزمش بیگماں شکر گردد
امرِ تو حکم بر زماں چو کند	انقضا از زمانہ برگردد
اے شہِ آصف و سلیماں فر	شے ز تو رونقِ ہنر گردد
فیضِ نیساں چو گیرد از کفِ تو	قطرۂ آب او گہر گردد
حزمِ تو فتنہ را کند در خواب	کز سرِ خویش بے خبر گردد
دارم امیدِ عاطفت کہ از او	ہم برایں بندہ یک نظر گردد
تا بہ گیتی ز گردشِ افلاک	گاہ خیر است و گاہ شر گردد
شرِ بدوی تو در عدم بادا	خیرِ عامت بہ بحر و بر گردد
طول و عرضِ جہانِ ہفت اقلیم	پیشِ قدرِ تو مختصر گردد
ہمہ الوانِ نعمتِ دو جہاں	گردِ خوانِ تو ماحضر گردد

سایۂ ابرِ جودِ تو شاہا
از قمر در جہاں شہر گردد

اے دو جہاں کے مالک میں ہوں غلام تیرا
ہر دم مرے لبوں پر رہتا ہے نام تیرا

سر تا بہ پا گنہ ہوں لیکن یہ جانتا ہوں
عصیاں ہے کام میرا اور عفو کام تیرا

مسجد میں میکدہ میں گرجا میں بتکدہ میں
ہر جا ظہور تیرا ہر جا مقام تیرا

ہو گبر یا کہ ترسا ہو شیخ یا برہمن
یکساں ہے ہر کسی پہ فیض عام تیرا

سینہ میں جلوہ فرما شہ رگ سے تو قریں ہے
آنکھوں میں جا ہے تیری دل ہی مقام تیرا

گر شیخ لاکھ بولے مجھ کو یقیں نہ ہوگا
نا چیز ہستیوں سے ہو انتقام تیرا

پردیس میں پڑا ہے چھوٹا ہی دیس جب سے
ہو اس قمر پہ یارب اک لطف عام تیرا

تصدق مری جاں حبیب خدا
فدا دین و ایماں حبیب خدا

ترے عشق کا جس کو تمغہ ملے
گدا ہو سلیماں حبیب خدا

تو ہی درد میرا ہے اور تو
مرے دل کا درماں حبیب خدا

تری یاد میں اشک جاری رہیں
بجھے یہ نہ طوفان حبیب خدا

ہوا آتش ہجر سے آپ کے
مرا سینہ بریاں حبیب خدا

یقیں ہے کہ بر لائیں گے بالضرور
مرے دل کے ارماں حبیب خدا

میں صحرائے طیبہ پہ قرباں کروں
دل و جان و ایماں حبیب خدا

تمنائے دیدار کب تک رہے
دکھا روئے تاباں حبیب خدا

ہو لطف و کرم مجھ پہ تیرا مدام
اے سلطان خوباں حبیب خدا

جو جاؤں مدینہ نہ روکے مجھے
ترے در کا درباں حبیب خدا

رہوں پا بہ زنجیر محشر تلک
دکھا زلف پیچاں حبیب خدا

قمر کو خدا کے لئے حشر میں
نہ کیجے پشیماں حبیب خدا

بہت مدت ہوئی دیکھے ہوئے دربار خواجہ کا
دکھا روضہ الٰہی پھر مجھے اک بار خواجہ کا

پڑا ہے جاں بلب غم سے یہ بیمار خواجہ کا
پلا دے خواب ہی میں شربت دیدار خواجہ کا

برستی ہے وہاں دربار پر رحمت خالق
عجب دربار رحمت بار ہے دربار خواجہ کا

کوئی بیہوش کوئی مست بیخود کوئی دیوانہ
ہجوم عاشقاں ہے گرم ہے بازار خواجہ کا

نہیں پروا ذرا اسکو سلاطین زمانہ کی
جو دیوانہ محمد کا ہے اور ہشیار خواجہ کا

ہوائے جانفزا اجمیر کی سر میں سمائی ہے
تڑپتا ہے دکن میں طالب دیدار خواجہ کا

اگر تھامے رہونگا صدق دل سے دامن خواجہ
عجب کیا مجھ پہ کھل جائے در اسرار خواجہ کا

میں عاصی ہوں دم رحلت مری بخشش کو کافی ہے
لب اعجاز ہل جائے اگر اک بار خواجہ کا

فرشتو قبر میں اس کو ذرا بےفکر سونے دو
اُٹھیگا حشر میں ہی مست و سرشار خواجہ کا

جگہ ملجائے باغ چشت میں مجھکو قمر بس ہے
نہ جاؤنگا جناں کو چھوڑکر گلزار خواجہ کا

ہے سر میں مرے سودا محبوب الٰہی کا
آنکھوں میں مرے بسا ہوا محبوب الٰہی کا

آہو کو ہوئی حیرت چشمان حقیقت
نرگس کو ہوا سودا محبوب الٰہی کا

دیدار الٰہی کی کب ہوگی ہوس باقی
دیکھے جو رخ زیبا محبوب الٰہی کا

دل مردہ اگر زندہ ہو جائے تعجب کیا
بیشک ہے دم عیسیٰ محبوب الٰہی کا

سیراب جو ہونا ہو عشاق چلے آؤ
بہتا ہے سدا دریا محبوب الٰہی کا

فردوس کی خواہش میں مسجد کو چلا زاہد
جنت ہے مجھے کوچا محبوب الٰہی کا

جائیں گے قمر دہلی اللہ وہ دن لائے
ہے عرس شریف آیا محبوب الٰہی کا

جب سے اُن سے اپنا یارانہ ہوا
اپنا دل اپنوں سے بیگانہ ہوا

دل میں جب سے وہ ہوئے مسند نشیں
یک بیک آباد ویرانہ ہوا

یار کے در کی گدائی کیا ملی
اب مزاج اپنا بھی شاہانہ ہوا

جو فراق یار میں آنسو بہا
گر کے دامن میں وہ دردانہ ہوا

آپکا عاشق فقط میں ہی نہیں
اک زمانہ ہے جو دیوانہ ہوا

میرے گھر جب سے کہ تم آنے لگے
غیرت جنت یہ کاشانہ ہوا

شمع روئے احمدؐ مختار پر
یہ دل دیوانہ پروانہ ہوا

جام مئے پینے نہ پایا تھا ابھی
دیکھکر ساقی کو مستانہ ہوا

اے صبا آتی ہی تجھ سے بوئے دوست
یار کے گیسو میں کیا شانہ ہوا

دمبدم آنے لگے دل میں مرے
غم کدہ اُن کا جلوخانہ ہوا

بڑھ گیا ہے اس قدر جوش جنوں
ہر جگہ میرا ہی افسانہ ہوا

دیکھ لی دنیا کی حالت اے قمر
آج کل اپنا بھی بیگانہ ہوا

رُخ پر سے اُس حسیں کے جس دم نقاب نکلا
بدلی سے میں نے سمجھا یہ آفتاب نکلا

پہنچا جو میکدے میں دیکھا عجب تماشا
شیخ اور پارسا بھی پی کر شراب نکلا

نرگس نے آنکھ دیکھی سنبل نے زلف سونگھی
محو حجاب وہ یہ پر اضطراب نکلا

پیری میں آرہی ہی یاد شباب ہمکو
عہد شباب گویا پیری کا خواب نکلا

بھر بھر کے بٹ رہے ہیں جام شراب وحدت
محروم ایک میں ہی خانہ خراب نکلا

رندی و بت پرستی پیری میں بھی نہ چھوٹی
رندوں میں یہ قمر بھی کیا لاجواب نکلا

ہم سے ممکن ہی نہیں تم کو بلانا جانا
تم اگر چاہو تو سب سہل ہی آنا جانا

جان و دل نذر میں دیتا ہوں فدا ہی ایماں
رخ انور کو نہ للہ چھپانا جانا

ہم کو موسیٰ کی طرح غش نہیں آئیگا کبھی
یاد کیوں ہم کو نہ ہو آپ کی آواز است

جلوہ حسن کو بے پردہ دکھاتا جانا
پھر ئے عشق کا وہ جام پلاتا جانا

حال دل اپنا قمر کس سے کرے گا اظہار
جز ترے کون سُنے میرا فسانا جانا

ممکن نہ تھا کہ میرا تو جانِ من نہ ہوتا
سجدہ ملک نہ کرتے تعظیم بھی نہ ہوتی
مرقد پہ فاتحہ کو آتا اگر مسیحا
مفتوں اگر نہ ہوتا روز ازل میں تیرا
ہوتا خمیر اپنا طیبہ کے آب و گل سے
ملتا ترا ٹھکانہ گر شیخ و برہمن کو
تجھ پر اگر نہ ہوتی خواجہ کی مہربانی
تو تیر خوب ہوتی گر تو شہید ہوتا

میرے خلاف میں گر چرخ کہن نہ ہوتا
آدم میں نور تیرا جلوہ فگن نہ ہوتا
بیتاب و مضطرب دل زیر کفن نہ ہوتا
مشہور دو جہاں میں دیوانہ پن نہ ہوتا
ہندوستاں ہمارا ہرگز وطن نہ ہوتا
دیر و حرم میں کوئی یوں نعرہ زن نہ ہوتا
مقبول صوفیوں میں تیرا سخن نہ ہوتا
طیبہ میں لاش ہوتی گور و کفن نہ ہوتا

ہوتی نگاہ رحمت تجھ پر قمر جو اس کی
تو مبتلائے درد و رنج و محن نہ ہوتا

تاب کو آفتاب میں دیکھا
روئے زیبائے یار کو ہم نے
رنگ بیچون و بیچگونی کو

آب موج سراب میں دیکھا
شیخ جی کے نقاب میں دیکھا
مثل دریا حباب میں دیکھا

ایک نکتہ میں بحر علم جہاں
تیرے رُخ کی کتاب میں دیکھا

مجھ میں اس طرح تو ہے پوشیدہ
جیسے بُو کو گلاب میں دیکھا

خویش و بیگانہ کی خبر نہ رہی
تم کو جب ہے کہ خواب میں دیکھا

تیری مستیٔ عشق میں ساقی
جم کو جام شراب میں دیکھا

برق کہتے ہیں اے قمر جس کو
وہی جلوہ عتاب میں دیکھا

عاشقوں کا نام کیا اور ننگ کیا
بیخودی میں رنگ کیا بیرنگ کیا

مسجد و میخانہ و دیر و حرم
کافر و دیندار کا بھی سنگ کیا

شیخ جی کے ساتھ جا کر دیر میں
ہم کریں گے برہمن سے جنگ کیا

ڈھونڈنے سے سب کو جب ملتا ہے وہ
مذہب و ملت میں باہم جنگ کیا

کیوں نظر آتا نہیں وہ بیحجاب
دل کے آئینہ پہ آیا زنگ کیا

بعد مُردن بھی رہیں آنکھیں کھلی
مثل نرگس رہ گیا میں دنگ کیا

چھوڑ کر صحرا نوردی اے قمر
بت بنا بیٹھا ہے مثل سنگ کیا

خواب غفلت سے جگا جائیگا
پھر وہی شکل دکھا جائے گا

آکے لاشہ پہ مری جاں اک بار
اشک نے وچار بہا جائے گا

جو سنائی تھی صدا روز الست
پھر وہ آواز سُنا جائے گا

یہاں بلب آپ کا بیمار ہے اب
لب اعجاز ہلا جائیے گا

غیر ہیں مستحق لطف و کرم
ہم پہ کیا ظلم ہی ڈھا جائیے گا

شکر ہے لطف سے وہ کہتے ہیں
درد دل اپنا سنا جائیے گا

دیکھئے کس کو خدا ملتا ہے
شیخ جی بس کے ذرا جائیے گا

جس کی تصویر ہے آنکھوں میں مری
ایسی تصویر دکھا جائیے گا

پاؤں پھیلائے پڑا سوتا ہوں
قبر میں آکے جگا جائیے گا

تنگ آیا ہوں دکن سے مولا
کب مدینے مجھے بلوائیے گا

ہو گیا دق تپ فرقت سے قمر
اب مدینہ کی ہوا کھائیے گا

دکھلا دے یا الٰہی طیبہ وطن ہمارا
حد سے بڑھا ہوا ہے دیوانہ پن ہمارا

آیا ہے موسم گل یا خزاں ہو رخصت
شاداب کر الٰہی اجڑا چمن ہمارا

پامال لاش ہو جب طیبہ کے بن میں میری
بن جائے تیری رحمت یارب کفن ہمارا

جبتک جہاں میں ہوگی خورشید کی گردش
سایہ فگن ہو ہم پر شاہ دکن ہمارا

بیکار تو نہ ہوگی ہرگز یہ اپنی ہاہو
لائے گا رنگ اک دن دیوانہ پن ہمارا

کب آئیگا الٰہی کاشانہ حزیں میں
محبوب حق کا پیارا خواجہ حسن ظلہ ہمارا

جب تو مری طرف ہو پھر ڈر نہیں کسی کا
کیا کر سکے گا ظالم چرخ کہن ہمارا

اللہ کا دولارا مخلوق کا ہے پیارا
ہے لامکاں کا مالک شاہ زمن ہمارا

ہم مجرموں کی کہنا لاج اے جہاں کے مالک
ہو جائے دور یارب رنج و محن ہمارا

کہلائے نعت کا ہے جو کچھ کلام اپنا
مقبول خلق ہوگا بے شک سخن ہمارا

جوشِ جنوں اپنا اس رتبہ تک لایا
رہتا ہے ہر زباں پہ دیوانہ پن ہمارا

اندیشہ کیوں ہے ہونا ہرگز قمر کسی دن
بیت السرور ہوگا بیت الحزن ہمارا

وہ سر نہیں جسمیں ترا سودا نہیں ہوتا
آنکھیں نہیں جنمیں ترا جلوہ نہیں ہوتا

کیوں مجھ پہ کرم آپ کا مولا نہیں ہوتا
کیوں نذر کے قابل دل شیدا نہیں ہوتا

کب تک دل بیمار تڑپتا رہے کہدے
کیوں لطف و کرم اے مرے مسیحا نہیں ہوتا

تیر نگہ یار سے کشتہ ہے مرا دل
جب تک مرہم دیدار وہ اچھا نہیں ہوتا

کیا خاک ملے اسکو مزا عشق کا تیرے
دنیا میں جو تیرے لئے رسوا نہیں ہوتا

کیوں چھپکے چلے جاتے ہو ہم غیر نہیں یار
اپنوں سے کسی کا کہیں پردہ نہیں ہوتا

کشتہ تری دزدیدہ نگاہوں کا قمر ہے
روتا ہے تڑپتا ہے وہ اچھا نہیں ہوتا

آئی ہے پھر بہار کیا کہنا
چشم ہیں اشکبار کیا کہنا

مثل سیماب مضطرب کیوں ہے
اے دل بے قرار کیا کہنا

قبر میں بھی کھلی رہیں آنکھیں
واہ رے انتظار کیا کہنا

پہلی منزل پہ تھک کے بیٹھ گئے
وائے بر جان زار کیا کہنا

نعتِ احمدؐ سے ہے قمرؔ شہرت
ایسی شہرت کی یار کیا کہنا

عرصۂ کائنات موجِ سراب
دیدۂ تشنہ کار کیا کہنا

ایک ہی وار میں اڑا ہے سر
تیغ قاتل کی دھار کیا کہنا

میرے خواجہ حسن نظامی مدظلہ کا
دل ہے آئینہ وار کیا کہنا

پوچھتا کیا ہے حال مہجوری
میں ہوں بستر کا تار کیا کہنا

اس حنا بستہ پائے رنگیں کا
اے دلِ خوں فشار کیا کہنا

شکر اے موسمِ بہار جنوں
جامہ تار تار کیا کہنا

ہم سے دوری ہے غیر سے قربت
نحن واقرب نگار کیا کہنا

بلبلِ بوستانِ احمدؐ ہوں
نغمۂ صد ہزار کیا کہنا

ہاں مدینہ ہے رشکِ خلدِ بریں
اس چمن کی بہار کیا کہنا

فتنہ پرداز و تفرقہ انداز
فلکِ بے وقار کیا کہنا

مثلِ پروانہ تم جو مرتے ہو
قمرؔ جاں نثار کیا کہنا

وعدۂ وصل پہ آ جائے گا
مجھ کو محروم نہ فرمائیے گا

جلوۂ حسن دکھا جائے گا
میری نظروں میں سما جائیے گا

آئیے قبلۂ من آئیے گا
دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا

آہ و نالہ سے دلِ عاشق کے
مضطرب ہو کے نہ گھبرائیے گا

کیجئے گر نہ دلِ عاشق کا طواف
جا کے کعبہ کو نہ پچھتائیے گا

خوف ہے حشر پہ پچھتانے کا
پیر مرشد کو نہ ٹھکرائیے گا

قبر بیکس پہ کبھی بھولے سے
ایک دو پھول چڑھا جائیے گا

زلفِ مشکیں کے نہ جاؤ نزدیک
دیکھئے اس میں خطا پائیے گا

نہیں دنیا ہے تو ننگ ہونے کی
جا کے بس [illegible] جائیے گا

دیر و کعبہ میں چھپنے ہم سے
ہم سے راز اپنا نہ کھلوائیے گا

ہند میں ہوئے نہ بستی برباد
جا کے طیبہ میں اماں پائیے گا

در بدر ہند میں کیوں پھرتے ہو
کوچۂ یار میں رہ جائیے گا

دستے رحمت میں یہ خبر ہے شیدا
صبح اب ہو گئی گھر جائیے گا

عشق میں اُس بت کافر کے قمر
ایک دن جاں سے گذر جائیگا

عکس زلف احمدی کا سر میں جب سودا ہوا
نور حق سینہ میں میرے خود بخود پیدا ہوا

گر نبی کے روضۂ اقدس کو جانا ہو گیا
جب میں جانوں بخت برگشتہ مرا سیدھا ہوا

اک تجلی طور پر تھی جلوۂ محبوب کی
عشق ہی سے آپ کو اے حضرت موسیٰ ہوا

ہو چکی ہے کوچۂ دلدار سے دل بستگی
روضۂ رضوان میں کب جاؤنگا میں کیا ہوا

دار فانی میں جب آیا تھا تو میں بیدار تھا
تیرے کے گھر سے چلا جاؤنگا میں سوتا ہوا

جلوۂ دلدار گھر بیٹھے نظر آ جائیگا
سامنے پردہ نظر آتا ہے خود اٹھا ہوا

کیوں سناتے ہو صفت فردوس کی اے واعظو
باغ جنت بھی ازل میں ہے مرا دیکھا ہوا

روز روشن کیوں نہ ہو جائے شب عصیاں قمر
شعلۂ حب نبیؐ سینہ میں ہے بھڑکا ہوا

واہ کیا دھوم سے عاشق کا جنازا نکلا
سب کو دھوکا ہوا سمجھے کہ یہ دولھا نکلا

غیر سمجھے تھے جسے اپنا شناسا نکلا
غور کرنے سے وہ مہمان ہمارا نکلا

یار و اغیار نے میت کو دیا تھا کاندھا
تیرے عاشق کا عجب شان سے لاشا نکلا

یوں تو لاکھوں ہیں ترے چاہنے والے خواجہ
جاں نثاروں میں ترے میں ہی اکیلا نکلا

سا قیامت ہوا آیا جو محفل میں تری
اک ترا میں ہی نہیں والہ و شیدا نکلا

رخِ انور سے ہٹا جب کہ نقاب گیسو
کوئی مضطر کوئی مجنوں کوئی کشتا نکلا

ہوا گھائل تری نظروں کا پڑی جس پہ نظر
تری محفل سے قمر بھی تو تڑپتا نکلا

دل اپنا اس نے منبع اسرار کر دیا
آنکھوں کو میری مطلع انوار کر دیا

دیوانہ کر دیا مجھے نظروں میں خلق کی
بیخود بنا کے آپ نے ہشیار کر دیا

جب سے تصور رخ جاناں ہوا مجھے
عالم کے کاروبار سے بیکار کر دیا

رشتہ گلے میں شیخ و برہمن کے ڈال کر
تسبیح اس کو اور اُسے زنار کر دیا

ساغر پلا کے بادۂ وحدت کا یار نے
دل کو ہمارے خانۂ خمار کر دیا

ممنون کیوں نہ پیر مغاں کا قمر رہے
اک جرعۂ شراب سے سرشار کر دیا

آپ کا لطف و کرم جب سے ملا ہو جائیگا
مجھ پہ اس کے ساتھ ہی فضل خدا ہو جائیگا

یا الٰہی آئیں گے کس روز وہ گھر میں مرے
بخت بد یارب مرا کس دن رسا ہو جائیگا

ایک دن اُٹھ جائیگا سب امتیاز جزو کل
بحر وحدت میں ہر اک قطرہ فنا ہو جائیگا

لن ترانی آپ کی کب تک رہیگی اے حضور
اک نہ اک دن اُٹھکے پردہ سامنا ہو جائیگا

ٹوٹ جائیگا قمر جس دن ترا تار نفس
عالم دنیا میں اک طوفاں بپا ہو جائیگا

جب سے میرے دل میں وہ بت جلوہ فرما ہو گیا
راز بت خانہ کا اور کعبہ کا افشا ہو گیا

پھر مرے سر میں تیری الفت کا سودا ہو گیا
دل بھی میرا بستۂ زلف چلیپا ہو گیا

جب مرے پیش نظر وہ روئے زیبا ہو گیا
میں بھی مثل آئینہ محو تماشا ہو گیا

جب کھلیں آنکھیں پس مردن تو سر مرقد پر مری
فاتحہ خوانی کو آئے حشر برپا ہو گیا

بعد مردن عشق نے میرے کیا پیدا اثر
مہ جبینوں کا مری مرقد پہ میلا ہو گیا

میں فقط تنہا نہیں محو جمال یار ہوں
دیکھکر اس کو زمانہ سارا شیدا ہو گیا

بادۂ وحدت کا جب سے جام ساقی نے دیا
پڑ گئی جس پر نظر تیرا ہی دھوکا ہو گیا

تیرے آنے سے تن بیجان میں جاں آ گئی
جلوۂ دیدار اعجاز مسیحا ہو گیا

عاشقی کا میری چرچا ہو گیا ہی اسقدر
میری نظروں میں اک مجنوں بھی لیلا ہو گیا

پڑ گئی تیری نظر جب روئے زیبا پر قمر
دیدۂ مشتاق تیرا چشم موسیٰ ہو گیا

کچھ بجز غم نہیں مجھکو شب تنہائی کا
ہجر میں وصل ہی حاصل ہے بت ہرجائی کا

ہو گیا حال برا پھر ترے شیدائی کا
پھر جنوں حد سے بڑھا ہے ترے سودائی کا

شوق سا اُن کو ہوا دہر میں خود آرائی کا
پھر ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

شوق تجھکو ہی شب روز ہے خود آرائی کا
مشغلہ میرا ہے جو کہ بت پہ جبہ سائی کا

شوق دل میں ہے اگر انجمن آرائی کا
کچھ رکھو دل میں خیال اپنے تماشائی کا

تیرے دیوانہ کو کچھ غم نہیں رسوائی کا
دیکھنا حال زبوں ہے ترے شیدائی کا

پھر ہوا شوق مجھے بادیہ پیمائی کا
بڑھ گیا جوش جنوں پھر ترے سودائی کا

پہلے خود جلکے جلاتی ہے یہ پروانہ کو
مادۂ شمع میں ہے صبر و شکیبائی کا

بستر غم پہ پڑا ہے کوئی بیمار یہاں
اب مسیحا کو بھی موقع ہے مسیحائی کا

پتے پتے سے پتا ملتا ہے کوچہ کا ترے
ذرہ ذرہ میں ہے جلوہ تری یکتائی کا

آہ دنیا سے لے گیا اسکو جہاں میں سودا
راز پوشیدہ رہا اب تک ترے شیدائی کا

حسن خوبانِ جہاں میں ترا جلوہ دیکھا
راستہ خوب ملا تیری شناسائی کا

لذت درد کا یہ درد کو کیا لطف ملے
درد دل ہو تو ملے لطف شکیبائی کا

یا الٰہی مجھے پہنچا دے در دلبر تک
فخر حاصل ہو مجھے ناصیہ فرسائی کا

ضعف سے اُٹھ نہیں سکتا ہی تمہارا عاشق
حال کیا پوچھتے ہو اپنے تمنائی کا

جز خیال رخ دلدار یہاں کسکا گذر
کوئی مونس نہیں میری شب تنہائی کا

جلد بلوالیں مدینہ میں قمر کو بھی حضور
اسکو ہے شوق فقط در پہ جبیں سائی کا

کبھی تو آکے دل کو شاد کرنا — مرا ویراں مکاں آباد کرنا
کسی معشوق کے جور و جفا سے — نہ اے دل نالہ و فریاد کرنا
نسیم آئی ہے کیا کوئے صنم سے — مری مٹی نہ تو برباد کرنا
مقابل میں مرے سروِ سہی کے — غرور اتنا نہ اے شمشاد کرنا

تمہارے ہجر میں مضطر تھم رہے
لیے دشمن سمجھکر یاد کرنا

اک جام اگر ساقی تو مجھکو دیا ہوتا — کیا تیرا بگڑ جاتا تھا میں مست ہوا ہوتا
پردہ ہی سے عالم میں کرتے ہو بپا فتنہ — بے پردہ اگر ہوتے کیا جانیے کیا ہوتا
کرتے ہیں غضب کیا کیا رہ کر پس پردہ — آجاتے جو گر باہر اک حشر بپا ہوتا
مرقد پہ پس مردن دو اشک بہا جاتے — کچھ قہر نہ ہو جاتی محشر نہ بپا ہوتا
آنے کو تو آئیگی اک روز اجل لیکن — آتی جو شب ہجراں احسان بڑا ہوتا
منزل کو پہنچنے کی امید ہمیں ہوتی — یہ میرا دل مضطر گر راہنما ہوتا

تم دل میں اگر آتے آنکھوں میں سما جاتے
مٹ مٹ کے تہ خاک نقش کف پا ہوتا

آپ پر جانِ جہاں جبتک کہ دل آیا نہ تھا — فکر کچھ دل میں نہ تھی سر میں کوئی سودا نہ تھا
کیوں خفا ہوتے ہیں سنکر حالِ دل میرا حضور — بد نصیبی کا گلہ تھا آپکا شکوا نہ تھا
جس طرف پڑتی ہے نظر پاتا ہوں میں محبوب کو — حسن کا روزِ ازل سے آپکے دیوانہ تھا

نیم بسمل چھوڑ کر جانا بھی کیا انداز تھا
مرہم خستہ دلاں انداز معشوقانہ تھا

سن کے مرنے کی خبر غیروں سے وہ کہنے لگا
مر مٹا اچھا ہوا وحشی تھا وہ دیوانہ تھا

ہوگئے اب درمیاں میں سینکڑوں حائل حجاب
اک زمانہ وہ بھی تھا ہم سے کوئی پردہ نہ تھا

دیکھکر جلوہ کسی کا سر بسجدہ ہو گیا
کھل گئیں آنکھیں تو دیکھا وہ مرا جانانہ تھا

یاد آتی ہیں شہ خوباں تمہاری صحبتیں
جب کہ تم تھے شمع محفل اور قمر پروانہ تھا

آکے اک دن میری مرگ ناگہانی دیکھنا
بجھ رہی ہے میری شمع زندگانی دیکھنا

ابتدا کا حال ہی باقی رہی اب انتہا
ہو رہے کیا کیا ہیں جور آسمانی دیکھنا

انتظار وصل میں جلتا ہوں میں پروانہ وار
کب ہے قسمت میں ہماری شادمانی دیکھنا

آئے ہیں مقتل میں وہ میرا تماشہ دیکھنے
انکے الطاف و کرم اور مہربانی دیکھنا

اے قمر صحرا نوردی ابتدا ہی عشق کی
اور کیا کیا یار کی ہے مہربانی دیکھنا

آج جلوہ میرے گھر ہی اک بت بے پیر کا
ہیں ہم ممنون احساں آہ کی تاثیر کا

تیر مژگاں سے جگر دل دونوں چھلنی ہوگئے
زور باقی رہگیا ابرو کی ہی شمشیر کا

اور محشر کے آگے پیش کرنے کے لئے
زخم دل کافی ہے اے قاتل تری شمشیر کا

بند آنکھیں کر کے تجھکو دیکھ لیتا ہوں مدام
دل کے آئینہ میں ہے نقشہ تری تصویر کا

اب رہائی ہو نہیں سکتی کسی پہلو مجھے
پڑ گیا حلقہ گلے میں زلف کی زنجیر کا

صورت لیلی سے ملتی ہی شباہت آپکی
ہو گیا ہی قیس کو دہوکا تری تصویر کا

دیکھتا ہوں جس طرف آتا ہی بس تو ہی نظر
بندہ گیا ایسا تصور ہی تری تصویر کا

کیا ستا سکتی ہی مجھکو گردش چرخ کہن
ہو گیا ہوں دل سے خادم خواجۂ اجمیر کا

یہ الہی ہی تمنا ہی کہ وقت واپسیں
لب پہ ہو نام محمدؐ ہاتھ دامن پیر کا

مٹ نہیں سکتا مٹائے سے کسی کے اے قمر
عکس جب دل میں ہے تیرے یار کی تصویر کا

یاد روئے آئینہ رویاں نے حیراں کر دیا
گیسوئے پیچاں نے پھر دلکو پریشاں کر دیا

مثل بوئے گل رہا پوشیدہ میری جان میں
مجھکو ظاہر کر دیا اور خود کو پنہاں کر دیا

زلف دکھلا کر مسلمانوں کو ہندو کر دیا
اور ہندو کو دکھا کر رخ مسلماں کر دیا

کشتۂ ناز و ادا ممنون احساں کیوں نہو
فاتحہ خوانی کا اس کے جس نے ساماں کر دیا

نذر جان و دل کیا ناز و ادائے یار کے
دین و ایماں کو قدم پر اسکے قرباں کر دیا

حسرت دیدار نے مرقد کو میری بعد مرگ
تا قیامت مرکز طوف غزالاں کر دیا

نالہ ہائے شب نے تیرے عشق مخفی کا قمر
قطرہ ہائے خوں بہا کر پھر سے اعلان کر دیا

ہاں پلا ساقی مئے عرفاں سے اک ساغر شراب
کچھ کمی ہوگی نہ ہرگز دے مجھے بھر کر شراب

یوں تو خم خانہ سے تیرے پی رہا ہوں روز و شب
اک پیالہ اور بھر دے ساقی کوثر شراب

میکشی سے منع کیوں کرتا ہی میخواروں کو تو
تو بھی چلکر پی لے واعظ ایک چلو بھر شراب

ہے خمار نشۂ ساقی میری آنکھوں میں ابھی
یاد آتی ہے مجھے ہر دم وہ رو رو کر شراب

روز و شب گردش میں کیوں رہتا ہے چرخ نیلگوں
سچ تو یہ ہے دیر ہی سے اس کو بھی چکر شراب

عشق ساقی میں قمر آنکھیں ہی گویا ہیں خم
راہ سے آنکھوں کے گرتی ہے لہو بن کر شراب

الٰہی کہاں مجھ کو روئے حبیب
سنا دے مجھے گفتگوئے حبیب

مدینے کو جانے کی ہے آرزو
ملے کوئی رہبر بسوئے حبیب

کہاں سے چلی آ رہی ہے صبا
مجھے تجھ سے آتی ہے بوئے حبیب

نہیں ہے عبث گردش ماہ و خور
انہیں بھی تو ہے جستجوئے حبیب

ترے ہوش واعظ ٹھکانے نہیں
سنی تو نے کیا گفتگوئے حبیب

قمر ہو گی پوری تمنائے دل
ہے مدت سے جو آرزوئے حبیب

دنیا کو تو ہے گلشن و گلزار سے مطلب
ہے مجھ کو فقط یار کے دیدار سے مطلب

فردوس کی خواہش ہے نہ گلزار سے مطلب
ہے ہم کو سدا کوچۂ دلدار سے مطلب

ہر آبلۂ پا یہی کہتا ہے کہ مجھ کو
صحرائے مدینہ کے ہے ہر خار سے مطلب

زاہد کو اگر طاق مساجد کی طلب ہے
عشاق کو ہے ابروئے خمدار سے مطلب

محبوب الٰہی مرے خواجہ کے ہیں محبوب
تجھ کو بھی قمر ہے اسی سرکار سے مطلب

صورت دلدار کیا ہے لاجواب
مجھکو دکھلادے کوئی اسکا جواب

رحم کر ظلم و ستم سے باز آ
حشر میں دے گا خدا کو کیا جواب

دل میں آ پردے میں ہو باتیں کرو
مجھ کو ملجائیگا در پردہ جواب

منتظر ہوں وصل کے پیغام کا
نامہ برا بتک نہیں لایا جواب

چرخ نیلی فام تجھ سے حشر میں
سامنے اللہ کے لوں گا جواب

صنعت صانع پہ ہوجاؤں نثار
واہ کیا صورت بنائی لاجواب

سب سے خاموشی بھلی ہے لے قسم
بات کیا تم نے کہی ہے لاجواب

یار کو ہم سے نہوتا تھا حجاب
بخت برگشتہ نے ڈالا انقلاب

ہے غضب اللہ کا یا قہر ہے
داغ ہجر یار در عہد شباب

آتش سوزان ہجر یار سے
ہوگیا اپنا جگر جل کر کباب

دے خدا کے واسطے ساقی مجھے
میکدہ سے لیکے اک جام شراب

کیجئے مشکل کشائی یا علی
حشر میں کب تک ہیں خستہ خراب

مانگ شیر حق کے دروازے سے تو
بادشاہ عارفاں ہیں بوتراب

اے مرے مولا علی مشکل کشا
اپنے رخ پر سے اٹھا دیجے نقاب

چہرۂ پرنور ہو پیش نظر
اور پڑھوں میں مصحف رخ کی کتاب

جاچکا ہے نامۂ شوق لقا
اب تلک آیا نہیں اسکا جواب

ہوں فدا حضرت علیؑ کے نام پر
ہوں قمرؔ دل سے غلامِ بوترابؑ

پنہاں رگِ گلو میں عیاں چشمِ تر میں آپ
گوشہ میں دل کے آپ ہیں سینہ کے گھر میں آپ

غربت کی شب میں آپ ہیں آہِ سحر میں آپ
دورِ فلک میں آپ ہیں نورِ قمر میں آپ

ہیں خم میں آپ جام میں آپ اور سبو میں آپ
نشہ میں آپ کیف میں آپ اور خمر میں آپ

پاتا ہوں ہر جگہ پہ نشاں آپ کا حضور
سوزِ دروں میں آپ ہیں دردِ جگر میں آپ

ہر جا حضور کے ہیں کرشمے نئے نئے
جن و ملک میں آپ ہیں ہر بشر میں آپ

آدم میں آپ نوح میں آپ اور خلیل میں
مدت کے بعد آئے ہیں خیر البشر میں آپ

پہلے تو دل لبھا لیا لیلے کے بھیس میں
پھر بنکے قیس خود رہے لیلی نگر میں آپ

جلوہ سے آپکے نہیں خالی کوئی جگہ
قطرہ میں ہیں حباب میں ہیں بحر و بر میں آپ

باغِ جہاں ہے حسن سے شاداب آپ کے
بلبل میں گل میں باغ میں شاخ و شجر میں آپ

ہر شے میں آپکا ہے ظہور آپکا ہے نور
دل میں جگر میں تارِ نفس میں نظر میں آپ

آ شکلِ احمدی صلعم میں جہاں کو کیا مطیع
دکھلا کے شان بس گئے طیبہ نگر میں آپ

پایا قمرؔ نے بعد فنا آپ کا پتا
دہلی میں چھپ کے بیٹھے تھے چشتی نگر میں آپ

آنکھیں ہیں مری منبعِ اسرارِ محبت
اور دل ہے مرا مطلعِ انوارِ محبت

پوشیدہ محبت میں ہیں اسرار نہانی
عشاق سے پوچھے کوئی اسرارِ محبت

کیا خاک شفا ہوگی طبیبان جہاں سے
اچھا نہ مسیحا سے ہو بیمار محبت

دیوانگی عشق رہے تا بہ قیامت
محشر میں بھی ہو گرمی بازار محبت

سر دیکے سبکدوش ہوا بار گراں سے
جاں بیچ کے ہوتا ہوں خریدار محبت

ہیں زندہ جاوید قتیل نگہ ناز
مرتے نہیں جو ہوتے ہیں بیمار محبت

کرتے ہیں قمر یاد اُسکو شہ طیبہ
جس شخص میں پاتے ہیں وہ آثار محبت

نظر میں آ گئی جب سے جناب کی صورت
بدل گئی دل خانہ خراب کی صورت

بھرا ہوا ہے خم دل مئے محبت سے
تمہاری آنکھ ہے جام شراب کی صورت

ہمیشہ ایک ہی حالت نہیں زمانہ کی
ہماری زیست یہاں ہے حباب کی صورت

لگی ہے آگ یہاں تک کسی کی اُلفت میں
بنے ہیں قلب جگر بھی کباب کی صورت

نہ آتو زاہد نادان سوئے میخانہ
بگڑ نہ جائے کسی دن جناب کی صورت

جلا دیا دل مسکین کو میرے ساقی نے
جگر کباب ہوا ہے شراب کی صورت

یہی ہے دل کی تمنا قمر ہمیشہ سے
رہے ہو پیش نظر بوتراب کی صورت

تو مجھے بھول گیا کیا باعث
ہو گیا مجھ سے خفا کیا باعث

تو تو رہتا ہے رگ جاں سے قریب
کیوں نہیں مجھ سے ملا کیا باعث

کاٹ کر سر کو سبکدوش کیا
نہ کروں شکر ادا کیا باعث

آگیا موت کا پیغام مگر — قاصد آیا نہ مرا کیا باعث
میں گنہگار اگر تھا گردوں — مجھپہ کیوں ٹوٹ پڑا کیا باعث
چین مجھ میں نہیں آیا ابتک — میں تڑپتا ہی کیا باعث
ہم سمجھتے تھے مسلماں تجھکو — بت کو سجدہ جو کیا کیا باعث
لے کے پیغام شہنشاہ عرب — نہیں آتی ہے صبا کیا باعث

کیوں قمر ہم نہیں کہتے تھے تجھے
بار غم سر پہ لیا کیا باعث

تڑپتا کیوں دل مضطر ہے تو آج — پڑی ہے تجھ کو کس کی جستجو آج
کوئی آتا ہے میرے امتحاں کو — الٰہی میری رکھنا آبرو آج
اجل آنے کو ہے اب کوئی دم میں — ہوا جاتا ہے خونِ آرزو آج
نظر آتی ہیں آنکھیں سرخ اُن کی — بہا لے چشم تر تو بھی لہو آج
ذرا دربان خیال شیخ رکھنا — نہ آجائے کہیں وہ بے وضو آج
صبا لائی نوید جانفزا خوب — کریگی زخم دل کو وہ رفو آج
قیامت کا کیا تھا جس نے وعدہ — وہی تو آگیا ہے روبرو آج
ذرا پیک اجل دم لے ٹھہر جا — مجھے کرنی ہے اُن سے گفتگو آج
نہ کیوں سجدہ کروں چاروں طرف میں — نظر آتا ہے تو ہی چار سو آج
جسے گبر و مسلماں پوجتے ہیں — وہی قبلہ نما ہے قبلہ رو آج

بڑا مجمع ہے میخواروں کا ساقی
ہوا خالی ترا جام و سبو آج

مرے پیارے محمد صلعم بہر للہ السبیل
سنگھا دے مجھ کو زلف مشکبو آج

مرا ماہ عرب ہے جلوہ فرما
سرک جا سامنے سے ماہ تو آج

بہا کر اشک خونیں چشم تر سے
ہوا ہوں میکش ساقی سرخرو آج

ندامت سے گرا کر چند آنسو
کرو عصیاں کی اپنے شست و شو آج

چھپاتے کیا ہو حال عشق گیسو
کرو اظہار ان سے مو بمو آج

اچانک آ گئے وہ میرے گھر میں
بر آئے گی قمر کی آرزو آج

ہر گھڑی رنجیدگی بے سبب کا کیا علاج
بار آیا مہربانی سے غضب کا کیا علاج

دن تو گزرا آرزوئے وصل میں دلدار کی
اس غم تنہائی کا بس طول شب کا کیا علاج

میں نے مانا یاد میں تیری مرا دل شاد ہے
لیکن ان مشتاق آنکھوں کی طلب کا کیا علاج

عشق کو اور دل سے پوشیدہ رکھا جائے مگر
زرد رنگت حالت خشکی لب کا کیا علاج

فرض کیجے دو جہاں سے آنکھ بھی مند لیں قمر
طالب معشوق دل کی اس طلب کا کیا علاج

چشم تو تاب کیوں ہے زاری آج
کس لئے اشک غم میں جاری آج

تن زار اڑ گیا جو بن کے غبار
اس سے ظاہر ہے خاکساری آج

نزع میں ہے امید وعدۂ دید
اس لئے ہے نفس شماری آج

کل سے دکھلائی نہ صورت اس نے
جان جانے کو ہے ہماری آج

تجھکو دیکھا تو جاں میں جاں آئی
ہو گئی ختم آہ و زاری آج

کون سی آرزو کا خون ہوا
کس کے غم میں ہی سوگواری آج

فتنہ گر تاک میں تھا مدت سے
کیا لگایا ہے زخم کاری آج

پھر بتوں کو جما لیا دل میں
ہو گئی ختم دینداری آج

منتظر ہے چمن میں باد صبا
آئے گی یار کی سواری آج

کب بلائیں گے وہ شہ والا
اضطرابی ہے بے قراری آج

ہے جنازہ پہ مجمع احباب
آئی کس شان سے سواری آج

سنتے ہیں سوختہ ہلالی کی
ہو گی دوزخ سے رستگاری آج

جان دینے میں ہو نہ عذر قمر
ہے یہی وقت جاں نثاری آج

پہلے آکر سامنے سے پردۂ رخسار کھینچ
بعد میرے قتل کرنے کے لئے تلوار کھینچ

ہے پسینہ سے جبیں یار کے خوشبو دماغ
مت گلاب و یاسمن کا عطر اے عطار کھینچ

جسم کی تیری رگیں کچھ کم نہیں اے برہمن
پھینکدے اپنے گلے سے رشتۂ زنار کھینچ

کر رہا تھا میں وضو مسجد میں از بہر نماز
لیچلا پھر شوق سوئے خانۂ خمار کھینچ

ہو سکے تجھ سے اگر جا دیکھ پہلے یار کو
اے مصور آ کے تصویر بت عیار کھینچ

بیخودی میں جلوۂ جاناں نظر آجائیگا
ہاں خودی کے سامنے اپنے نہ تو دیوار کھینچ

بھیجتے ہیں یار کو یہ تار کے برقی پیام
واعظا واقف نہیں ہے تو کشش سے عشق کی

پہلے زخمی کر دیا میرے دل صد چاک کو
ہو چکی رخصت خزاں آنے کو ہے فصل بہار

زاہدا آنکھوں سے اپنی آنسوؤں کا تار کھینچ
تجھکو سیدھے وہ لائیگی سر بازار کھینچ

سی رہا ہے پھر تو اپنے پیرہن کا تار کھینچ
دل سے آہ سرد مت اے بلبل بیمار کھینچ

دل جگر سینہ میں تیرے ہو گئے جلکر کباب
سوز دل سے اے قمر اک آہ آتشبار کھینچ

ملتا نہیں کوئی مجھے دلدار کی طرح
ہوں محو دید نرگس بیمار کی طرح

یارب بخت خفتہ کبھی جاگ اُٹھے مرا
آئیں وہ گھر میں طالع بیدار کی طرح

قیمت نہ پوچھئے گا دل داغدار کی
لایا ہوں نذر لیجئے مختار کی طرح

آدم سے اب تلک ہوئے کتنے ہی انبیا
لیکن ہوا نہیں کوئی سرکار کی طرح

آیا پہنکے جامۂ خاکی جہان میں
اب ہوں قفس میں بلبل بیمار کی طرح

ٹپکا جو یاد میں دُر دندانِ یار کے
وہ اشک ہو گیا دُر شہوار کی طرح

مرکز بنا ہے جب سے ترے خال کی ضیا
تو دو جان نثار ہوتی ہے پرکار کی طرح

یاں تک ہوئی ہے شہرت دیوانگی مری
ہر گھر میں ذکر ہے مرا اخبار کی طرح

قاصد کے واسطے کی ضرورت نہیں مجھے
کھٹکا لگا ہے دل میں مرے تار کی طرح

بدمست ہی سمجھ کے نکیرین چھوڑ دیں
سوتا رہوں گا قبر میں ہشیار کی طرح

ویران سمجھ کے خانۂ دل میں کبھی کبھی
آئے وہ دو گھڑی کبھی تو اغیار کی طرح

تھوڑی جگہ مدینہ میں یکرشہ جہاں — رہنے دو مجھکو سایۂ دیوار کی طرح

محو نظارہ ہے قمر زار آپ کا
آنکھیں کھلی ہیں نرگس بیمار کی طرح

نازکی گل میں کہاں رخسار جاناں کی طرح — سنبل و ریحاں کہاں ہیں زلف خوباں کی طرح
جستجوئے یار کن جا بیٹھنے دیتی نہیں — ہو رہا ہوں سرگرداں نزل سے جیسے گرداں کی طرح
دل لگانے کی جگہ دنیا نہیں ہے غافلو — کچھ دنوں کے واسطے رہنا ہے مہماں کی طرح
واعظ نادان کیا ایسا ہی ہے سچ سچ بتا — گلشن فردوس طیبہ کے بیاباں کی طرح
سیر گلشن کیا کریں بے یار کے اے ہمدمو — باغ بھی وحشت کدہ ہوگا بیاباں کی طرح
پاس کچھ رکھتا نہیں رکھتا ہوں دولت عشق کی — گرچہ مفلس ہوں مگر رہتا ہوں سلطاں کی طرح
زلف جاناں کا تصور بس گیا ہے اسقدر — جسم میں رگ رگ بنی ہے مار پیچاں کی طرح
مانی و بہزاد لائیں نذر کر دوں جان و دل — کیا کوئی تصویر ہے سلطان خوباں کی طرح

سیر کرتا ہوں قمر دل کی تو آتے ہیں نظر
داغ ہائے دل مرے سرسبز بستاں کی طرح

جس طرف حشر میں ہوگا مرے سرکار کا رخ — بس مقابل میں رہیگا مرے غفار کا رخ
قبلہ رخ رکھنے کی حاجت نہیں مجھ بیدل کو — قبر میں جو وہی پھر یگا ترے بیمار کا رخ
خوب آرام سے سو جاؤں گا میں محشر تک — گر رہے سامنے میرے تری دیوار کا رخ
روسیاہی ہے گناہوں کی جو نادم ہوگا — چاند سا حشر میں چمکیگا گنہگار کا رخ

سب نبیؐ حشر میں اس رخ پہ کرینگے سجدہ | ہو گا جس رخ پہ مرے احمدؐ مختار کا رخ

غم نہیں اہل جہاں پھیر لیں رخ تجھ سے قمر
تو بھی منہ موڑ کے کر کوچہ دلدار کا رخ

مرے پیش نظر ہے صورت شیخ | نہاں ہے دل میں میرے الفت شیخ
مزا آجائے گا وصل صنم کا | عجب صحبت ہے کیسی صحبت شیخ
اطاعت حق کی ہے طاعت نبیؐ کی | اطاعت مصطفےٰ کی طاعت شیخ
نہیں پروا مجھے دونوں جہاں کی | مجھے کافی ہے دست ہمت شیخ
مری آنکھوں میں ہے خواجہ کی تصویر | مرے دل میں چھپی ہے صورت شیخ

قمر رہتا نہیں بے وجہ مدہوش
ملا ہے اس کو جام وحدت شیخ

ہے آنکھ کے پردہ میں عیاں روئے محمدؐ | اور غنچۂ دل میں ہے نہاں بوئے محمدؐ
کعبہ دل عشاق کا ہے روئے محمدؐ | ہیں طاق حرم دو خم ابروئے محمدؐ
آہوئے ختن عنبر سارا بھی ہیں نادم | خوشبوئے جہاں میں ہے نہاں بوئے محمدؐ
بخشش پہ خدا ہو گا یہ سرگرم شفاعت | ملتی ہوئی حق سے ہے بہت خوئے محمدؐ
والشمس ہیں رخسار تو واللیل ہیں گیسو | ہیں صبح و مسا یہ رخ و گیسوئے محمدؐ
ہے آرزو میری یہ دم نزع الٰہی | تو دل میں ہو اور پیش نظر روئے محمدؐ
مانع ہے ادب ورنہ تمہیں دل میں بٹھاؤں | سجدہ پہ کروں سجدہ نہ کیوں سوئے محمدؐ

کیونکر نہ ملے مجھ کو قمرؔ رتبۂ اعلیٰ
دیوانۂ احمدؐ ہوں ثنا گوئے محمدؐ

عمر بھر ہوگی نہ یہ چشم خیال یار بند
گرچہ اس نے کر دیا ہے روزن دیوار بند

آئے گا جب یار اپنا سیر گلشن کیلئے
ہوگی حیرت سے تری چشم نرگس بیمار بند

چہچہے کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہے گا تجھے
کیوں نہیں کرتی ہے بلبل اپنی تو منقار بند

گرم بازاری ہوئی ہے جب سے تیرے حسن کی
یوسف مصری کا یکدم ہو گیا بازار بند

نیند آتی ہے نہ موت آتی ہے ہجر یار میں
ہو گئے کب یا رب یہ میرے دیدۂ بیدار بند

تم کو زندوں کے ستانے سے ملا کیا زاہدو
کر دیا جو میکشوں پر خانۂ خمار بند

مدرسہ سے اٹھ کے اب لی ہے صنم خانے کی راہ
عشق میں بت کے قمرؔ بھی ہو گیا زنار بند

آ تجھ کو کروں میں پیار قاصد
تجھ پر ہے یہ جاں نثار قاصد

لایا ہے جواب نامہ شاید
مدت سے تھا انتظار قاصد

لایا ہے جو تو نے نامہ اس کا
ممنون کیا ہے یار قاصد

احسان نہیں ادا ہوا کچھ
گویا ہوں میں شرمسار قاصد

آنکھوں سے لگا لوں کیوں نہ اپنے
پاؤں میں چبھے جو خار قاصد

پھر جا کے نبیؐ کے در پہ اک بار
کر عرض یہ انکسار قاصد

اک عاشق مضطرب ہے کن میں
کہتا ہے کہ دل فگار قاصد

بیتاب ہے تیرے در پہ اک بار — بھیجا ہے جگر فگار قاصد

تو جا کے کہو قمر دکن میں
ہرگز نہ بنے مزار قاصد

ہوں روز ازل سے میں طلبگار محمدؐ — دکھلا دے خدایا مجھے دیدار محمدؐ
ہو گی نہ شفا مجھ کو مسیحائے زماں سے — بیمار ہے بیمار ہے بیمار محمدؐ
قربان ہلال رخ شوال ہو دم میں — آئے جو نظر ابروئے خمدار محمدؐ
محبوب کا دیدار ہے دنیا ئے حسن میں — اللہ کا دیدار ہے دیدار محمدؐ
دل سے تمنا ہے مدینہ کے سفر کی — دکھلا دے خدایا مجھے دربار محمدؐ
اس کو نہیں رہتا ہے سروکار جہاں سے — ملتی ہے جسے دولت دیدار محمدؐ

کھٹکا نہ رہے خوف قیامت کا قمر کو
مل جائے اگر سایۂ دیوار محمدؐ

ہو جاؤں فدا آپ پہ سو بار محمدؐ — اور دل ہو نثار آپ پہ ہر بار محمدؐ
طاقت نہیں بلوانے کی جا بھی نہیں سکتا — ہوں گردش دوراں سے میں ناچار محمدؐ
عاصی ہوں گنہگار ہوں بلوائیے شاہا — دل ہو گیا اب ہند سے بیزار محمدؐ
ہو دل میں خیال رخ دلدار دم نزع — اور لب پہ ہو جاری یہ ہر بار محمدؐ

رکھتا ہوں جلوہ خانۂ دل میں تری تصویر
کرتا ہوں طواف اس کا میں ہر بار محمدؐ

حب نبیؐ لذیذ علی کی ولا لذیذ
کہیئے جہاں میں اس سے زیادہ ہے کیا لذیذ
عاشق ہوں درد کو بھی دوا جانتا ہوں میں
تلخیٔ درد بھی ہے شکر سے سوا لذیذ
لب بند ہوں گے دل میں تمہارے جو عشق ہو
دیکھو تو لے کے نام محمدؐ ہے کیا لذیذ
اہل جہاں کو لذت فانی سے کام ہے
میری فنا سے کیوں نہ ہو کام بقا لذیذ

اہل دل کی مدح میں لذت نہیں قمرؔ
اللہ اور نبیؐ کی ہے حمد و ثنا لذیذ

محبت مصطفےٰ کی دل میں لے ناداں پیدا کر
اگر انسان ہے انسانیت کی شان پیدا کر
تری عمر رواں ہے پا بجولاں تو ہے غفلت میں
سفر درپیش ہے عقبیٰ کا کچھ سامان پیدا کر
صفائی قلب کی کر ل کسی پیر طریقت سے
مکاں خالی ہے رہنے کے لئے مہمان پیدا کر
تری شہ رگ سے بھی نزدیک تر وہ یار رہتا ہے
ذرا کر غور دل میں اور اسکا دھیان پیدا کر
ترے آئینہ دل میں تماشہ ہے خدائی کا
مراقب ہو ذرا گردن جھکا پہچان پیدا کر
مقابل یار کی آنکھوں کے ہے دعویٰ محبت تیرا
گھمنڈ اتنا نہ ہرگز نرگس حیران پیدا کر
نہ سوکھ اے دیدۂ تر یاد محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ میں
سمندر کی طرح اپنے میں اک طوفان پیدا کر
بہت مدت کے بعد آیا ہے بت سینہ کے مندر میں
برہمن بن کے پوجا کے لئے سامان پیدا کر

قمر کیا ڈر ہے دریائے کرم اسکا ہے بے پایاں
بھروسہ اس کی رحمت کا ہے اطمینان پیدا کر

جبکہ وہ جان جہاں بدست خراب آیا نظر
زاہد صد سالہ مسجد میں خراب آیا نظر

جلوۂ محبوب حق کیا بیحجاب آیا نظر
ماہتاب آیا نظر یا آفتاب آیا نظر

ہوش میں رہتا نہیں ساقی کی مجلس میں کوئی
خشک زاہد بھی وہاں مست شراب آیا نظر

چاک دامن چاک سر خستہ دل تفتہ جگر
تیرا شیدائی زمانہ میں خراب آیا نظر

عاشقوں کو تیرے ہوگی تاب نظارہ کہاں
ہوش اُڑ جائیں گے جب تو بے نقاب آیا نظر

تیرے رُخ کو دیکھکر کھویا نماز فجر کو
سجدہ جائز ہی نہیں جب آفتاب آیا نظر

چل رہا تھا مجلس رنداں میں جب دور شراب
ہائے واں بھی محتسب خانہ خراب آیا نظر

طاق ابروئے آپ کا ہی سجدہ گاہ عاشقاں
کیوں نہ ہو دیکھا تو کعبہ کا جواب آیا نظر

سینہ بریاں دل طپاں ہے عشق جاناں میں مرا
چیر کر سینہ جگر دیکھا کباب آیا نظر

جب خیال آیا گنا ہوں کا تو تیرے خوف سے
کانپ اُٹھا دل مرا روز حساب آیا نظر

مذہب و ملت سے کیا مطلب ترے عشاق کو
دیر و کعبہ میں بھی روئے آنجناب آیا نظر

جوش رحمت کو ہوا اور دھل گئے عصیاں تمام
جب قمر آگے ترے چشم پر آب آیا نظر

خود کو اظہار کیا شکل بتاں میں آکر
محو نظارہ ہوا بزم جہاں میں آکر

ہوا بدنام وہ رنداں جہاں میں آکر
جام بھر بھر کے دیا دیر مغاں میں آکر

چھپ گیا جان جہاں خود مری جاں میں آکر
دنگ عالم کو کیا جام جہاں میں آکر

ہم کو گردش میں رکھا دور زماں میں آکر
کردیا خاک ہمیں چشم بتاں میں آکر

کہیں درویش ہے وہ اور کہیں سلطان جہاں
خوب دھوکے میں رکھا کون و مکاں میں آکر

دیکھتا ہوں میں جدھر تو ہی نظر آتا ہی
جنس وحدت ملی کثرت کی دکاں میں آکر

خوب واقف ہیں کرشموں سے تمہارے صاحب
دھوم عالم میں مچی وہم و گماں میں آکر

آرہی ہے دردِ دل سے جو صدائے یا ہو
چھپ کے بیٹھا ہے کوئی اپنے مکاں میں آکر

پارساؤں میں کبھی محفلِ رنداں میں کبھی
کبھی پوشیدہ رہا بزم بتاں میں آکر

درد دل اپنا چھپایا تھا قمرؔ یاروں سے
کھل گیا رازِ دروں آہ و فغاں میں آکر

تری صورت میں وہ جلوہ دکھا کر
رکھا ہے مجھ کو دیوانہ بنا کر

صدائے سرمدی اپنی سنا کر
کیا ہشیار دیوانہ بنا کر

کیا بیہوش موسیٰ کو بلا کر
تجلّی طور پر اپنی دکھا کر

بڑی مشکل سے سمجھا کر منا کر
اسے دل میں رکھا یہاں بنا کر

صبا للہ یہ مشتِ خاک میری
ذرا لے چل مدینہ تک اڑا کر

اگر ہوگی مدینہ تک رسائی
کروں گا عرض دردِ دل سنا کر

مرے مولا مرے سرکار للہ
رکھو مجھ کو مدینہ میں بلا کر

کروں گا اُن کی زلفِ عنبریں میں
دلِ صد چاک کو شانہ بنا کر

نظر آجائیں جب وہ شاہِ خوباں
رکھوں گا اپنی آنکھوں میں چھپا کر

کرو دل کی تمنا میری پوری
نکل آؤ ذرا پردہ اُٹھا کر

کیا بیخود مجھے موسیٰ بنا کر
جمالِ دل ربا اپنا دکھا کر

اُٹھیں گے ہم نہ ہرگز تا قیامت
گذرتی تھی کسی عالم میں اچھی
نظر بھر کر ابھی دیکھا نہیں تھا
مکاں میں میرے جس دن آ گئے وہ
نہ آنا تھا تمہیں پہلے ہی باہر
الگ ہو کر تماشا دیکھتے ہو
مقابل اپنے تصویر محمدؐ
رہے دائم سلامت دین و ایماں

درِ محبوب رحمۃ اللہ علیہ پر آسن جما کر
ہوئے بدنام اس عالم میں آ کر
کیا بسمل مجھے آنکھیں دکھا کر
رکھوں گا اُن کو آنکھوں میں چھپا کر
چھپے پھر کس لئے صورت بتا کر
ہمیں دنیا کے جھگڑوں میں پھنسا کر
لگا رکھی ہے آئینہ بنا کر
وہ بت کہتا ہے مجھ سے یوں دعا کر

قمر اپنی حقیقت کو تو سمجھو
اُسے دیکھو خودی اپنی مٹا کر

نزدیک نہ وہ آتے ہیں دیوانہ سمجھ کر
گو آپ کے قابل نہیں سرکار مرا دل
ہم روز ازل سے ہیں انہیں چاہنے والے
وہ دور ہیں نظروں سے مگر دل میں ہیں موجود
واقف نہ تھا لب چھو کے لگا نہ کبھی ساغر مے سے
مدت ہوئی قربان کئے جان و دل اپنا
سب چھوڑ چلے جائیں گے جب کنج لحد میں

وہ جان کے انجان ہیں بیگانہ سمجھ کر
اک روز تو آ جائیے ویرانہ سمجھ کر
وہ دور چلے جاتے ہیں بیگانہ سمجھ کر
آتے نہیں وہ سامنے بیگانہ سمجھ کر
ساقی مجھے دیتا نہیں پیمانہ سمجھ کر
ایمان بھی لے لیجئے نذرانہ سمجھ کر
سو جائیں گے ہم اپنا ہی کاشانہ سمجھ کر

دامن کو سنبھالے ہوئے میں ساتھ رہونگا
بھولو نہ مجھے حشر میں بیگانہ سمجھ کر

سر خم ہے پئے تسلیم رضا ہو قمر اپنا
دشمن سے ملا کیجیے بیگانہ سمجھ کر

شہید ناز ہوں دعوے ہی میرا تیغ آہن پر
رہیگا حشر تک احسان قاتل میری گردن پر

رخ روشن مرے دلدار کا گر دیکھ پائینگے
نہوں گے جمع پروانے جہاں کے شمع روشن پر

قیامت ہو گی برپا ہمسفیرو تم یقیں مانو
گذر جس روز ہو جائیگا انکا میرے مدفن پر

بس اس دن مرا دیوانہ پن ہو جائیگا ظاہر
چڑھائے جائینگے پتھر عوض پھولوں کے مدفن پر

تبسم تھا کہ اک بجلی تڑپ کر رہ گئی دلمیں
گری یہ برق کیسی یا الٰہی دل کے خرمن پر

نگاہ مست ساقی کی محبت میں مرا ہوں میں
غزالان ختن بہر طواف آئینگے مدفن پر

تصور میں بلا کی دوربینی حق نے بخشی ہے
نظر پڑتی ہے گھر بیٹھے در خواجہ کے روزن پر

ہمارا خون ناحق اک نہ اک دن رنگ لائیگا
رہیگا خون عاشق حشر تک قاتل کے دامن پر

رہیگا انتظار اب بعد مردن بھی قمر تجھ کو
عوض سبزہ کے ہو گی نرگس بیمار مدفن پر

زنداں میں ہوں گھر آپ کا سرکار آتا ہے نظر
رہتا قفس میں ہوں مگر گلزار آتا ہے نظر

جب سے جدا ہوں آپ سے لگتا نہیں ہے دل مرا
دل یار اور اغیار سے بیزار آتا ہے نظر

مجھکو گمان جان جہاں ہوتا ہے تیرے عشق کا
دار الشفا میں جب مجھے بیمار آتا ہے نظر

جینے سے جی بیزار ہے آنکھوں میں آیا ہے دم
جینا تمہارے ہجر میں دشوار آتا ہے نظر

مطلب کے ہیں اپنے سبھی کیا وقت پر کام آئینگے
کوئی نہیں جز آپکے غم خوار آتا ہے نظر

تو نے بھی شاید اے قمر دیکھا ہے چشمِ مستِ یار
اس واسطے نرگس صفت بیمار آتا ہے نظر

بڑھتا چلا ہے اے قمر عشقِ تصور آپ کا
پڑتی نظر ہے جس طرف دلدار آتا ہے نظر

خوگرِ جورِ ستمگر ہے کبھی فریاد نہ کر
زاری و آہ و بکا اے دلِ ناشاد نہ کر

کیا مزا ہے ستانے سے ملے گا تجھکو
مجھپہ یوں جور و ستم اے ستم ایجاد نہ کر

دام پر پیچ میں گیسو کے پھنسا ہوں خود ہی
فکر پھندے کی مرے واسطے صیاد نہ کر

میں تو ہشیار ہوں جامِ مئے الفت پیکر
اپنے عاشق کو خدا کے لئے برباد نہ کر

روئے زیبا کو دکھا کر یہ چھپانا کیسا
اے شہِ حسن غریبوں پہ یہ بیداد نہ کر

پابزنجیر ہی رہنے دے دلِ عاشق کو
قیدیِ زلفِ گرہ گیر کو آزاد نہ کر

اپنی قسمت کا لکھا ہوکے رہیگا اک دن
صبر سے کام لے جلدی دلِ ناشاد نہ کر

کفر و اسلام کے جھگڑوں سے قمر کیا مطلب
دیکھ زلف و رخِ محبوب کو فریاد نہ کر

میکنم بہر رخت ہر صبح غوغائے دگر
من بسر دارم بگیسو شام سودائے دگر

سالہا باشغل خورشید و مہ جوئی اگر
ہمچو من ہرگز نیابی یار شیدائے دگر

کار با جام و خم و ساقی ندارم در جہاں
جام و خم دارم دگر ساقی و صہبائے دگر

بستۂ زنجیر گیسو چوں شدہ مرغ دلم
کے رود از دام زلفت لیک بر جائے دگر

سینہ بریان دل طپیان از داغ ہائے ہجر یار
این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

نذر کردم جان و دل ایمان ہم کردم نثار
کعبۂ دیگر بدل دارم کلیسائے دگر

ہر نفس نظارۂ رخسار جانان میکنم
لے کہ در دل میکنم ہر دم تماشائے دگر

چون توئی ملجا و ماوا بینوا و خستہ را
پس بگو اے جان قمر دارد چہ پروائے دگر

حسب وعدہ نہیں آیا مرا گلفام ہنوز
ہوئی اسکی نہ الٰہی سحر و شام ہنوز

مرغ دل دیکھ کے پھنس جائے نہ خال و خط کو
زلف پیچاں کا سمجھا ہوگا وہاں دام ہنوز

جب تلک عشق میں بدنام نہ ہوئے عاشق
پختہ کاران محبت میں ہے خام ہنوز

دل تڑپتا ہی ہا قبر میں بعد مردن
لطف کیا خاک ملے گا نہیں آرام ہنوز

دعویٰ ہم چشمی کا کرنے سے ملی تجھکو سزا
سنگساری کو سمجھتا ہی تو بادام ہنوز

دشمنوں کو بھی مرے حال پہ رحم آتا ہی
سب ہوئے رام مگر تو نہ ہوا رام ہنوز

خوب اغیار اٹھائے ہیں ترے وصل کا لطف
قمر زار فقط رہ گیا ناکام ہنوز

محبوب رسول حبیب خدا سلطان الہند غریب نواز
ہادی سبل مہدی ہدا سلطان الہند غریب نواز

مدت سے ہی عاصی تم سے جدا سلطان الہند غریب نواز
ہو درد دل بیکس کی دوا سلطان الہند غریب نواز

دنیا میں وسیلہ سب کا ہی میرا اپنا نہ پرایا ہے
اب آپ پہ دیکھیے مولا سلطان الہند غریب نواز

اس در کے سوا میں جاؤں کہاں دلوائیے مجھکو شاد جہاں
تم جانتے ہو منشا میرا سلطان الہند غریب نواز

ملجائے گدائی در کی ترے پھر شان ہے الی ہو میری
ہر جا ہو مراتبہ اعلیٰ سلطان الہند غریب نواز

کہتے ہیں جہاں سب مجھکو خواجہ کا یہ بندہ ہے دیکھو
تم لاج رکھو میری شاہا سلطان الہند غریب نواز

خاموش ہو کچھ دیر قمر معلوم ہے سب خواجہ کو رے
جو مانگو گے کر دیں گے عطا سلطان الہند غریب نواز

واہ کیا صیاد ہے تیرا قفس
مرغ دل تڑپا کیا سو سو برس

یار کے انداز ہیں کیا خوش نفس
نالہ لیلیٰ ہے آواز جرس

دیکھکر اس گیسوئے پیچاں کے پیچ
پھنس گیا میں جال میں مثل مگس

عشق صادق ہو تو پہلے جان دے
جان کی پرواہ نہ کر اے بوالہوس

قصد گو ہے کوچۂ دلدار کا
کس طرح ہوگی ہماری دسترس

فیض میں ساقی کے ہو برکت عطا
وہ رہے سر پر ہمارے سو برس

کیا سبب گردش میں ہیں شمس و قمر
دیکھ شرماتے ہیں روضہ کا کلس

آرزوئے ناقۂ لیلیٰ ہے آج
آرہی کانوں میں ہے بانگ جرس

ہاتھ اُٹھا کر اے قمر اللہ سے
التجا کر ہے وہی فریاد رس

جاؤں گا میں مدینہ کو شاہ ہدا کے پاس
درخواست میں نے بھیجی ہے اپنی خدا کے پاس

زوروں پہ جب ہو گرمیٔ محشر تو یا نبی
سایہ میں تیرے ہونگا کھڑا میں لوا کے پاس

مشکل نہیں ہے عقدہ کشائی حضور سے
لے تو چلو مجھے مرے مشکل کشا کے پاس

باد صبا خدا کے لیئے کوئے یار تک — لیجیو تو اس مریض کو دار الشفا کے پاس
بذل و عطا کی انکے خزانہ میں کیا کمی — طیبہ میں جا کے مانگ شہ دوسرا کے پاس
مجرم گناہگار ہیں بے یار و غمگسار — جائیں کہاں ہم تو شافع روز جزا کے پاس

رد ہوں بلائیں اور یہ کلفت کبھی دور ہو
آ جاؤ یا نبی قمر بے نوا کے پاس

ہیں ساقی میں ازل سے ہوں تمہارا حلقہ بگوش — ایک ساغر اور دے جاتے رہیں عقل و ہوش
مست ہوں آنکھوں کا تیرے ساقی پیمانہ شکن — اب کہاں ننگ و ناموس اور کہاں کی عقل و ہوش
تن مرا ہم رنگ جاں ہے اور جاں ہم رنگ تن — جس جگہ جا ہو ملا ہو وہ تو ہے خانہ بدوش
شیخ دیں تسبیح خواں مسجد میں بن بیٹھا تھا کل — ہو گیا ہوں آج کافر اور ہوں زنار پوش
زہد و تقویٰ نذر جاناں ہو چکے مدت ہوئی — عشق میں کافر ہوں ہے مشرب مرا جوش و خروش

اب خدا کے واسطے زاہد قمر کی بات سن
زہد و طاعت چھوڑ دے اور عشق کا کر جام نوش

بر جمال شمع روئے مصطفیٰ پروانہ باش — پا بہ زنجیر از خیال زلف چوں دیوانہ باش
ہمچو پاکاں از مئے توحید چوں مستانہ باش — گر طلبگار خدائی از خودی بیگانہ باش
پاک کن زنگار دل غافل مباش از یاد او — خواہ در مسجد نشیں یا ساکن بتخانہ باش

تا بیابی آہ دہقاں را در روئے وصل دوست
اے قمر خاموش باش از خویشتن بیگانہ باش

عرش اعلیٰ ہے محمد کا مرے دیوانِ خاص
اور جبریل امیں جن کا بنا دربانِ خاص

قتل گاہِ عاشقاں میں بوالہوس کا دخل کیا
ذبح ہوتے ہیں یہاں اللہ کے خاصانِ خاص

خوف حق سے ایک ہی قطرہ جو نکلے آنکھ سے
جرم دھونے کے لئے ہو جائیگا بارانِ خاص

تم بھی آؤ زاہدو لیکن ذرا کرکے وضو
میکشی کے واسطے یاں جمع ہیں یارانِ خاص

بعد مدت کے پھنسا ہی آج زاہد دام میں
اب اُسے حلقہ میں لے بیٹھے ہیں میخوارانِ خاص

ایک ہی ساغر سے کیا ہوگا بھلا ساقی مرا
دے زیادہ مجھکو اوروں سے کہ ہوں مہمانِ خاص

مجھکو امید شفا ہرگز مسیحا سے نہیں
کر مرے درد دروں کا تو ہی کچھ درمانِ خاص

فکر کیا تجھکو جزا کی اور سزا کا خوف کیا
ہے قمر تجھ پر نبیؐ کا سایۂ دامانِ خاص

مئے توحید پلادے مئے احمر کے عوض
ایک دو گھونٹ ہی دیدے مجھے ساغر کے عوض

فکر فصاد نہ کر فصد کی میرے ہرگز
فصد ابرو سے ہوئی ہے مری نشتر کے عوض

رنگ و بوئے گل و گلشن پہ نہ جا اے بلبل
گل رخسار نبیؐ دیکھ گل تر کے عوض

ہو تا چوکھٹ کے تلے دفن جو لاشہ اپنا
ہڈیاں کام میں آتیں مری پتھر کے عوض

نہیں قاصد کی ضرورت ہے مرے نامہ کیلئے
نامہ بر خود ہے دل زار کبوتر کے عوض

کب ملیگا ترے میخانے سے جام لبریز
کاسۂ عمر تو بھرنے کو ہے ساغر کے عوض

چاک کر سینہ مرا دیکھ ستمگر نے کہا
پارۂ گوشت ہے دل ہے نہیں پتھر کے عوض

خوش ہو کے میں نے کہا مجھکو وہ کرکے وعدہ
غیر کے گھر کو گیا آج مرے گھر کے عوض

ہے غنی عشق کی دولت سے سرِ قلب و دماغ
مجھ کو حاصل ہے قناعت طلبِ زر کے عوض

چادرِ گل پہ جنہیں نیند نہ آتی تھی قمرؔ
سو رہے خاک پہ ہیں قبر میں بستر کے عوض

سر میں مرے تمہارا ہی سودا رہا فقط
آنکھوں میں آپ کا رخِ زیبا رہا فقط

سایہ نہیں تھا اس لئے جسمِ لطیف کا
پتلی میں آنکھ کی ترا سایہ رہا فقط

جب سے کہ جم گیا ہے تصور میں قدِ یار
پیشِ نظر تمہارا ہی جلوا رہا فقط

جب سے کسی کی زلف کا سودا ہوا مجھے
تیماردار میرا مسیحا رہا فقط

موسیٰ بھی لا سکے نہ تجلی کی تیری تاب
ایں جس کو دیکھ محوِ تماشا رہا فقط

سب باریاب ہو گئے دربارِ خاص میں
خستہ جگر قمرؔ ترا شیدا رہا فقط

چھوڑو مسجد چلو خدا حافظ
جائیے دیر کو خدا حافظ

زلفِ احمرؐ میں پھنس گیا ہے دل
چاہے جو ہو سو ہو خدا حافظ

دل میں رکھ کر صنم چلے کعبہ
جاؤ اے زاہدو خدا حافظ

بتکدے میں تو ساری عمر کٹی
اب چلے کعبہ کو خدا حافظ

جان تو کر چکے ہو نذر اُن کے
دین کو بھی کہو خدا حافظ

ہو چکیں بس شفا مسیحا سے
اے مرے ہمدمو خدا حافظ

جا مرینگے درِ حبیب پہ ہم
اب اٹھو اے قمرؔ خدا حافظ

بے سبب روتی نہیں ہے اے دل دیوانہ شمع
کرتی ہے اظہار گریہ سے مرا افسانہ شمع

دیکھ کر دلدار کو میرے یہ سب حیران ہیں
بلبل و آہو و قمری نرگس و پروانہ شمع

آہ عاشق ہے کہ دود شمع ہے زلف سیاہ
ہے رخ دلدار شعلہ اور قد جانانہ شمع

عاشق جانباز کا غم ہے وگرنہ کس لئے
دیکھکر روتی بہت ہے لاشہ پروانہ شمع

گھر میں تاریکی نمایاں ہے قمر دیجور سی
کب کریگی سچ بتا روشن مرا کاشانہ شمع

ہے مکاں میں میرے رشک مہ لقا روشن چراغ
ہے نصیر الدین خواجہ شاہ کا روشن چراغ

حسن گر معشوق میں ہے عاشقوں کی کیا کمی
لاکھ پروانہ ہوں گر تجھ پر فدا روشن چراغ

کھا نہ جائے آکے ٹھوکر میری مرقد پر کوئی
اس لئے اے دوستو رکھنا سدا روشن چراغ

بعد مردن قبر میں کیا روشنی مل جائیگی
زندگی میں تو نہیں خواجہ مرا روشن چراغ

روشنی پر تو چراغوں کی گھمنڈ اتنا نہ کر
سرد آہوں سے بجھا دونگا ترا روشن چراغ

کان ہمکو دو ملے دو بات سننے کیلئے
دیکھنے کو حق نے دیں دو آنکھ یا روشن چراغ

غم نہ کھا تاریکیٔ مرقد کا تو ہرگز قمر
داغ دل تیرے لئے ہے برملا روشن چراغ

دیر و کعبہ کو کیا روشن مدینہ کا چراغ
برہمن اور شیخ کا دل ہو گیا جنت کا باغ

عشق سے خیر البشر کے دل منور ہو گیا
شمع محفل بن گیا ہے سینۂ سوزاں کا داغ

کیا دیا تو نے مجھے ایسی شراب بیخودی
ہے اسی چکر میں اب تک ساقیا میرا دماغ

آبِ گِل میں تھا خمیرِ آدمِ خاکی ابھی
کر دیا روشن جہاں کو نورِ احمدؐ کا چراغ

جانتے مدت سے ہیں تیری حقیقت اے قمر
نعتِ احمدؐ سے فلک پر چڑھ گیا تیرا دماغ

آ کبھی جانِ جہاں اس جسمِ بیجاں کی طرف
پڑھتے جانا فاتحہ گورِ غریباں کی طرف

بعد مردن قبر میں کرنا نہ قبلہ رو مجھے
خود بخود دیکھ جائیگا منہ میرے جاناں کی طرف

کیوں نہ میں قربان جاؤں تیرے اے وحشت جنوں
چاک دامن کرکے تو پہنچا گریباں کی طرف

تیرے کوچہ کی گدائی گر ملے مجھ کو کبھی
میں نہ دیکھونگا کبھی تختِ سلیماں کی طرف

ہاتھ جب کے آ گیا ہو دامنِ قدسی ترا
اک نظر بھی وہ نہ ڈالے باغِ رضواں کی طرف

دیکھ لینا اس گھڑی محشر بپا ہو جائیگا
ناز سے گر آئے تو گورِ غریباں کی طرف

سینکڑوں نکلے غبارِ راہ دامنگیر ہیں
کاش تو دیکھا تو ہوتا اپنے داماں کی طرف

جوش آ ہی جائیگا دریائے رحمت کو تری
دیکھنا یا رب ہماری چشمِ گریاں کی طرف

زاہدو کیا پوچھتے ہو تم نمازِ عاشقاں
سر ہے قبلہ کی طرف دل کوئے جاناں کی طرف

زہد بہ جائیگا زاہد خود تو ہوگا غرقِ آب
جب پڑے تیری نظر چاہِ زنخداں کی طرف

بڑھ گئی وحشت قمر زوروں پہ ہے جوشِ جنوں
ہاتھ پھر بڑھنے لگا تیرا گریباں کی طرف

نورِ حق کی ضیاء درود شریف
پڑھ دیکھیں ذرا درود شریف

رحمتِ حق سے کا کیوں نہ ہوگا ظہور
اس پہ جس نے پڑھا درود شریف

دل منور ہو ہر مسلماں کا
صدق سے گر پڑھا درود شریف

درد کے مریض ہے یہ دوا
بخشے اس کو شفا درود شریف

پار بیڑا جہاں سے ہو اُس کا
جس کا ہو مدعا درود شریف

ہوں گرفتار بند عصیاں میں
مجھ کو کر دے رہا درود شریف

زنگ سے اس کے دل مصفا ہو
جو پڑھے برملا درود شریف

سر مخفی ہے اُس میں پوشیدہ
دیکھ پردہ اُٹھا درود شریف

بن کے رہبر وہ اس کے کوچہ کا
دیگا رستہ بتا درود شریف

ہوں گے طے سب منازل مقصود
پڑھ نماز و دعا درود شریف

کیوں قمر چھوڑ دوں ایسی نعمت کو
ہم کو حق سے ملا درود شریف

سوا خدا کے جہاں میں نہیں ہے کوئی رفیق
ہزار ماں سے زیادہ ہے وہ ہمارا شفیق

نہ خط ہی بھیجا نہ قاصد نہ آپ خود آیا
اجل کے آنے میں کیوں ہو رہی ہے پھر تعویق

تمہارے آتے ہی جاں آ دی جسم بیجاں میں
ہماری موت کی کس طرح ہو گی پھر تصدیق

قدم رکھا ہوں تو پیچھے ہٹوں نہیں ہرگز
اگرچہ عشق کا دریا سنا بہت ہی عمیق

دہن میں اُنکے یہ گوہر ہیں یا کہ ہیں دُر لال
یہ لب ہیں اُنکے الٰہی کہ ہیں یمن کے عقیق

ترے سوا نہ پکاروں کسی کو میں ہرگز
تجھی میں گم رہوں اے یار دے مجھے توفیق

لگے گی ناؤ نہیں کی قمر کنارہ پر
جو بحر عشق محمد میں ہو گئے ہیں غریق

ساکنان کوچۂ دلدار ہیں مستان عشق
ہو نہیں سکتا مسیحا سے کبھی درمان عشق

ہے تمنا یا الٰہی تیرے محبوبین کا
روز محشر ہاتھ میں میرے رہے دامان عشق

ہم اسیر گیسوئے دلدار ہیں اے ہمدمو
طوق و زنجیروں سے کیا ڈر جائیں گے مردان عشق

کیا اٹھا سکتا تھا اس بار "امانت" کو کوئی
ہیں نے اسکو لے لیا ہیں ہی تو تھا شایان عشق

ہے تصور میں مرے حسن حسیناں جہاں
رشک گلزار ارم ہے خانۂ ویران عشق

جب تلک رکھے نہ تو محبوب کی چوکھٹ پہ سر
کھل نہیں سکتا کبھی تجھ پر در عرفان عشق

ہے جمال یار پر اپنی نظر لیل و نہار
ہے مہیا عاشقوں کے واسطے سامان عشق

غیر حق کی جب تلک تجھ میں طلب ہو گی قمر
ہو نہیں سکتا کبھی دنیا میں اطمینان عشق

مرے مصطفٰے السلام علیک
نبیؐ الورا السلام علیک

دکھا دو رخ رشک ماہ مبیں
شہنشاہ ما السلام علیک

رکھوں مثل مردم تجھے آنکھ میں
یہ ہے مدعا السلام علیک

وہ طیبہ کا بن رشک خلد بریں
وہ روضہ دکھا السلام علیک

پھروں تیرے کوچے میں بنکر فقیر
بلالے شہا السلام علیک

رہوں مستقل مٹ نہ جائے قدم
وہ رستہ بتا السلام علیک

کہاں جائے در چھوڑ کر آپ کا
تمہارا گدا السلام علیک

رہا ہوش باقی نہ میرے نبیؐ
وہ جلوا دکھا السلام علیک

ہو قرباں یہ صدقے یہ جان حزیں — کروں دل فدا السلام علیک
خدا بھی نہیں تو جدا بھی نہیں — مرے مہ لقا السلام علیک
سُنا خواب میں مژدہ جانفزا — ثنا خواں ترا السلام علیک
صدا دے رہا ہے بہت دیر سے — کوئی بے نوا السلام علیک
خودی کا ہے زنگار عصیاں کا زنگ — وہ دل سے مٹا السلام علیک
چلی جا رہی دہار میں نائو ہے — اُسے تو بچا السلام علیک

تمہارا ہے روز ازل سے قمر
نہ کیجے جدا السلام علیک

وطن اس حسین طاہرکا اگرچہ ہے دکن ابتک — خیال روح میں باقی ہی طیبہ کا چمن ابتک
نہیں دیکھا مرے مولا مدینہ کا چمن ابتک — تمنا دل کی دل میں رہ گئی شاہ زمن ابتک
تمہاری زلف کے سودے میں آنکھوں کی محبت میں — پھرا کرتے ہیں کوہ و دشت میں حیراں ہرن ابتک
ترحم یا نبیؐ اب تو بلا لیجے مدینہ میں — پڑا ہندوستاں میں ہے یہ آوارہ وطن ابتک

تعجب ہے قمر یاد وطن باقی ہی کیوں تجھکو
پڑا ہے دیس میں اپنے تو آوارہ وطن ابتک

آرہی ہی صحبت ساقی کی پھر دل میں امنگ — زاہدوں کا قافیہ پھر آج ہو جائے گا تنگ
زرد و رنگت عشق سے عشاق کی ہو گئی عجب — دل جلوں کی آہ سے کالا ہوا کعبہ کا رنگ
بیٹھکر مسجد میں تجھکو کیا ملا زاہد بتا — دیر میں تجھکو دکھاؤں تو ابھی چل میرے سنگ

بندگی اللہ کی زاہد خلوص دل سے کر
کینہ و بغض و حسد کا پاک کر دے دل سے زنگ

یوں تو عالم میں نظر آتے ہزاروں رنگ ہیں
دل کو بھایا ہے مگر گنبد کا تیرے سبز رنگ

گرچہ ہے مشہور عالم یوسف مصری کا حسن
روئے احمد دیکھکر یوسف بھی کیونکر ہو نہ دنگ

رستم و سہراب سے لڑنا کوئی مشکل نہیں
ہے جوانمردی کرے جو نفس امارہ سے جنگ

گھٹ رہی ہے عمر اپنی بڑھتے جاتے جرم ہیں
زندگانی کے بکھیڑوں نے کیا اسد رخنہ تنگ

ہوتی ہے ہر شے کی حدیوں کب تلک ہو انتظار
کیا ہوا تجھکو اجل آتی نہیں کیوں ہے درنگ

راز سے زہد کے تو واقف نہیں ہے زاہدا
ساتھ میرے دیکھ تو زاہد مئے و ساز و چنگ

ہستی فانی میں وہ انسان کی بنکر مثال
غور سے سن کہہ رہا ہے اڑتے اڑتے کیا پتنگ

موت سے پہلے بھلائی کر یہی کام آئیگی
کام آئیگا نہ بعد مرگ تیرا عذر لنگ

ہوں خراباتی مجھے عز و شرف سے کام کیا
عاشق جانباز ہوں لیکر کروں کیا نام و ننگ

آج یہ کیوں ہے ترے در پہ ہجوم مے کشاں
کیا یہاں تقسیم ہوگی پھر شراب سرخ رنگ

جس تجلی کی کلیم اللہ نے لائی نہ تاب
عارفوں کے دل میں وہ رہتی ہے اب بنکر امنگ

رکھ قمر حق پر بھروسہ فکر زاد رہ نہ کر
روضۂ محبوب صلعم کا کرلے ارادہ بے درنگ

خانۂ دل میں مرے کوئی ہے مہماں آج کل
بنگیا ہے دل مرا تخت سلیماں آجکل

کیا بتاؤں حال دل اے جان جاناں آجکل
بنگیا سینہ مرا رشک گلستاں آجکل

دل یہ کہتا ہے کیوں اپنا پریشاں آجکل
ہونگے الجھن میں کہیں گیسوئے جاناں آجکل

بڑھ رہا ہی کیوں مرا چاک گریباں آجکل
پھر سے کیا ہونے کو ہے وحشت کا ساماں آجکل

گھر میں مہماں ہے مرے وہ شاہِ خوباں آجکل
ہو گیا آباد یارب خانہ ویراں آجکل

چشم مست یار نے مخمور مجھ کو کر دیا
پھر کیا زلف پریشاں نے پریشاں آجکل

غم نہ کھا آنے کو ہے امروز فردا میں بہار
کیوں ہوئی جاتی ہے تو بلبل پریشاں آجکل

دل نہیں لگتا ہے باغ دہر میں مجبور ہوں
ہوں جنوں عشق سے دست و گریباں آجکل

مضطر و بیچین رہتا ہے بلالی ہند میں
کیا بلائیں گے نہیں سلطانِ خوباں آجکل

آہی جائیگا قمر بر میں شہنشاہ جہاں
چاک کیوں کرتے ہو تم اپنا گریباں آجکل

کس طرح ہو رستگاری یارسولؐ
مہر ہو ہم پر تمہاری یارسولؐ

دور رہ کر دامن محبوب سے
عمر غفلت میں گذاری یارسولؐ

جس جگہ ہو آپ کا ذکر جمیل
نور حق ہوتا ہے طاری یارسولؐ

بھر گیا ہے دل سنبھل سکتا نہیں
اشک ہیں آنکھوں سے جاری یارسولؐ

مبتلائے گردش ایام ہوں
ہو گی کب حاجت برآری یارسولؐ

دیکھتا ہوں ہر بشر کی شکل میں
آپ کی وہ شکل پیاری یارسولؐ

بھا گئی تصویر دل کو بھا گئی
ہے وہ تیری آن پیاری یارسولؐ

مندمل ہوتے نہیں زخم نہاں
کس نے مارا تیر کاری یارسولؐ

بے طرح مجھکو جلاتی ہے شہا
آتش دوری تمہاری یارسولؐ

ہم ترے عاشق ہیں مرنے کے نہیں
موت کو ہے بے قراری یا رسولؐ

خود خدا نے آپ کی تصویر کھینچ
اپنے ہاتھوں سے اُتاری یا رسولؐ

سایۂ دیوار اقدس میں ترے
ہو بسر یہ عمر ساری یا رسولؐ

دور تھا کل قیس اور فرہاد کا
آج باری ہے ہماری یا رسولؐ

جاں بلب ہوں مضطرب ہوں ہند میں
کب تلک یہ آہ و زاری یا رسولؐ

اب کوئی دم کا قمر مہمان ہے
کیجئے حاجت براری یا رسولؐ

کشتۂ ناز و دل رُبا ہیں ہم
زخمی خنجر ادا ہیں ہم

کیا کہیں تم سے ہم کہ کیا ہیں ہم
مظہر نور کبریا ہیں ہم

آپ پر جب سے مبتلا ہیں ہم
خویش و بیگانے سے جدا ہیں ہم

آپ ہیں اپنے حسن پر شیدا
آپ اپنے ہی پر فدا ہیں ہم

دونوں عالم سے کچھ نہیں مطلب
کوچۂ یار کے گدا ہیں ہم

گو بظاہر ہیں صورت آدم
فی الحقیقت خدا نما ہیں ہم

بس قمر اتنا افتخار ہمیں
یار کے نقش کف پا ہیں ہم

گویا وطن سے دور رہتے ہیں گھر میں ہم
پردیس میں پڑے ہیں ابھی ہیں سفر میں ہم

جس کی تلاش کرتے ہیں دیر و حرم میں ہم
اسکو چھپائے رکھے ہیں اپنے ہی بر میں ہم

کٹتے ہیں روز و شب رخ و گیسو کی یاد میں
شمس و قمر کے ساتھ ہیں شام و سحر میں ہم

رہتے ہیں شام غربت و صبح وطن میں ہم
پاتے نہیں اثر کوئی آہ سحر میں ہم

اپنے کو آپ پاتے ہیں ہر ہر اثر میں ہم
قطرہ میں ہم حباب میں ہم بحر و بر میں ہم

واعظ سنا نہ قصۂ روز جزا ہمیں
کیا غم ہمیں ہیں امت خیر البشر میں ہم

ہم کو غرض نہیں ہے عذاب و ثواب سے
رہتے ہیں اس کے سایۂ دیوار و در میں ہم

آئے نہ کیوں ثمر کسی نخل مراد میں
رہتے ہیں سایۂ شجر بارور میں ہم

ہے رشک باغ سینہ میں گلہائے داغ ہجر
دریائے اشک رکھتے ہیں اس چشم تر میں ہم

کہتے ہیں آپ ہم نظر آتے کہیں نہیں
خود دیکھتے ہیں آپ کو حسن بشر میں ہم

بے مثل شکل آپ سی دیکھی نہیں کہیں
آئینہ رکھ کے کہتے ہیں اپنی نظر میں ہم

ہر جا ظہور اپنا ہے شک اس میں کچھ نہیں
دور فلک میں گردش شمس و قمر میں ہم

ہوگی نہ ختم دشت نوردی کبھی قمر
ہو جائیں پائمال کسی رہگذر میں ہم

اے درد تو درمانم وے ذکر تو غمخوارم
وے دیدن روے تو تسکین دل زارم

شاہا ز ازل در سر سودائے رخت دارم
اے کاکل پیچانت کردست گرفتارم

اے درد مرا درماں اے عیسیٔ دورانم
در ہجر تو مہجورم از چشم تو بیمارم

از تیر نگاہ تو در سینہ جراحت ہا
اے در خم گیسویت چون مرغ گرفتارم

گو لائق دربارت سرکار نیم ہرگز
از در مفگن دورم ہر چند گنہگارم

در کلبۂ احسن انم یک روز اگر آئی
قربانت کنم جانہا اے رونق بازارم

دیدار تو خود م بنما من عاشق مہجورم
داده به تو نقد دل حیران بسر بازارم

از بسکه پریشاں کردی گردش دورانم
جز ذات تو با غیرے باشد نه سروکارم

من بندۂ عشق تو از روز ازل گشتم
نے کار به تسبیحم نے حاجت زنارم

اے ساقی قدح پیے مخمورم و مسجودم
بردر گه ستارم در حضرت غفارم

در شکل بشر گاہے مسجود ملک گشتم
گه گفته انا الحق چوں منصور سردارم

گه عابد و معبودم گه ساجد و مسجودم
گه زاهد دیندارم گه تند قدح خوارم

گه مثل گهر باشم گه سلک در غلطاں
گه مثل گلم خنداں گه بلبل بیمارم

گه رند خراباتم افتاده به میخانه
بر پائے خودم غلطاں در خانه خمارم

گه خال رخ زیبا بر حسن جہاں سوزم
گه سنبل پیچانم گه نرگس بیمارم

نظاره میخانه اے پیر خراباتم
منصور شوم گاہے گه شبلی و عطارم

در ہند و دکن تا کے ایں بندۂ مہجورت
انگشت نما باشد کن شاد دل زارم

تا چند قمر تا کے باشد به تو سرگرداں
الطاف و کرم باید اے خوبیٔ بازارم

بر چهرۂ زیبایت اے یار نظر دارم
سودائے سر زلفت الله بسر دارم

اندر دو فراق تو دل پر ز شرر دارم
در سوزش عشق تو آتش به جگر دارم

چوں نیم بسم کردی از یار خبر دارم
جز پیر خراباتی یارے نه دگر دارم

اندر رہ عشق تو احوال قلندر این است
گہ چاک گریبانم گہ خاک بہ سر دارم

شاہنشہ جہانم مست مئے الستم
با نام و بانشانم مست مئے الستم

جام جہان نمانم مست مئے الستم
من این و آن ندانم مست مئے الستم

در سینہ داغہائے رشک ارم بدارم
دوزخ درآہ دارم مست مئے الستم

از وصل گاہ خندان و ہجر گاہی گریان
از دیدہ خون فشانم مست مئے الستم

در عشق ساقی خود زنار در گلویم
مئ نوشم و خورانم مست مئے الستم

معذور دار شیخا گویم اگر انا الحق
منصور وار باشم مست مئے الستم

نیخوار و بت پرستم در میکدہ نشستم
دریا دیجان جانم مست مئے الستم

این خستہ دل قمر ہم دارد ہوائے کویت
اے یار مہربانم مست مئے الستم

از خودی خود را کنارہ کردہ ام
روئے خویش را نظارہ کردہ ام

چون چشیدم از لبت آب حیات
زندگی خود دوبارہ کردہ ام

انچہ ارباب خرد پنہان کنند
من بمستی آشکارہ کردہ ام

خون دل خوردم برایت جان من
این جگر را پارہ پارہ کردہ ام

درد تو باشد دوائے دل مرا
داروئے درد تو چارہ کردہ ام

آرزوئے جان فدائی داشتم
بہر قتل خود اشارہ کردہ ام

از جفا و جورِ خوباں اے قمر
شیشۂ دل سنگ خارہ کردام

من نورِ دل عالم در جان ہر انسانم
من صورت و معنی ام من نام و نشان خود

من خنجر برانم من آتش سوزانم
دار وئے دلم از من میخواہم و بینا لم

چون برق جہاں گاہے پنہانم و پیدایم

من ظلمت ہر کفرم من نورِ ہر ایمانم
من دردِ تنم و جانم من اینم و من آنم

من مرہم ہر خستہ جاں بخش ہر انسانم
ایں جملہ قضائے من من نعم و دو رانم

در صورتِ ہر ذرہ رخشندہ و تابانم

بر شمعِ جمالِ خود پروانہ قمر گشتہ
در عشقِ رخِ خویشم سرگشتہ و حیرانم

بر جمالِ شمعِ روئے آں صنم پروانہ ام
جامِ مئے خوردم ز چشمِ مست یارِ خویشتن

جان و تن ایمان و دل کردم فدائے یارِ من
پاک کردم زنگِ دل غافل نیم از یادِ او

پا بزنجیر از خیالِ زلف چوں دیوانہ ام
ہمچوں پاکاں از مئے توحید چوں مستانہ ام

من طلبگارِ خدائم از خودی بیگانہ ام
گہ منم مسجد نشیں گہ ساکنِ بتخانہ ام

در تمنائے وصالش چوں کنم آہ و فغاں
اے قمر خاموشم و از خویشتن بیگانہ ام

دل شیدائے روئے یار دارم
مرا روئے تو باشد دین و ایماں

اسیرِ زلفِ آں دلدار دارم
بکفرِ زلفِ تو زنار دارم

خدارا کن مسیحائی ازاں لب
جگر سوزاں دل بیمار دارم

ز داغِ ہجرِ محبوبِ الٰہیؒ
درون سینہ صد گلزار دارم

سرو کارے ندارم زاہل دنیا
مگر کارے ازاں سرکار دارم

بدل دارم چو لالہ داغہائے
بہار غیرت گلزار دارم

سراپا شوق در عشقت قمر سرشار
چو نرگس دیدہ بیمار دارم

صبح رخسار یارے بینم
شام زلف نگارے بینم

دانہ خال عنبرینش را
رشکِ مشک تتارے بینم

زلف و رخسار دلبرِ خود را
ہمہ لیل و نہارے بینم

بر رخ خویش چوں کنم نظرے
عکس روئے نگارے بینم

از دو چشمانِ یار مستانہ
چشم خود پرخمارے بینم

از دو پیکانِ ناوکِ مژہ اش
دل خود را شکارے بینم

از لب لعل آں پری پیکر
ہمہ دم ہا نگارے بینم

شکر حق اے قمر کہ خواجہ را
ہر نفس بار بارے بینم

بحمد اللہ دل دیوانہ دارم
ہوائے کوچۂ جانانہ دارم

ز جام عشق ساقی پر دردم
خمار دیدۂ مستانہ دارم

گدائے کوئے تو ہستم نازم — خیال شوکت شاہانہ دارم

فزوں از بلبل شیدا ہست شوقم — بدل سوز دل پروانہ دارم

مرا نوشان بادم جام ساقی — بسرت گردم چہ خوش میخانہ دارم

قمر فارغ شدم از کفر و ایماں

کہ در دل کعبہ و بتخانہ دارم

آپ سے ملنا کوئی مشکل نہیں — خود یہاں پہلو میں اپنے دل نہیں

اک جہاں بسمل ہے تیغ ناز سے — کون نظروں کا تری گھائل نہیں

کیوں چلی آتی ہے دنیا سامنے — مدتوں سے تجھ پہ ہم مائل نہیں

دین و ایمان جان و دل سب نذر ہیں — پر یہ سچ ہے آپ کے قابل نہیں

انتہا کیا پوچھتے ہو ہمدمو — بحر رحمت کا کوئی ساحل نہیں

اپنے بندوں کی دعا سنتا ہے تو — ہے یہ مجبوری کہ در دل نہیں

بے طلب سب کو عطا کرتا ہے تو — تیری بخشش میں کوئی حائل نہیں

اس کو لطف زندگی ملتا نہیں — جس کو تقلید نبی حاصل نہیں

ہم شرابی ہیں ہمیں پینے ہی دے — لطف مے زاہد تجھے حاصل نہیں

کس طرح کشتی ہماری پار ہو — سامنے گرداب ہے ساحل نہیں

دربدر کاسہ گدائی کا لئے — ٹھوکریں کھاتا ہوں کچھ حاصل نہیں

[illegible] — یہ مقام دل تمنا مستقل نہیں

ہے جگہ دل میں تمہارے واسطے
آئیے کعبہ ہے یہ محمل نہیں

ساقیا تیرا ہی وہ محتاج ہے
غیر کے در کا قمر سائل نہیں

تم سا حسین کوئی خدا کی قسم نہیں
دیکھے ہیں جب سے آپکو اپنے میں ہم نہیں

آتا ہے اب فراق میں بھی وصل کا مزا
تصویر تیری دل سے جدا اے صنم نہیں

جینا بغیر آپ کے دشوار ہے ہمیں
یہ زندگی ہماری تو مرنے سے کم نہیں

سارا جہاں ہی آپکی بخشش سے کامیاب
غیروں پہ چشم لطف ہے ہم پر کرم نہیں

ہر دل میں سوز عشق ہی لیکن ہی بیش و کم
وہ دل نہیں ہی جسمیں کہ الفت کا غم نہیں

آئینگے بعد مرگ نہ آئے وہ جیتے جی
آنا بھی اُن کا روز قیامت سے کم نہیں

آنے سے آپکے یہ مکاں رشک خلد ہی
گھر آپکے بغیر جہنم سے کم نہیں

گُل ہو گئے ہیں پھوٹ کے سب دل کے آبلے
سینہ ہمارا گلشن جنت سے کم نہیں

تو بھی مزا چکھے گا اجل کا بروز حشر
کرنا نہ اتنا چرخ ستمگر ستم نہیں

بیہوش تہا کہ آ گئے وہ میرے سامنے
سمجھے کہ مر گیا ہے قمر اس میں دم نہیں

اب وہ آئیں گے کوئی دم میں یہاں
اے اجل کر صبر جاتی ہے کہاں

یاد کوئی کر رہا ہو گا مجھے
بے سبب آتی نہیں ہیں ہچکیاں

دم نکل جائے گا استقبال کو
دیر آنے میں جو ہو گی مہرباں

جاں چلی جائے گی یوں ہی ایکدن
اُن کی آنکھوں کو نظر لگ جائیگی
اب جگہ کیونکر ملے ارمان کو
آشیاں بلبل اُٹھالے باغ سے
آشیاں کیا ہے چمن اُڑ جائیگا
ہے بلا کا جذب حُسن یار میں
بیخودی میں خود خدا مل جائے گا

کب تلک کرتا رہوں آہ و فغاں
نرگس حیراں نہ کرے بیباکیاں
آگیا ہے دل میں کوئی میہماں
موسم گل ہو چکا آئی خزاں
باغ میں چلنے لگی ہیں آندھیاں
مبتلا جس کے ہیں سب پیر و جواں
جو رکھا پردہ خودی کا درمیاں

بیکس و بے بس دکن میں ہے قمر
اسکو بلوا لیجئے شاہ شہاں

مقابل میں مرے آکر جو وہ آنکھیں لڑاتے ہیں
میں ہو جاتا ہوں بیخود جان و دل قربان جاتے ہیں
نبیؐ جی آپکے حسن جہاں آرا کا کیا کہنا
جنہوں نے آپکو دیکھا خدا کو جان جاتے ہیں
تمہارے حسن کے آگے حقیقت کیا حسینوں کی
کہ حوران جناں بھی آپ پے قربان جاتے ہیں
چمن کی سیر کو جس دن نکلتا ہے مرا گلرو
فرشتے راہ میں اس کے پر و بازو بچھاتے ہیں
نظر آنے لگا ہے جلوہ جاناں بتوں میں بھی
بتوں کے دھیان میں اللہ کو بھی بھول جاتے ہیں
نہ آئے پر نہ آئے زندگی میں لاکھ سر پٹکا
اب آکر لاش پر میری مسیحائی دکھاتے ہیں
نہ آئے کلبۂ احزاں میں وہ اک دن عیادت کو
پس مردن وہ آکر قبر پر آنسو بہاتے ہیں
اسی امید دحسرت میں بسر کرتا ہے وہ یہی
محمد مصطفےٰ نے کہیں قمر کو کب بلاتے ہیں

مدت سے ہے ملنے کی تمنا مرے دل میں
بلوائیے یا آئیے شاہا مرے دل میں

ہے خوف نہ دنیا کا نہ اندیشۂ عقبیٰ
ہے تیرے ہی رحمت کا بھروسا مرے دل میں

بیمار ہے بیماری عصیاں سے مرا دل
آجاؤ کبھی میرے مسیحا مرے دل میں

زلف و رخ محبوب کا رہتا ہے تصور
کعبہ مرے دل میں ہے کلیسا مرے دل میں

بس ایک تمنا ہے دکھا دیجئے جلوہ
واللہ نہیں اور تمنا مرے دل میں

لگتا نہیں دل اپنا تماشائے جہاں میں
جب سے کہ کھنچا ہے ترا نقشہ مرے دل میں

سیماب کی مانند تڑپتا ہے دل زار
ہوتا ہے نیا روز تماشا مرے دل میں

ہر داغ مرے سینہ کا رہتا ہے درخشاں
موسیٰ کی طرح ہے ید بیضا مرے دل میں

ہاتھوں پہ ہو ساقی کی قمر جان تصدق
کچھ رنگ عجب کر دیا پیدا مرے دل میں

تمہیں نغمہ سرا ہو جان من شور عنادل میں
تمہارا رنگ ہر گل میں تمہاری شکل ہر دل میں

نہ تھا معلوم وہ بیٹھے ازل سے ہیں مرے دل میں
چھپا رکھا تھا لیلیٰ کو کوئی سینہ کی محمل میں

ہوا ہے آپ ہی کے نور سے سارا جہاں پیدا
ہے جلوا آپ کا آب و ہوا میں آتش و گل میں

تصدق اسکی آنکھوں کے میں قربان اسکی ابرو کے
خمار ایسا نہ نرگس میں نہ جوہر تیغ قاتل میں

مقام اسکا نہیں اک جا وہ رند لاابالی ہے
کبھی واعظ کی مجلس میں کبھی رندوں کی محفل میں

تجلی طور کی ہر دم عیاں سینہ میں رہتی ہے
نہ آئیں حضرت موسیٰ کہیں میرے مقابل میں

بھٹکتے کس لئے پھرتے ہو ناحق دیر و کعبہ میں
چلے آؤ چلے آؤ جگہ ہے آپ کی دل میں

قمر کیا دیکھتے ہو جلوۂ دلدار حیرت سے
جھلک اسکی ہے ذرہ میں چمک اسکی ہے ترل میں

تمہاری لطف و عنایت سے فیضیاب ہوں میں
کبھی تھا ذرہ مگر آج آفتاب ہوں میں

کسی کے چہرۂ پرنور کا نقاب ہوں میں
چھپا ہوا کوئی مجھ میں ہے وہ حجاب ہوں میں

کسی کو دیکھ کے پیدا کسی کا عشق ہوا
کسی کے چاہنے والوں میں لاجواب ہوں میں

بجھیگی آتش دوزخ بھی دیکھ زاہد
ندامتوں سے گناہوں کی آب آب ہوں میں

تمہارا جب سے ہوا ہوں نہیں ہے خوف عذاب
گناہگاروں میں چند انتخاب ہوں میں

کبھی ہوں دور کسی سے کبھی کسی سے قریب
کبھی کسی کی حضوری میں باریاب ہوں میں

خوشی میں پھولوں سماتا نہیں کبھی یہ دل
کبھی تو آتش غم سے جلا کباب ہوں میں

سناؤں کبھی تو نہ ہو ختم داستان فراق
فسانہ شب ہجراں کی اک کتاب ہوں میں

میں خود صدف ہوں میں خود ابر ہوں میں خود میناں
میں خود ہی بحر ہوں قطرہ ہوں خود حباب ہوں میں

کسی پہ رکھ کے بھروسہ گناہ کرتا ہوں
کسی کے بادۂ الفت سے مست خواب ہوں میں

کبھی تو دیکھ کے پڑھتا ہوں تیرا مصحف رخ
کبھی تو آپ ہی اک عشق کا نصاب ہوں میں

کسی کے میکدۂ عشق کا سبو ہوں میں
کبھی تو ساغر ہوں کبھی شراب ہوں میں

بلا کے مجھکو مدینے دکھائیے جلوا
قمر ہے نام مرا بندۂ جناب ہوں میں

آئے ہیں دور سے مہمان ترے کوچہ میں
خوب گذریگی مری جان ترے کوچہ میں

برہمن محو لقا شیخ ہے مصروف دعا
حرم و دیر کی ہے شان ترے کوچہ میں

رات دن اشک بہاتی ہیں ہماری آنکھیں
وہ سمندر کا ہے طوفان ترے کوچہ میں

دل لئے جاتا ہے محبوب کے کوچہ کی طرف
جان جاتی ہے پر ارمان ترے کوچہ میں

ہے تمنا تری چوکھٹ پہ مرا دم نکلے
دل کو ہے دفن کا ارمان ترے کوچہ میں

دے اجازت مجھے رہنے کی گلی میں اپنی
ہیچ ہے تخت سلیمان ترے کوچہ میں

ہے در فیض الٰہی ترا کوچہ شاہا
مشکلیں کیوں نہ ہوں آسان ترے کوچہ میں

ترے الطاف و کرم سے قمر خستہ جگر
مور تھا اب ہے سلیمان ترے کوچہ میں

گرچہ ظاہر میں وہ اشفاق و کرم کرتے ہیں
پھر وہ الطاف کے پردہ میں ستم کرتے ہیں

سامنے اس بت کافر کے مرا سر خم ہے
تیغ ابرو سے وہ سر میرا قلم کرتے ہیں

ہم تو مردہ ہیں ہوس ہم کو نہیں جینے کی
وہ بشر اور ہیں جو موت کا غم کرتے ہیں

وہیاں چھوڑا نہیں بتخانہ کا کعبہ جا کر
گھر میں اللہ کے ہم یاد صنم کرتے ہیں

کیوں نہ ہو سجدہ گہ خلق ترا نقش قدم
سرمۂ چشم تری خاک قدم کرتے ہیں

ہم کو فردوس کی چاہت ہے نہ حوروں سے غرض
ہم تو تجھ ہی کو طلبیدہ کی قسم کرتے ہیں

پاس رکھتے نہیں کچھ ہم ہیں غریب و مفلس
جنس ناکارۂ دل نذر صنم کرتے ہیں

وہ نہ آئے جو نہ آنا تھا ہماری میت پر
قبر پر آکے مری چشم کو نم کرتے ہیں

آئیے آئیے مہماں کوئی دم کے ہیں قمر
یاد میں تیری تمنائے عدم کرتے ہیں

جام شراب پی کر سرشار ہو رہا ہوں
غفلت کی نیند سے میں بیدار ہو رہا ہوں

عشق محمدی میں بیمار ہو رہا ہوں
اغیار سے غرض کیا خود یار ہو رہا ہوں

نظروں میں دشمنوں کی گلزار ہو رہا ہوں
آنکھوں میں حاسدوں کی میں خار ہو رہا ہوں

قربان تم پہ دل سے سرکار ہو رہا ہوں
بنکر گدا لئے جاناں سردار ہو رہا ہوں

پی کر شراب وحدت ہشیار ہو رہا ہوں
اپنے سے بیخبر میں لے یار ہو رہا ہوں

اہل جہاں کو مجھ سے نفرت جو ہو عجب کیا
خود میکشی سے اپنی میں خوار ہو رہا ہوں

یکساں مری نظر میں ہندو ہیں اور مسلماں
ہیں بے تعصبی سے دیندار ہو رہا ہوں

اپنے میں جب سے دیکھا جلوہ کسی کا پیدا
میں خود ہی اپنا محو دیدار ہو رہا ہوں

زنار کافری کا ڈالے ہوئے گلے میں
میں بھی شریک محفل سرکار ہو رہا ہوں

جب سے مزا ملا ہے دیدار کا تمہارے
دنیا کی لذتوں سے بیزار ہو رہا ہوں

کوئی نہیں ہے مونس میرے دل حزیں کا
میں خود ہی اپنے دل کا غمخوار ہو رہا ہوں

دنیا سے کوچ اک دن لازم ٹھہرے سب کو
میں بھی سفر کی خاطر تیار ہو رہا ہوں

محمد شان رب العالمیں ہیں
ظہور ذات مطلق بالیقیں ہیں

جسے چاہیں دلا دیں باغ رضواں
وہی تو مالک خلد بریں ہیں

شب معراج کا تھا اک بہانہ
مکان لامکاں کے وہ مکیں ہیں

جنہیں کہتے ہیں خیر العالمیں سب
وہی تو رحمۃ للعالمیں ہیں

وہی ہیں پیشوا کل انبیا کے
وہی مشہور ختم المرسلیں ہیں
بھروسہ ہے گنہگاروں کا ان پر
اگرچہ لائق بخشش نہیں ہیں

ہلالی شہ قمر چشتی نظامی
تمہاری یاد میں اندوہگیں ہیں

یارب میں مرو الفت سلطان زمن میں
ہو دفن یہ مجنوں اُسی لیلی کے چمن میں
ہو حشر تلک اسکو رہائی نہ خدایا
جکڑا ہی رہے دل کسی زلفوں کی رسن میں
ملجائے اگر خاک کف پائے سگ یار
رکھنا اُسے کافور کی جا میرے کفن میں
چبھ جائیں اگر خار ہیں آبلۂ دل
آجائے مجھے لطف گلستاں ترے بن میں
جو نور ہے پیدا لب و دندان نبیؐ میں
نہ نور کہاں دُرِّ عدن لعل یمن میں
واللہ ہی عجب روح فزا نکہتِ گیسو
خوشبو یہ کہاں مشک میں عنبر میں سمن میں

سمجھوں گا قمرؔ میں اسے فردوس معلیٰ
جا تھوڑی ملجائے جو یثرب کے چمن میں

کوئی خوشخو نہیں تو کچھ بھی نہیں
گل میں گر بو نہیں تو کچھ بھی نہیں
کوئی مہر و حسیں ہر پردہ ہو
اُنس کی خو نہیں تو کچھ بھی نہیں
کعبہ و دیر و مسجد و مندر
اس میں گر تو نہیں تو کچھ بھی نہیں
نرگسی چشم ہو کہ آہو چشم
اس میں جادو نہیں تو کچھ بھی نہیں
تیرے رہنے سے سب بکھیڑے ہیں
گھر میں جب تو نہیں تو کچھ بھی نہیں

ماہِ نو کا ظہور اسی سے ہے
تیری ابرو نہیں تو کچھ بھی نہیں

سُن کے اشعار اے قمر تیرے
لب پہ ہا ہو نہیں تو کچھ بھی نہیں

جہاں میں تیرے شیدائی بہت بدنام ہوتے ہیں
مگر وہ عاقبت میں فائز الانجام ہوتے ہیں

کسی کا ہو کے رہنا کچھ نہیں آسان زمانے میں
تمہارے سر فدا رسوائے خاص و عام ہوتے ہیں

تری چشمِ کرم کی فیض کا ہے ماجرا سارا
کہ آہوئے حرم بھی آج کل تو رام ہوتے ہیں

تمہیں نے دل جلایا تھا تمہیں ہو باعثِ تسکین
جو مرتے ہیں تم پر ان پہ یہ انعام ہوتے ہیں

تمہاری شعلہ رخساری سے کس کس کو ہے حیرانی
یہاں پر طور کے جلوے تو صبح و شام ہوتے ہیں

انہیں کو لذتِ تکلیف و راحت ہے زمانے میں
کہ جو ناکامیوں کے بعد لذت کام ہوتے ہیں

مری تقدیر سے بڑھ کر ترا کوچہ ہے پیچیدہ
یہ دو دن بھی تو نذرِ گردشِ ایام ہوتے ہیں

الٰہی ان کے مستوں میں عجب تاثیر ہوتی ہے
وہ رندانِ ازل محوِ مئے گلفام ہوتے ہیں

ہلالی ابروؤں نے اے قمر کیا گل کھلایا ہے
سُنا ہر روز عاشق قتل زیرِ بام ہوتے ہیں

پھر عشق کا ہوا ہے سودا تری گلی میں
رہتا ہے عاشقوں کا میلا تری گلی میں

رندوں کا جمگھٹا ہے ہر جا تری گلی میں
کیا ہو رہا ہے ساقی چرچا تری گلی میں

پھر پھر کے در بدر میں آیا تری گلی میں
کچھ لطف زندگی کا پایا تری گلی میں

ہو جائے اک نظارہ مدت ہوئی ہے شاہا
میں منتظر کھڑا ہوں مولا تری گلی میں

اللہ رے جذب الفت ہے عشق کی کرامت | مجنوں بنی ہوئی ہے لیلی تری گلی میں

بدنام خلق ہوگا رسوائے عام ہوگا
یہ جان کر قمر بھی آیا تری گلی میں

چونا گہ آمد از بہر شکار آں شہسوار من | دلم بردہ ہوشم بردہ ہم صبر و قرار من

نکردی از کرم گاہے گذر سوئے مزار من | چہ می پرسی ز حال ایں دل امیدوار من

تغافل از تو ظاہر بود حسرت از نگاہ من | مرا یاد است آں ساعت کہ رفتی از کنار من

صبا گر بگذری روزے بکویش گو بصد زاری | حدیث شکوہ بیتابی ایں جان زار من

حدیث حسنت و عشقم پریشاں کرد عالم را | فگندہ شور در دل و چشم اشکبار من

چو از فرسودگی شد جسم زارم خاک راہ او | ببر در کوئے او روزے صبا مشت غبار من

دل من از غبار غیر چوں آئینہ صاف است | مگر آئینہ قلب صنم دارد غبار من

تماشائے رخ و زلفت بعالم شور افگندہ | بہم دست و گریباں شد مرا لیل و نہار من

لبت را بوسہ دادم بے اجازت آہ کافر | زکوٰۃ حسن بردم عفو کن اے گلعذار من

برایت از سر ناموس و ننگ و نام بگذشتم | چہ باشد گر بپرسی از حدیث حال زار من

بیک غمزہ متاع دین و ایماں کردم قرباں | صدائے بشنوی از سینہ پر اضطرار من

نوشتم قصہ بیتابی خود را ز خون دل | کہ باشد بعد مردن داستانے یادگار من

نخواہم نافہ مشک تتار و زلف سنبل را | کہ رشک مشک و سنبل ہست تار زلف یار من

بباغم نے بہار آید نہ جا یابد خزاں اینجا | خزانم جور تو باشد و مہر تو بہار من

چناں پرداغ گشته سینه ام از سوز هجر تو — شده تفریح گاه عاشقاں این لاله زار من

نبودے ساعتے از من جدا آنجا مگر اکنوں — فراموشم ز دل کردند یاران دیار من

مهاراجه کشن پرشاد ماند شادماں ارحم — بود بر فرق عالم سایه فگن شهریار من

کسے جز تو ندارد این قمر عاصی گنهگارت
توئی ستار وهم غفار بخش اے کردگار من

بتا بوتم گہے ساقی گذر کن — بچشم مست خود بر من نظر کن

دلم از هجر تو شد پاره پاره — شب غم را ز وصل خود سحر کن

صبا روزے گذر افتد به آں شوخ — ز حال عاشق بیدل خبر کن

بده یک جرعه از لعل لب خویش — بمستی از دو عالم بے خبر کن

خدا را کن مسیحائی ازاں لب
گذر یکبار بر گور قمر کن

اگر امشب برسد یار بکاشانهٔ من — سر من باد فدا در ره جانانهٔ من

گر شبے جلوه کند یار بکاشانه من — چشم خود فرش کنم هم دل دیوانه من

قصه را ز دنیا زم نتواں گشت دا نهایتم — هست مشهور جهاں وحشت افسانهٔ من

حاجت طوف حرم نیست چو در بر باشی — هست کافی بت کافر بصنمخانهٔ من

گر خوری جرعهٔ مئے شیشهٔ مئے چوں شکنی — زاهد اگر گذری از در میخانهٔ من

نشود حشر بپا خوف همیں است مرا — گر بیائی بسر تربت ویرانهٔ من

از دلِ سوختہ گر آہ کشم در عالم — فتنۂ خیزد ازیں شورشِ مستانۂ من

خلق پرسید کہ ایں شورشِ مستانہ کیست
گفت از سوزِ قمرؔ عاشقِ دیوانۂ من

رسول اللہ کا دربار دیکھو — برستے ہیں وہاں انوار دیکھو
بہشت آئی اُتر گویا زمیں پر — یہی ہے خلد کا گلزار دیکھو
بچھڑوں سے یہ دنیا و دنی کے — مرا دل ہو گیا بیزار دیکھو
کسی کے دیکھنے کی آرزو میں — گلِ نرگس بھی ہے بیمار دیکھو
برا مجھ کو سمجھ کر دور ہیں سب — نہیں کوئی مرا غم خوار دیکھو
ہلالِ عید لے کر کیا کرو گے — نبیؐ کے ابروئے خم دار دیکھو

قمرؔ تم پوجتے ہو جس صنم کو
کسی کا اس میں ہے دیدار دیکھو

کیا سب کو پیدا وہ خالق ہے تو — رکھا شکل احمد کو تو روبرو
کبھی بن کے سلطان کشور کشا — بٹھاتا ہے دھاک اپنی تو چار سو
یہ مجلس ہے رندانِ عشاق کی — نہ آ زاہد بار یا بے وضو
نصاریٰ میں مسلم میں ہندو میں تو — کلیسا میں کعبہ میں مندر میں تو

قمرؔ آج آئے ہیں سلطانِ دیں
کرو عرض حال اپنا تم مو بہ مو

وہ دل نہ ہو جس میں شفا کا اثر نہو
وہ آنکھ پھوٹ جائے جو آنسو سے تر نہو

دل میں ہو درد اور طبیعت ہو منکسر
کیا بات پھر دعا میں ہماری اثر نہو

لب خشک رنگ زرد ہو آہ و فغاں بھی
عاشق مزاج وہ نہیں اتنا اگر نہو

کیا لطف عاشقی ملے اے زاہد ان خشک
جب تک تلاش یار میں شوریدہ سر نہو

سینہ کی قبر میں یہ دل زار دفن ہے
ایسی الٰہی بے کسی کی مگر نہ ہو

مانند آئینہ رہوں میں محو دید یار
ہو ایسی بیخودی مجھے اپنی خبر نہو

موقع نہیں ہے گریہ و زاری کا آج کل
کہتا ہے مجھ کو یار قمر نوحہ گر نہو

جا کر یہ خبر دے کوئی محبوب خدا کو
دیوانہ ترا ڈھونڈتا پھرتا ہے قضا کو

وہ آئیں یہاں یا مجھے طیبہ میں بلائیں
یارب یہ اثر دے تو مری آہ رسا کو

بالیں پہ اطبا کو کبھی آنے نہ دونگا
میں زہر سمجھتا ہوں مسیحا کی دوا کو

مئے پینے سے زاہد مجھے کہتا ہے گنہگار
خود پیتا ہے چھپ چھپ کے مئے ہوش ربا کو

جب سامنے آتا ہے مرے وہ بت کافر
سجدہ میں کیا کرتا ہوں مشکل خدا کو

بے وجہ پریشاں تو نہیں باغ میں سنبل
دیکھا ہے پریشاں وہ تری زلف دوتا کو

ہر شاخ شجر جھومتی ہے یاد میں تیری
سیکھی ہے انہوں نے تری مستانہ ادا کو

منہ دیکھ کے کہتے ہیں وہ آئینہ میں اپنا
ہم اور میں پاتے نہیں اس حسن و ادا کو

سونگھونگا مدینہ کی گلی میں تری خوشبو
آنکھوں میں چھپا رکھونگا نقش کف پا کو

کافر ہوں شرابی ہوں پجاری ہوں کسی کا　　سب کچھ ہوں مگر مانتا ہوں دل سے خدا کو

لائی ہے مدینے کی ہوا ساتھ وہ اپنے　　کیا جھوم رہی ہے کوئی دیکھے تو صبا کو

وہ دیکھتا سب کو ہے قمرؔ سنتا ہے سب کی

سن لیگا وہ اک روز تمہاری بھی صدا کو

ذرا چل کے یارو مدینہ تو دیکھو　　وہ نور خدا کا خزینہ تو دیکھو

وہیں سے رسائی ہے اپنی خدا تک　　وہ قرب الٰہی کا زینہ تو دیکھو

کسی نے اٹھایا نہ بار امانت　　مرے سر پہ ہے میرا سینہ تو دیکھو

ہوا مشک و عنبر پسینہ پسینہ　　جبین نبیؐ کا پسینہ تو دیکھو

ہیں لبریز آنکھیں ہی آنسوؤں سے　　سمندر میں ڈوبا سفینہ تو دیکھو

قمرؔ اس کے ابرو کو کیا دیکھتے ہو

یہ میرا جگر میرا سینہ تو دیکھو

پکڑ دونوں ہاتھوں سے روضہ کی جالی　　مرا بے قراری میں رونا تو دیکھو

وہ عشاق کا آکے چوکھٹ پہ اسکی　　وہ ٹکرا کے سر جان کھونا تو دیکھو

مدینے میں ہے غنچۂ دل شگفتہ　　وہ ابر کرم کا برسنا تو دیکھو

بلا کر قمرؔ کو مدینے میں جا دی

یہ بسمل کا اپنے تڑپنا تو دیکھو

نظر سے دور رہو دل سے قریں ہو　　حریم دل میں تم خلوت گزیں ہو

سنا ہے تم تو شہ رگ سے قریں ہو
نہاں پھر کیوں ہو جب رہتے یہیں ہو

ہمیں غیروں سے کچھ مطلب نہیں ہے
ہمارے واسطے سب کچھ تمہیں ہو

محمدؐ کا وسیلہ ہو نہ جب تک
کہاں پھر قرب رب العالمیں ہو

جو مل جائے گدائی اس کے در کی
شہنشاہی سے زیر نگیں ہو

کہا قرآں میں حق نے قاب قوسین
مکان لامکاں کے تم مکیں ہو

رسولوں میں تمہاری شان اعلیٰ
ستارے سب ہیں تم ماہ مبیں ہو

مرے آقا مرے سرکار للہ
مدینہ میں عطا گز بھر زمیں ہو

تجھی سے چاہتا ہوں تجھ کو شاہا
تری چوکھٹ ہو اور میری جبیں ہو

کہیں مسجد میں بیٹھے بن کے واعظ
کہیں میخانہ میں مسند نشیں ہو

جو نکلو گے تو عالم ہوگا برہم
رہو پردہ میں تم پردہ نشیں ہو

کیا روز قیامت وعدۂ وصل
تم پھر کس لئے اندوہگیں ہو

یا نبیؐ دیکھ کے یہ آپ کے رخساروں کو
صدقے ہوتے ہیں مہ و مہر لئے تاروں کو

درد فرقت سے ترے خود ہیں مسیحا بیمار
کیا دوا خاک وہ دیں گے ترے بیماروں کو

جوش جب آئیگا دریائے کرم کو حق کے
پارسا رشک سے دیکھیں گے گنہگاروں کو

ہوگا اب لطف و کرم رشک مسیحا مجھ پر
کب دوا کام کرے گی ترے بیماروں کو

ٹھہرایا نہ کوئی تم سا طرحدار ہمیں
دیکھتا ہی نہیں میں اور طرحداروں کو

ساقیا دیر سے بیٹھے ہیں میخانہ میں		جام اک بھر کے پلا دے ترے میخواروں کو

	دولتِ عشق نبیؐ تجھ کو گدائی میں ملی مل ہی جاتا ہے قمرؔ اُن کے طلبگاروں کو	

اے قدرت و رحمت والے خدا ہم سب کا پالن ہارہے تو

ہم عبد ہیں تو سب کا معبود ہم مجرم ہیں غفار ہے تو

آسان مری مشکل کر دے آنکھوں کو مری کاجل بھر دے

بندہ ہوں ترا اسکو چین سے رکھ سلطانِ جہاں مختار ہے تو

ہو اکل حلال اب مجھکو عطا دے صدقہ مقال عنایت سے

وا کر دے ہم پہ خزانہ غیب سرداروں کا سردار ہے تو

کر عزت و حرمت ہم کو عطا سر آگے کسی کے ہو نہ جھکا

عیبوں کو مرے للہ چھپا لے خالق کل ستار ہے تو

ہے لاج ہماری ہاتھ تری شرمندہ نہ کر محشر میں کبھی

کیونکر نہ بھروسہ تجھ پہ کریں ستار ہے تو غفار ہے تو

دیدار سے تو شفا بیماروں کو کر کام عطا بیماروں کو

جو بے زر ہوں اُن کو زر دے زرداروں کا سردار ہے تو

آدم میں ہو کر جلوہ نما جنت سے نکالا اپنے کو

اک دھوم مچا دی عالم میں مکاروں کا مکار ہے تو

یہ عاجز اور مسکین قمر نابینا ہے بینا کر دے
کہ چشم بصیرت اس کو عطا بن آنکھوں کے بیدار ہے تو

زباں سے کیا کہوں تم کو خدا جانے کہ کیا تم ہو
خدا تو ہو نہیں لیکن خدا سے کب جدا تم ہو
ہمارا دین ہو ایمان ہو روح رواں تم ہو
خدا ہے آپ کا مطلوب محبوب خدا تم ہو
رکھو قدموں پہ تم اپنے تمہارا نام لیوا ہوں
کہاں میرا ٹھکانا ہو اگر مجھ سے خفا تم ہو
گنہگاروں کی اپنے کیوں نہیں لیتے خبر مولا
خدا سے بخشوا لو شافع روز جزا تم ہو
تم اپنے مرنے والوں کی خدارا لو خبر جلدی
مسیحا کے مسیحا چشمہ آب بقا تم ہو
شریعت گر نہ ہو مانع کروں گا آپ کو سجدہ
مرے نزدیک اس ساری خدائی کے خدا تم ہو
اگر ہو عشق صادق عرش اعظم کو ہلا دو گے
رسائی کیا ہوا ہے نالو تمہاری نارسا تم ہو

نظر لطف و کرم کی ہو مریض عشق پر شاہا
مرے درد دروں کی اے نبی بیشک دوا تم ہو

نبی جی آپڑی منجدھار میں کشتی ہماری ہے
خدارا پار کر دیجے ہمارے ناخدا تم ہو

خدا کے واسطے آجاؤ یا طیبہ میں بلوالو
ہماری آرزو تم ہو ہماری مدعا تم ہو

کہاں جائیں تمہارے در سے گر محروم رہ جائیں
شہنشاہ دوعالم مالک ارض و سما تم ہو

کسی صورت چھڑا لیجے **قمر** کو بینوائی سے
گدا وہ آپ کا ہے معدن جود و سخا تم ہو

آپ تو نزدیک ہیں دور ہیں ہم واہ واہ
وصل میں بھی ہو رہیں ہیں ہجر کا غم واہ واہ

مصحف رخ پر ترے ابروئے خمدار ہیں
آتا ہے ہم کو نظر طاق حرم واہ واہ

کعبہ و بتخانہ میں آپ ہی ہیں جلوہ گر
آپ سے آباد ہیں دیر و حرم واہ واہ

ہم پہ ہی جور و ستم غیر پہ لطف و کرم
خاص یہ اکرام ہیں تیری قسم واہ واہ

حشر کی گرمی کا کچھ خوف نہ کر اے **قمر**
جبکہ ہوں سایہ فگن شاہ امم واہ واہ

حسب روئے یار سے دل شاد رکھ
خانۂ ویراں کو تو آباد رکھ

قتل کو کافی نگاہِ ناز ہے
حلق پر خنجر نہ اے جلاد رکھ

رنج دنیا اور غمِ عقبیٰ نہ کر
فکر این و آں سے دل آزاد رکھ

تن ہو دہلی میں تو جاں اجمیر میں
اسطرح دونوں جہاں آباد رکھ

زلفِ پیچاں میں کسی کے ہیں اسیر
کچھ نہ فکرِ دام اے صیاد رکھ

ہم ازل ہی سے ہیں تیرے آشنا
گر بھلایا ہے تو لے اب یاد رکھ

کچھ نہ حاصل ہو تجھے بے عشق کے
دل میں عشقِ یار کی بنیاد رکھ

موت سے حاصل ہے لطفِ زندگی
موت سے پہلے عدم کی یاد رکھ

ہے قمر زوروں پہ وحشت آج کل
ان وعد اللہ حق یاد رکھ

مسلمِ ناداں ذرا اپنی پریشانی کو دیکھ
غیر قوموں کی ترقی اپنی حیرانی کو دیکھ

بحرِ عصیاں سے نکل کب تک رہے تر دامنی
ڈوبتا ہے سر سے اونچا ہو گیا پانی کو دیکھ

علم سے نفرت تجارت سے ہے تجھکو ننگ و عار
مفلسی میں کاہلی اپنی تن آسانی کو دیکھ

ہے مرض کچھ اور تو کچھ اور کرتا ہے علاج
چھوڑ دردِ ظاہری کو دردِ پنہانی کو دیکھ

عاشقِ مصنوع کا ہے بے بصیرت بیخبر
نقش پر کیا ہے نظر نقاشِ ثانی کو دیکھ

مذہبِ اسلام میں توحید ہے پہلا سبق
بھول بیٹھا اس سبق کو اپنی نادانی کو دیکھ

اتفاق و علم معراجِ ترقی ہے قمر
طائرِ عقلِ رسا کے زورِ ایمانی کو دیکھ

منقش ہو گئی دل پر مرے تصویر میخانہ
ملی ہے عرش کی زنجیر سے زنجیر میخانہ

پڑھا دے مجھکو درس بیخودی اے پیر میخانہ
کہ تا کرتا رہوں دنیا میں تفسیر میخانہ

تری ہستی کا صدقہ ساقی اجمیر تھوڑی سی
کھڑا ہوں دیر سے تھامے ہوئے زنجیر میخانہ

قیامت تھی تری بہکی ہوئی تقریر اے واعظ
کہ اک عالم پہ روشن ہو گئی توقیر میخانہ

ازل کے میکدہ کی کیفیت اک حشر ساماں ہے
پھرا کرتی ہے اب تک آنکھ میں تصویر میخانہ

قمر دو دن کی دنیا میں کریں کیا شاعری سے لاگ
بنے بیٹھے رہیں اس دہر میں رہگیر میخانہ

ساکن خود جان من اندر دل ما کردۂ
خانہ ویران را عرش معلی کردۂ

کشتۂ از خنجر ناز و ادا عشاق را
عاشقاں را بر سر بازار رسوا کردۂ

من نیم تنہا گرفتار خم گیسوئے تو
عالمے را بستۂ زلف چلیپا کردۂ

تیغ ابرو تیر مژگان و کمند زلف خویش
بہر قتلم ایں ہمہ ساماں مہیا کردۂ

جلوہ کردی اندرون کعبہ و بتخانہ ہا
رخنہ ہا در دین فگندی فتنہ برپا کردۂ

گاہ شکل آدم و گہ صورت احمد شدی
مظہر خود خود شدی خود را تماشا کردۂ

چوں نقاب از چہرۂ پرنور خود برداشتی
بر جمال خود قمر را مست و شیدا کردۂ

دلم آوارہ در عشقت شدہ اے پیر میخانہ
تن بیچارہ شد پابند در زنجیر میخانہ

من آں رند خراباتم مرا طعنہ مزن زاہد
کہ ماند تا ابد باقی رمق توقیر میخانہ

برائے سجدہ تو ز آب می غسل وضو کردم
صدائے قلقل مینا شدہ تکبیر میخانہ

نظر کردم بکعبہ جستجو در بتکدہ کردم
مگر اندر دل خود یافتم تصویر میخانہ

برائے رحمت للعالمین و ساقی کوثر
نگاہ خاص میخواہم ز تو اے پیر میخانہ

اگر دعوائے ہشیاری کنم ما را نمی زیبد
کہ ہر ہشیار را ہوش ہست از تاثیر میخانہ

بمستی آمدم از چشم میگوں و لے ہیچ آمد
دو زلف ساقیم را یافتم زنجیر میخانہ

قمر گر زاہد ناداں بہ بزم میکشاں آید
برقص آید چو من در مستی از تاثیر میخانہ

خم دل بھر گیا ہے بادۂ حب پیمبر سے
ملیں گے دم بدم ساغر پہ ساغر حوض کوثر سے

جسے ہو عشق پیغمبر سے اور آل پیمبر سے
ملیگا جام اسکو حشر میں ساقی کوثر سے

ہوئی ہے غیر حالت اس قدر ہجر پیمبر سے
پتا ملتا اجل کو بھی مرا مشکل ہے بستر سے

گرا دیں ہم اگر دو اشک اپنے دیدۂ تر سے
سیاہی دور ہو باران رحمت تلب تر سے

خدا وہ دن اگر لائے کبھی میرے مقدر سے
[illegible] ونگا راہ طیبہ مری آنکھوں اور سر سے

ترے بیمار میں طاقت نہیں کروٹ بدلنے کی
اجل کو حکم ہو آکر اٹھائے مجھکو بستر سے

ذرا اچکر سنبھل [illegible] گزریاں پر
کہیں برپا نہ ہو جائے قیامت ایک ٹھوکر سے

نچھوڑو ہاتھ سے دامن کو حضرت کے گنہگارو
ہمارے جرم کو ڈھانپیں گے وہ رحمت کی چادر سے

کسی کا دل دکھانے سے نہیں بڑھ کر گنہ کوئی
ہے محزوں دل کا خوش کرنا زیادہ حج اکبر سے

مدینہ میں پہنچنے سے مجھے ایسی خوشی ہوگی
لپٹ کر رونگا محبوب کی دیوار سے در سے

بنا کر دل کو بتخانہ بتوں کو پوجتا ہی تو
نہیں پاتا ہی کچھ اسواسطے اللہ کے گھر سے

مرے دل کو غم ہجراں نے کچھ ایسا جلایا ہی
نکلتا ہی نہیں اک اشک بھی اس دیدۂ تر سے

اگر پوچھے قیامت میں مرے اعمال نامے کو
خدا کے سامنے رکھدوں تری تصویر کو ڈر سے

یتیموں پر ترحم کر کھلا روٹی غریبوں کو
نہ آئیگی مصیبت سب بلا ٹل جائیگی سر سے

گناہوں سے میں نادم ہوں اٹھانا سرخرو مجھکو
نہو شرمندگی مجھکو خدایا اہل محشر سے

اگر دریا میں ڈالوں سوز دل کا ایک قطرہ بھی
نکل آئینگی باہر مچھلیاں جلکر سمندر سے

خدا کے واسطے ٹھکرا نہ دینا میری میت کو
قیامت کی بنا رکھی ہے حق نے تیری ٹھوکر سے

مرے خواجہ حسن نظامی چشتی نظامی بھول مت جانا
قیامت میں مجھے ساغر دلانا حوض کوثر سے

بتوں کے گھر سے کرکے یاد حق آیا ہوں اے زاہد
مجھے آنے بھی دے مت روک تو اللہ کے گھر سے

خبر دلدار کی لاتا کوئی لیجاتا ہے کوئی
مرے تار نفس کچھ کم نہیں ہیں دو کبوتر سے

بہت مجبور ہوں دل تنگ ہوں دنیا کے جھگڑوں سے
اتر جائے الٰہی یہ گرانباری مرے سر سے

کہاں میں مانگنے جاؤں وہ سب تیرے بھکاری ہیں
بس آیا ہوں ترے در پر کدھر جاؤں ترے در سے

ہوس مجھکو نہ دولت کی نہ مطلب مجھکو [illegible] سے
امیروں سے غرض مجھکو نہ الفت ہی تونگر سے

کسی کے عشق کا اخگر دبا رکھا ہے سینے میں
لگیگی آگ عالم میں [illegible] اسی ناچیز اخگر سے

کسی کے سیر کو جانے کی سن پائی خبر شاید
حسینان جہاں باہر نکل آئے ہیں سب گھر سے

بڑا خوش بخت ہی جسکو ملا پیر فیض وہ والا ہمت
نہو محروم وہ ہرگز مرے سرکار کے در سے

برا ہوں یا بھلا ہوں آپ ہی کا ہوں
بلا لیجے مدینہ میں ہمیں کب تلک ترسے

برآتی ہیں مرادیں حرمن کی اینٹ پتھر سے
ملیگا کیا نہیں زاہد کو کچھ اللہ کے گھر سے

فقیر حاصل نہ ہوگا کچھ رذیلوں کی خوشامد سے
رہو شاکر اسی پر مل رہا ہے جو مقدر سے

رنج اس قفس تن سے جس وقت جدا ہوگی
محبوب الٰہی کی خدمت میں رسا ہوگی

پہنچوں گا مدینہ کو اک روز وہ آئے گا
جب پشت دل میری خم در راہ نما ہوگی

مردوں کو جلاتے ہو مشہور مسیحا ہو
کیا پاس تمہارے بھی الفت کی دوا ہوگی

جب تک نہ نظر آئے دیدار محمد کا
بیمار محبت کو ہرگز نہ شفا ہوگی

بے پردہ جمال حق آئے گا نظر ہم کو
عشق شہ بطحی کی جب دل میں ضیا ہوگی

جس سر میں سمایا ہو سودا ترے صحرا کا
فردوس کے گلشن کی پروا نہ ذرا ہوگی

جس وقت دکھائیگا دیدار وہ محشر میں
پھر اہل قیامت کی کب عقل بجا ہوگی

بے ہوشی سے ہم سب کو جو ہوش میں لائیگی
محبوب خدا تیرے دامن کی ہوا ہوگی

لذات جہاں کو ہم سب دل سے بھلا بیٹھے
لذت تری الفت کی اس سے بھی سوا ہوگی

ہر شان تری پیاری ہر آن تری پیاری
کس منہ سے شہا تیری توصیف ادا ہوگی

واعظ نہ ڈرا ہم کو دوزخ کے عذابوں سے
جز عشق کی طاعت کے جنت نہ عطا ہوگی

ہو جائیگا محشر میں اک عالم بے ہوشی
تیری جو نظر مجھ پر محبوب خدا ہوگی

کیوں گرمئی محشر سے ڈرتے ہو گنہگارو
ہم عاصیوں کے سر پر رحمت کی ردا ہوگی

قسمت کے دھنی جو تھے پہنچے در دولت تک
کیا تیری رسائی بھی اے بخت رسا ہوگی

جب غور کیا دل میں معلوم ہوا مجھکو
بتخانہ و کعبہ میں تیری ہی صدا ہوگی

مندر میں برہمن کو مسجد میں مسلماں کو
آتا ہے نظر تو ہی کیا شان جدا ہوگی

ہم آپ پجاری ہیں بت ہم میں ہیں پوشیدہ
مسجد میں نماز اپنی کیا خاک ادا ہوگی

اک جام پلاتے ہی مدہوش کیا مجھکو
ساقی ترے ہاتھوں پر یہ جان فدا ہوگی

خمخانۂ چشتی سے اک روز قمر تجھکو
پر کیف مئے وحدت خواجہ مدظلہ سے عطا ہوگی

آئی ہے اس بت کافر پہ طبیعت اپنی
بخت اپنے میں نصیب اپنے میں قسمت اپنی

اک زمانہ تھا کہ ہر روز چلے آتے تھے
اب تو مدت سے دکھلاتے نہیں صورت اپنی

کس بھروسہ پہ تو مغرور ہے منعم اتنا
جان اپنی ہے نہ دولت نہ حکومت اپنی

میں بلانوش ہوں ساقی مجھے دے بھر کے سبو
ایک ساغر سے نہیں بھرتی ہے نیت اپنی

وعدۂ وصل قیامت ہی کو پورا ہوگا
انتظار اس کا نہیں ہے یہ قیامت اپنی

عطر سے بڑھ کے معطر ہے یہ زلفوں کا خیال
جس کی خوشبو سے مہک جائیگی تربت اپنی

ہم بھی بےمثل ہیں رکھتے نہیں دنیا میں مثال
کسی صورت سے نہیں ملتی ہے صورت اپنی

جب گذر گور غریباں پہ ہو تو تھم کر چلئے
حشر سے پہلے نہ ہو جائے. قیامت اپنی

جب کوئی تیرے سوا مونس و غمخوار نہیں
پھر تو کیوں عرض کریں تجھ ہی سے حالت اپنی

پیر کا ہے یہ تصدق کہ ہوں مشہور جہاں
عشق محبوب خدا سے ہوئی شہرت اپنی

مجھ سا تو بھی تو ہے اک بندۂ عاجز منعم
کیوں دکھاتا ہے ہمیں شوکت و حشمت اپنی

یوں ہی حسرت میں نکل جائیگی کیا جان حزیں / یا الٰہی کبھی لڑ جائے گی قسمت اپنی

آئینہ کو ہوئی حیرت مری خود بینی سے / ملتی جلتی کسی صورت سے ہی صورت اپنی

سر مرا بار گراں ہے تن بیجاں پہ مرے / تیغ قاتل سے نکل جائیگی کلفت اپنی

مجھ کو بدنام کیا گریہ و زاری نے مری / آبرو ہی نہ رہی اور نہ ہے عزت اپنی

بعد مرنے کے بھی آئیگا نہیں چین مجھے / توڑ کر صاف نکل جاؤں گا تربت اپنی

دور سے کرتا ہوں ادھر تری چاہت کو سلام / تیری صحبت سے بگڑ جائیگی عادت اپنی

بادہ خواری سے **قمر** خلق میں بدنام ہوا
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے حالت اپنی

کوئی کہتا ہے نبی شافع محشر کوئی / دونوں عالم میں نہیں آپ سا رہبر کوئی

بادہ خواروں کا عجب رنگ ہے میخانہ میں / کوئی اپنے میں ہے اور آپ سے باہر کوئی

اس کے قدموں پہ جھکا دوں میں سر عجز و نیاز / سنگ محبوب بتا دے مجھے رہبر کوئی

میں بھی حاضر ہوں تری بزم میں پھر ساقی / کیا ترے ہاتھ سے مل جائیگا ساغر کوئی

نامۂ شوق نہیں پہنچے تو کیونکر پہنچے / نہ مرے پاس ہے قاصد نہ کبوتر کوئی

دل جگر دونوں ہوئے ابرو و مژگاں کا نشانہ / زخمی تیر کوئی بسمل خنجر کوئی

ہے تری شان جمالی و جلالی کا ظہور / رحم دل ہے کوئی انساں تو ستمگر کوئی

تیرے مژگاں کی قسم سینہ میں ہے تیر گڑا ہے / تیرے ابرو کی قسم دل میں ہے خنجر کوئی

حرم و دیر کے جانے سے ہوا ہوں بدنام / کوئی کہتا ہے مسلماں مجھے کافر کوئی

چاہنے والے تمہیں لاکھ ملیں گے صاحب
ہم کو کس طرح ملے آپ سا دلبر کوئی

جبکہ قرآں میں کی خالقِ عالم نے ثنا
آپ کی مدح و ثنا کر سکے کیونکر کوئی

ہے شب روز میں جلوہ ترے رخساروں کا
ماہِ انور ہے کوئی مہرِ منور کوئی

سب جہاں ہوگا اُسی کا جو ترا ہو کے رہے
رکھ کے دیکھے ذرا چوکھٹ پہ ترے سر کوئی

فکرِ دنیا سے خلاصی جو تجھے حاصل ہو
پھر تجھے فکر نہیں ہے دلِ مضطر کوئی

تیرے جلوے سے ہوا سارا زمانہ بیتاب
محوِ حیرت ہے کوئی اور ہے ششدر کوئی

اشک آنکھوں سے رواں ہیں کہ تھمتے ہی نہیں
کیا چھپا رکھا ہے آنکھوں نے سمندر کوئی

غم نہیں تجھکو قمر بس ہیں ترے وہ حامی
شافعِ حشر کوئی ساقیِ کوثر کوئی

مجھے باغِ طیبہ میں بلوائیے
تمنا یہ مدت کی بر لائیے

مرے دل میں چپکے سے آ جائیے
مکاں اپنا آباد فرمائیے

مرے خانۂ دل میں آ جائیے
رگ و پے میں میرے سما جائیے

دکھا کر کسی روز اپنے قدم
مرا بختِ خفتہ جگا جائیے

شہا لاج میری ترے ہاتھ ہے
قیامت میں مجھکو نہ شرمائیے

بہی جا رہی دھار میں ناؤ ہے
کرم سے اُسے پار لگوائیے

تمہارے سوا کر کہاں جائیں ہم
کوئی اور در ہو تو بتلائیے

مرا کشتِ دل خشک ہونے کو ہے
ذرا ابرِ رحمت کو برسائیے

غم ہجر سے لب پہ آیا ہے دم
لب جانفزا کو ہلا جائیے

جلا جا رہا ہوں تپ عشق سے
لگی میرے دل کی بجھا جائیے

خدا کے لئے مجھ گنہگار پر
نظر لطف و رحمت کی فرمائیے

مرے پیارے احمدؐ کبھی خواب میں
جمال مبارک دکھا جائیے

ہے کچھ نہ دل میں سوا آپ کے
ذرا رنگ و حدت جما جائیے

نہ ہو جائے غرقاب کشتی مری
مرا پار بیڑا لگا جائیے

کہاں تم کو ڈھونڈوں کدھر جاؤں میں
نظر مجھکو خود آپ آ جائیے

قمر کا وسیلہ سوا آپ کے
نہیں کوئی تم اُس کے ہو جائیے

محبوب کی ہے یاد مرا کام یہی ہے
فرقت میں تری باعث آرام یہی ہے

کافر مجھے کہتا ہے کوئی کوئی مسلماں
ہوں عشق کا بندہ مرا اسلام یہی ہے

اس چاند سے رخسار پہ یہ کاکل پیچاں
عاشق کے پھنسانے کے لئے دام یہی ہے

آئے تھے جہاں سے وہیں اک روز ہے جانا
آغاز ہمارا یہی انجام یہی ہے

جل مرنے کا پروانہ کو کچھ غم نہیں اصلا
وہ جانتا ہے عشق کا انجام یہی ہے

کافی ہے نظر بھر کے ترا دیکھنا ساقی
میخواروں کی مستی کیلئے جام یہی ہے

رخ جانِ ہے کعبہ ہے مگر دل ہے بتوں میں
زاہد کا وظیفہ سحر و شام یہی ہے

کس کام کا عاشق جو نہ رسوا ہو جہاں میں
جانباز محبت کا سرانجام یہی ہے

کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارا
خنجر یہی دشنہ یہی صمصام یہی ہے

سینہ میں چھپائے ہوئے ہوں درد کسی کا
رہتا ہے مرے دل میں دل آرام یہی ہے

خواجہ مدظلہ کا فدائی ہے تو محبوب کا شیدا
ہے نام قمر جس کا وہ گمنام یہی ہے

تو میرا ہے تو مجھ کو غم نہیں ہے
ترا احسان یہ بھی کم نہیں ہے

ستاتے ہیں ستا لیں اہل دنیا
یہ دل قابو میں ہے برہم نہیں ہے

ہیں مال و زر کے ساتھی سب جہاں میں
نہیں پھر کوئی جب درہم نہیں ہے

رکھو آنکھوں میں گرنے دو نہ اس کو
یہ عاشق کا ہے آنسو یم نہیں ہے

گیا ہے سینہ پر مانند گوہر
مرا آنسو ہے یہ شبنم نہیں ہے

اٹھے گا حشر کو بستر سے اپنے
ترے بیمار میں اب دم نہیں ہے

خودی سے صاف رکھو دل کو اپنے
خدا کا گھر ہے جام جم نہیں ہے

جبیں سا ہے تری چوکھٹ پہ عالم
فقط میرا ہی سر پیہم نہیں ہے

محبت کا تجھے دعوے ہے زاہد
مگر کیوں آنکھ تیری نم نہیں ہے

غرض سے رو رہے ہیں خویش و احباب
مرے مرنے کا یہ ماتم نہیں ہے

تن بیجان میں جاں کون ڈالے
یہاں کوئی مسیحا دم نہیں ہے

خوشی حاصل نہیں جینے سے ہم کو
نہیں مرنے کا اپنے غم نہیں ہے

ہوئے خواجہ حسن مدظلہ جب تیرے حامی
قمر پھر تجھ کو تیرا غم نہیں ہے

تری الفت نے کیا صاحب توقیر مجھے
تیری زلفوں نے کیا بستۂ زنجیر مجھے

عمر بھر میں رہا زندانِ محبت میں اسیر
ہو گیا عشق صنم طوق گلو گیر مجھے

اے مرے پیر طریقت ترے قربان جاؤں
جلد بتلا دے کوئی وصل کی تدبیر مجھے

آئینہ سامنے رکھے ہوئے یوں کہتے ہیں
مجھ سے بہتر تو بتا دے کوئی تصویر مجھے

اس کا نقشہ مری آنکھوں میں جما رہتا ہے
سب میں آتی ہے نظر یار کی تصویر مجھے

دل میں کہتا ہوں اسے اور اسی سے ہر دم
پوچھتا ہوں کہ بتا وصل کی تدبیر مجھے

نقش پا دیکھ ترا آپ مٹا جاتا ہوں
وجد آتا ہے تری دیکھ کے تصویر مجھے

انہی گیسو نے کیا تھا مجھے خواجہ کا اسیر
وہی آمادہ ہیں پہنانے کو زنجیر مجھے

سیم و زر کی نہیں خواہش نہ حکومت کی ہوس
خاک پائے سگ دلدار ہے اکسیر مجھے

قتل کو میرے نہیں حاجت تیغ و خنجر
نگہ ناز کی کافی ہے یہ شمشیر مجھے

دین و ایماں تو بھی اسکو میں دے بیٹھا ہوں
روز میثاق میں جس نے کیا تسخیر مجھے

کیوں نہ ہو فخر قمر مجھ کو ہلالی ہوں میں
کر دیا پیر نے بس صاحب تقدیر مجھے

در کریم پہ بنکر گدا ہیں آئے ہوئے
ادب سے بیٹھے ہیں سب اپنا سر جھکائے ہوئے

تھکے تھکائے پڑے ہیں تمہارے کوچہ میں
مصائب سفر بحر و بر اٹھائے ہوئے

بہے کئے جو تپ فرقت میں آبلے دل کے
وہ اور طرح سے ہیں آج گل کھلائے ہوئے

کبھی جو گور غریباں میں آ بھی جاتے ہیں
خرام ناز سے دامن ذرا بچائے ہوئے

ابھی ٹپکنے کو تیار تھے مرے آنسو
کئے ہوں ضبط فغاں دل کو ہوں دبائے ہوئے

زبان حال سے کہتے ہیں آبلے دل کے
کہ ہم ہیں ہجر کے صدمے بہت اُٹھائے ہوئے

کہا مزار پر آکر مرے وہ با دل زار
پڑے ہیں قبر میں تم ہم سے مُنہ چھپائے ہوئے

تمہاری چوٹ محبت کی جس کے دل پہ لگی
وہ بھیس میں ہے فقیروں سا رنگ لائے ہوئے

بچا بچا ہمیں اس گردش زمانہ سے
بگڑ نہ جائیں کہیں ہم ترے بنائے ہوئے

نہ منع عشق سے کر ہم کو ناصح ناداں
اسی سے ہم ہیں زمانہ میں نام پائے ہوئے

قمر وہ جانتے ہیں خوب حال دل اپنا
ہوا زمانہ انہیں درد دل سنائے ہوئے

شراب عشق کا اک جام بھر دے
مرے ساقی مجھے مدہوش کر دے

شب فرقت کو میری صبح کر دے
مری آہ رسا میں کچھ اثر دے

ترا جلوہ کہیں بے پردہ دیکھوں
مری آنکھوں کو یارب وہ نظر دے

رہے پیش نظر وہ نور عینی
مری چشم بصیرت کو بصر دے

رہیں نظروں میں زلف و رخ کے جلوے
وظیفہ مجھ کو یہ شام و سحر دے

رگ جاں میں کھٹک ایسی ہو پیدا
مجھے ہر لحظہ دل تیری خبر دے

بڑھے بیتابی دل روز افزوں
ترے کشتہ کو وہ درد جگر دے

رہے سرسبز کھیتی آرزو کی
تری چشم کرم سے چشم تر دے

جلا کر خاک کر دے میرے عصیاں
مری آہوں میں وہ برق اثر دے

مرا یہ نفس سرکش سرنگوں ہو
وہ جرأت دے وہ دل دے وہ جگر دے

رہوں دن رات محو دید تیرا
قمرؔ ناچیز کو اپنا ہی کردے

لائی نوید وصل جو باد بہار ہے
دل اضطراب میں مرا سیماب وار ہے

شیدا تمہارے حسن پہ پروردگار ہے
سچ پوچھئے تو حسن پہ اپنے نثار ہے

عشاق قتل ہونے کو ہیں اک نگاہ میں
مژگاں ہیں تیر ابرو شہ ذوالفقار ہے

محبوب کی جبین منور کے آس پاس
گیسوئے عنبریں ہیں کہ مشک تتار ہے

سنبل چمن میں کس کے لئے مضطرب ہے آج
کس زلف کے فراق میں وہ سوگوار ہے

پیارے نبیؐ تمہارے کف پا کو دیکھکر
ششدر ہے آفتاب قمر شرمسار ہے

اس دل کو باغ خلد کی پروا نہیں ذرا
جو دل نبیؐ و آل نبیؐ پر نثار ہے

گلشن بنا ہے سینہ مرا داغ حب سے
یہ پُر فضا چمن مرے دل کا حصار ہے

مولا ہے کرم کی نظر مجھ غریب پر
جو مدتوں سے آپ کا امیدوار ہے

کیجے مدد کہ آئینہ قلب صاف ہو
جرم و خطا کی گرد سے جو پُر غبار ہے

روضہ پہ بادشاہ مدینہ کے رات دن
ہوتی نثار رحمت حق بار بار ہے

خواجہ مدظلہ کے در کی جب سے گدائی ملی تجھے
شاہوں سے بڑھ کے تیرا قمرؔ افتخار ہے

دل عاشقاں ہے تماشا نہیں ہے
طواف اس کا کر کیا یہ کعبہ نہیں ہے

نہ لالچ دلا باغ رضواں کا واعظ
ہمیں تیری جنت کی پروا نہیں ہے

نہ کر دعوئے وصل دلدار زاہد
ابھی دردِ دل تجھ میں پیدا نہیں ہے

رہے تاب فرقت کہاں تک الٰہی
ہے مینا یہ دل سنگ خارا نہیں ہے

مسیحا کا دل میں مرے کام کیا ہے
یہ گھر ہے خدا کا کلیسا نہیں ہے

ڈریگا تجلی سے کب طور کی وہ
غلام محمدؐ ہے موسیٰ نہیں ہے

میں آنکھوں سے آنسو بہاؤنگا کب تک
سمندر نہیں ہے یہ دریا نہیں ہے

بظاہر اگرچہ ہے عاشق کسی کا
کسی کا بجز تیرے شیدا نہیں ہے

جسے چاہے دے دولت عشق اپنی
کسی کا بھی اس میں اجارا نہیں ہے

بجز ذات والائے شاہ مدینہ
قمر کو کسی کا سہارا نہیں ہے

اب تو زندہ ہوئے ہیں ہم مرکے
آیئے دیکھ لیں نظر بھر کے

ساغر موت دے مجھے بھر کے
اُن کے وعدے ہیں روز محشر کے

یاد آتی ہیں یار کی آنکھیں
ساقیا جام دے مجھے بھر کے

زندہ رہتے ہیں یا کہ مرتے ہیں
منتظر ہیں وصال دلبر کے

نامہ بر کا پتہ نہیں شاید
کاٹ ڈالے ہوں پر کبوتر کے

ایک ہی وار میں تمام کیا
صدقے ہو جاؤں تیرے خنجر کے

صبح رخ پر پڑی ہے گیسوئے شب
اب ہیں مہمان ہم بھی شب بھر کے

بحر دل ہو گیا ہے طوفاں میں
اڑ گئے ہوش دیدۂ تر کے

نقش پا بن کے اے قمر رہنا
پیر و مرشد کے اور پیمبر کے

ملو مسیح سے میری ذرا دوا کے لئے
انہیں سے عرض بھی کرنا مری شفا کے لئے

مٹے ہیں آپ کے غمزوں پہ جان و دل تو بلا
رہا ہے اک فقط ایمان اب ادا کے لئے

بغیر آپ کے جینا محال ہے میرا
تمہیں دوا ہو مرے درد لا دوا کے لئے

امیدوار ہوں روز ازل سے اے ساقی
مجھے نہ بھول کبھی دور میں خدا کے لئے

میں کہہ کے لفظ بلیٰ پھنس گیا بلا میں مدام
بلا یہ میرے لئے تھی میں اس بلا کے لئے

بجاؤ غیر کے گھر پر طلب میں دنیا کی
اٹھاؤ ہاتھ خدا کی طرف دعا کے لئے

کسی سبب سے وہ آئے نہ ہونگے لاشہ پر
ضرور آئیں گے مرقد پہ فاتحہ کے لئے

صبا نبیؐ کو یہ میرا پیام پہنچانا
بلائیے قمر زار کو خدا کے لئے

ہے آپ پہ قربان مرا دل بھی جگر بھی
حاضر ہے تصدق کے لئے جان بھی سر بھی

سلطان عرب دیکھوں جو تیرے لب و دنداں
کر دونگا فدا لعل بدخشاں و گہر بھی

حق کے ید قدرت نے بنائی تری تصویر
کیا خوب ڈھلی قامت زیبا و کمر بھی

ہوں نیک تو نزدیک گنہگار کہاں جائیں
ہو جائے شہا اک نظر لطف ادھر بھی

رو شمس کا کلس دیکھ کے شرمندہ ہیں دونوں
رہتے ہیں چھپائے ہوئے منہ شمس و قمر بھی

آہوں نے تو اظہار کیا حالِ دل زار
خود مجھکو رلاتے ہیں مرے دیدۂ تر بھی
اک دم نہو غافل تو کبھی یادِ خدا سے
ہو جائیگا باتوں میں قمر تیری اثر بھی

ہو جائے نگاہِ کرم و لطف و عنایت
ہے منتظر رحم تمہارا یہ قمر بھی

نکلنے کو ہے دم میرا مگر ہے آرزو باقی
ملیں گے خاک میں لیکن رہیگی جستجو باقی
میں اپنا راز کہنے کو بلایا تھا تجھے ہمدم
مگر افسوس میں ہی رہ سکا اور نہ تو باقی
یہ دنیا مٹنے والی ہی تو پھر اس پہ بھروسہ کیا
فنا ہو جائینگے سارے رہیگا تو ہی تو باقی
وضو زاہد کا آب جو سے اور میرا ہی آنسو سے
وضو بہہ جائیگا اس کا رہے میرا وضو باقی
طہارت جسم کی گو ہو گئی ہی غسل ظاہر سے
صفائی کیلئے دل کی ابھی ہی شست و شو باقی
جلا کر آتش فرقت نے دل کی خاک اڑائی ہی
نہیں سینہ میں کچھ باقی مگر ہی ایک ہو باقی

ہلالی کر دیا تو نے قمر کو ایک چلو میں
رہے محشر تلک ساقی ترا جام و سبو باقی

کیا صورت زیبا ہی اے صلی علی تیری
بھائی ہے مصور کو ہر ناز و ادا تیری
منظور تھی خود بینی اظہار کیا تجھ کو
دیکھا ہے جمال اپنا صورت کو بنا تیری
خالق ہی جو عالم کا وہ تیرا ثنا خواں ہے
مجھ بندۂ عاجز سے کیا ہو گی ثنا تیری
ظاہر میں تو بندہ ہی باطن میں کہوں کیا ہی
کیا شان نرالی ہی محبوب صلعم خدا تیری
تو عاشق خالق ہی خالق ہی ترا عاشق
کیونکر نہو پھر شیدا مخلوق خدا تیری

مقصود خلائق ہی موجود حقائق ہے
یہ دل بھی ترے قرباں یہ جاں بھی فدا تیری

ہر لحظہ نظارہ ہو تیرے رخ زیبا کا
آتی ہے کانوں میں ہر وقت صدا تیری

دنیا میں قمر کا اب جز تیرے نہیں کوئی
بس دیکھ لیا سب کو کافی ہے رضا تیری

میرے دل میں تیری پوجا چاہیئے
اب تو کعبہ میں کلیسا چاہیئے

شمع رخ پر آپ کے جان جہاں
مثل پروانہ کے گھوما چاہیئے

اضطراب دل نہ بڑھ جائے کہیں
تھام کر سینہ کو رویا چاہیئے

دیکھکر خط آپ کا دل نے کہا
ہاتھ کو قاصد کے چوما چاہیئے

زاہدو تم کو مبارک باغ خلد
ہم کو صحرائے مدینہ چاہیئے

ہوگئی مدت عریضہ بھیجکر
کب جواب آتا ہے دیکھا چاہیئے

دیکھکر حالت مری کہتے ہیں وہ
کیا ہوا تجھ کو قمر کیا چاہیئے

اپنی جاناں تک رسائی ہوگئی
ملک دل پر پادشاہی ہوگئی

جس طرف کو ہوگیا جان جہاں
اس طرف ساری خدائی ہوگئی

عاشقی کا خاتمہ ہم پر ہوا
ختم تم پر دلربائی ہوگئی

آب و گل میں تھے ابھی آدم پڑے
نام کی تیرے دہائی ہوگئی

در پہ ساقی کے چلے آئے ہیں آج
زاہدوں کی پارسائی ہوگئی

جب مدینے جاؤ تو سمجھو قمر
حق تعالیٰ تک رسائی ہوگئی

قسم کھائی تھی کافر نے خدا کی		نہ آیا آج بھی اس نے دغا کی
ابھی باقی ہے تجھ میں بوٗ ریا کی		جبیں سائی سے کیا حاصل ہو زاہد
بنی ہے سجدہ گہ اس خاک پا کی		اُٹھاؤں گا نہ سر سجدہ سے اپنا
جنازہ پر مرے آکر دعا کی		نہ آیا نزع میں آیا پس مرگ
ہزاروں منتوں سے التجا کی		نہ مانی پر نہ مانی بات میری

کہا اس نے خبر مرنے کی سن کر
قمر کیا چل بسے مرضی خدا کی

الٰہی دور نہ رکھنا مجھے مدینے سے		شبیہ بلدۂ طیبہ لگی ہے سینہ سے
تڑپ رہا ہے مرا دل کئی مہینے سے		دکھا دے مجھکو دیارِ عرب خداوندا
جلے کباب کی بو آرہی ہے سینے سے		تپ فراق نے میرا جگر جلایا ہے
نسیم لائی ہے اس میں فضا مدینے سے		ہمارے دل کے چمن میں نہیں خزاں کا گذر
نہ لائے مجھکو دکن میں خدا مدینے سے		نہ آؤں جاکے مدینہ ہے آرزو دلکی

قمر ملے جو شرف تم کو بعد مدت کے
اُٹھاؤ سر نہ کبھی تم نبی کے زینے سے

ترے قرباں مجھے متوالا کر دے		مئے وحدت سے میرا جام بھر دے

نہیں جز جنس عصیاں پاس میرے
ہوئی جاتی ہے کھیتی خشک میری
تو سب کی سننے والا ہے سنا ہے

سفر در پیش ہے زاد سفر دے
مرے نخل تمنا میں ثمر دے
گرسنہ ہوں الٰہی سیر کر دے

قمر کے گرم آنسو کے عوض میں
مقاصد کے اُسے لعل و گہر دے

پہلی سی ہم پہ آپ کی چاہت نہیں رہی
پہلی سی اب تو آپکی حالت نہیں رہی
کس کس ادا سے دل کو لبھایا حضور نے
میں جسکا ہوں مریض وہ تیر اسیح ہے

وہ بات وہ خلوص وہ الفت نہیں رہی
باقی ہیں شوخیاں وہ شرارت نہیں رہی
ایماں گیا تو جان سلامت نہیں رہی
عیسٰی ترے علاج کی حاجت نہیں رہی

ہے کیا سبب قمر سے جو ملتے نہیں ہیں آپ
کیا دو گھڑی کے واسطے فرصت نہیں رہی

پردے کو اٹھایا جب شکل اپنی نظر آئی
فرہاد سے بڑھکر ہوں مشہور یہ سوائی
گہ صورت لیلیٰ میں تھا پردہ نشیں میں ہی
کثرت میں نمایاں ہوں وحدت میں ہوں پنہاں میں
ہر باغ کا میں گل ہوں ہر گل میں مری بو ہی
کہتا تھا انا الحق میں منصور کے پردے میں

خود میں ہی تماشا ہوں اور میں ہی تماشائی
گہ صورت شیریں میں دکھلاتا ہوں رعنائی
گہ کسوت مجنوں میں میں ہی تو تھا سودائی
مجھ ہی سے ہی عالم میں یہ انجمن آرائی
ہے بلبل خوش الحاں میری ہی تو شیدائی
خود اپنی ہی گردن تھی جو دار پہ کھنچوائی

بت بن کے کبھی آپ ہی کرتا ہوں پرستش میں
میری ہی تجلی تھی جو طور پہ چمکی تھی

خود اپنی ہی چوکھٹ پہ کرتا ہوں جبیں سائی
موسیٰ گرے غش کھا کر جب شکل تھی دکھلائی

پاتا ہوں حسینوں میں اپنی ہی تجلی کو
ظاہر ہے قمر مجھ سے یہ جلوہ یکتائی

نظر میں جب سے مری ہیں حضور آئے ہوئے
چلے ہیں یار کے کوچہ سے سر جھکائے ہوئے
تڑپ کر آئیں گے باہر ترے ستائے ہوئے
بھرا ہوا ہے خُم دل شراب حسرت سے
بروز حشر حضوری میں پیش کر دینا
تمہارے حسن میں اعجاز کس بلا کے ہیں
قسم خدا کی تمہیں چاہ کر ہوئے رسوا
ہے اُن کو مجھ سے گلہ میری بیوفائی کا
ستم کشتوں کو نہ اتنا ذلیل کر اے چرخ

حسین جہاں کے چلے بستر اُٹھائے ہوئے
تپ فراق کے چرکے جگر پہ کھائے ہوئے
ہیں تیرے عشق میں اپنی خودی مٹائے ہوئے
بغل میں شیشۂ صہبا ہیں ہم دبائے ہوئے
گنہگار ہوں کملی مجھے اُڑھائے ہوئے
کہ شمس ابر میں نکلا ہے منہ چھپائے ہوئے
رقیب شاد و بچھڑیں ہم ہو منہ چھپائے ہوئے
لہو جو تلووں میں میرا ہی خوں لگائے ہوئے
ہم اُن کے کوچے سے نکلے ہیں خود ستائے ہوئے

قمر جو بیٹھے تھے چھپ کر بہت زمانے سے
وہ آج آئے ہیں رخ سے نقاب اُٹھائے ہوئے

خبر لینا تجھے منظور ہے تو جا خبر کر دے
خبر جو جا کے میرے [illegible] دل کی مجھ کو

رسول مجتبیٰ کو اے صبا میری خبر کر دے
مری آہ رسا میں گر خدا پیدا اثر کر دے

شب فرقت کی میری یا الٰہی کب سحر ہوگی
گذرتی ہی مولا اس کی بہت مشکل ہے
شب تاریک خوف موج اور گرداب حائل ہے
محبت کو چھپاؤ لاکھ چھپ سکتی نہیں لیکن
خیال غیر کو آنے نہ دے کر اپنا دیوانہ

مرے نخل تمنا کو الٰہی بارور کر دے
مری عمر دوروزہ کو مدینہ میں بسر کر دے
لگا دے پار کشتی جرم سے تو درگزر کر دے
ذرا بھی درد ہو دل میں تو چشم خشک تر کر دے
محبت میں جہاں کی میر اپنے کا جگر کر دے

عجب کیا ہے نظام الدین محبوب الٰہی سا رحمتہ اللہ علیہ
اگر چاہے قمر کو دم میں وہ رشک قمر کر دے

میخواروں پہ گر ساقی احسان کیا چاہے
خمخانہ وحدت سے پیمانہ دل بھر دے
بدمست رہوں اتنا ہوش آئے نہ محشر تک
صندوق میں سینہ کے رکھا ہے شکستہ دل
اک میں ہی نہیں مفلس محتاج ہے عالم سب

ایسی تو پلا دے مے پیتے ہی پیا چاہے
اب دیر نہ کر ساقی دیدے جو دیا چاہے
گرنا ہو تو ساقی کے قدموں پہ گرا چاہے
دیتا ہوں اسے لے لے گر نذر لیا چاہے
دے دولت عشق اپنی تو جس کو دیا چاہے

خوش بختی سے آئے ہیں وہ گھر میں قمر تیرے
دیتا ہوں دل و دین نذر اور سر بھی خدا چاہے

الٰہی دور رہوں کب تلک مدینے سے
شبیہ یار کو ہٹنے نہ دے تو سینے سے
نبی کا نام ہے کندہ نگینۂ دل پر

مجھے تو موت ہی بہتر ہے ایسے جینے سے
مٹا دے زنگ تنا دل کے آبگینے سے
لگا ہوا ہے یہ تعویذ میرے سینے سے

شمیم زلف نبیؐ سے خجل ہی مشک ختن
عرق گلاب کا شرمندہ ہے پسینے سے

یہی ہی فکر یہی آرزو کہ یثرب میں
ملے زمیں مجھے گز بھر کسی قرینے سے

کھنچی ہوئی ہے مرے دل میں یار کی تصویر
کبھی مٹے گی قیامت تلک نہ سینے سے

مئے ولائے نبیؐ دم بہ دم پلا ساقی
چھلکے گا دل نہ کبھی یہ شراب پینے سے

قمر نہیں ترے دربار کے اگر قابل
لگا ہی رہنے دے اسکو تو اپنے زینے سے

پھر کسی بت کی مرے دل کو محبت ہو گئی
پھر خدا کے گھر میں کافر کی حکومت ہو گئی

کیا عجب ہی مجھکو بستر پر نہ پائے گر اجل
درد فرقت سے نحیف و زار حالت ہو گئی

میکدہ آنے سے جس زاہد کو کل انکار تھا
شیخ جی کی میکدہ میں آج دعوت ہو گئی

میرے پہلو سے ترا اُٹھنا غضب ہی کر دیا
درد دل درد جگر میں اور شدت ہو گئی

نزع کے صدموں سے مر کر بھی چھٹکارا نہ ہوا
پھر فرشتوں سے مری تربت میں حجت ہو گئی

زندگی میں تو نہ آئے قبر پر کیوں آئے آپ
فاتحہ خوانی کو کیا آئے قیامت ہو گئی

حسرت دیدار میں مرنے کا میرے ہے ثبوت
دیکھئے نرگس مری تربت کی زینت ہو گئی

اے قمر راز محبت چھپ نہ سکتا تھا کبھی
تیری رسوائی ہوئی اُن کی بھی شہرت ہو گئی

ساقی مجھے پلوا دے اک ساغر مدہوشی
جاتی رہے ہشیاری طاری رہے بیہوشی

ساغر پہ تو ساغر دے اک جام سے کیا ہو گا
ہرگز نہ چھٹے مجھکو عادت مے نوشی

دکھلا کے جھلک اپنی پھر منہ نہ چھپانا تھا
اچھی نہیں اپنوں سے اے یار یہ روپوشی

پردہ مرے عیبوں کا ہو فاش نہ محشر میں
مولا تری رحمت کا ہے کام خطا پوشی

دنیا کے بکھیڑوں سے مل جائے قمر فرصت
بس یاد رہے اس کی ہو خود سے فراموشی

پھر یہ دل شوریدہ شیدا نظر آتا ہے
پھر جلوۂ جانانہ ہر جا نظر آتا ہے

سر میں تری الفت کا سودا نظر آتا ہے
ہر جا ترا سودائی رسوا نظر آتا ہے

یوں تو مری نظروں میں عالم کا تماشہ ہے
ہر کوئی نہیں مجھکو تم سا نظر آتا ہے

سب کچھ نظر آئیگا گر دیکھنے والا ہو
تیرے رخ زیبا میں کیا کیا نظر آتا ہے

رہتا ہوں تصور میں ترے رخ زیبا کے
مجنوں مری نظروں میں لیلیٰ نظر آتا ہے

میرا وہ مہ خوبی عشاق کے مجمع میں
حلقہ میں مریضوں کے عیسیٰ نظر آتا ہے

انسان کی صورت میں تصویر محمدؐ ہے
صورت میں محمدؐ کی مولا نظر آتا ہے

مسجد ہو کہ مندر ہو کعبہ کہ کلیسا ہو
تیرا ہی ہر اک گھر میں جلوہ نظر آتا ہے

محبوبؐ عالم ہیں مطلوب خلائق ہیں
اللہ بھی محمدؐ کا شیدا نظر آتا ہے

بے وجہ قمر تیری پر آب نہیں آنکھیں
تیروں کا نگاہوں کی کشتہ نظر آتا ہے

شمع روئے یار پہ دل کس لئے پروانہ ہے
کیوں پھنسا گیسوئے پیچاں میں دل دیوانہ ہے

دل جلوں سے پوچھئے سوز دل عشاق کو
شمع کیا جانے کہ جلتا کس لئے پروانہ ہے

ہوں گدا تیری گلی کا پھر بھی مجھکو ناز ہے
سر میں میرے بس خیال شوکت شاہانہ ہے

آئینہ دل کا مرے زنگ خودی سے پاک ہے
بس خیال یار ہے غیروں سے وہ بیگانہ ہے

ہمکو جھگڑے میں پھنسا کر کفر اور اسلام کے
خود کبھی مسجد نشیں گہ ساکن بتخانہ ہے

حال ظاہر پر نہ کرنا زاہدو اس کے نظر
مثل پاکاں جام وحدت سے قمر مستانہ ہے

دل بیمار کسی چشم کا بیمار رہے
زلف مشکیں عوض رشتہ زنار رہے

نگہ ناز پہ قربان ہیں ہم مدت سے
روز میثاق سے ہم جنکے پرستار رہے

روز محشر ہو الٰہی ترے محبوب کا ساتھ
ہاتھ باندھے ہوئے حاضر یہ گنہگار رہے

کیوں نہ مل جائے نجات ہمکو غم عالم سے
سایہ افگن جو ترا سایۂ دیوار رہے

منتظر آپ کے الطاف و کرم کا ہے قمر
دن بھلے ہونگے جو مجھپر نظر یار رہے

نہاں ہے دل میں محبت حسن نظامی کی
عیاں ہے چشم میں صورت حسن نظامی کی

وظیفہ ہے مرا نام خدا و نام رسول
زباں پہ ہے مرے مدحت حسن نظامی کی

قسم خدا کی خدا کا ہو جس پہ فضل و کرم
اسی پہ ہوگی عنایت حسن نظامی کی

اسی کا میں بھی ہوں بندہ جو حق کا بندہ ہے
خدا کا عشق ہے دولت حسن نظامی کی

ولائے شیخ سے حاصل قمر ہو عشق نبی
ولائے حق ہے محبت حسن نظامی کی

دل و جاں تم پہ واروں کام ہو آنسو بہانے سے | اُٹھاؤں میں نہ سر اپنا تمہارے آستانے سے
سناؤں داستانِ ہجر اپنا سننے والے کو | نہیں کچھ کم فسانہ میرا مجنوں کے فسانے سے
ہو ا بدنام تیرے واسطے سارے زمانے میں | تجھے کیا ملگیا ہے خاک میں مجھکو ملانے سے
نہ ہیگا قبر میں سونے تصور آپکا ہرگز | تن بیجان میں جاں آئیگی صورت دکھانے سے
خودی کو دور کردے بیخودی کچھ دین پیدا کر | خدا ملتا ہے اے زاہد خودی اپنی مٹانے سے
مرے تارِ نفس کے ساتھ وہ بھی آتا جاتا ہے | ہماری زندگی رہتی ہے انکے آنے جانے سے

نکل جائے قمر گر اپنا دم ساقی کے قدموں پر
تسلی ہو گی لگ جائیگی خاک اپنی ٹھکانے سے

اے جانِ جہاں نقاب تا کے | من غیر نیم حجاب تا کے
بر چہرۂ تو نقاب تا کے | با دل شدگاں حجاب تا کے
اے خسروِ دلبراں بہ عشقت | جاں سوختہ دل کباب تا کے
سوزاں دلِ من بہ یاد گیسو | چوں زلف بہ پیچ و تاب تا کے

کن رحم بہ حالتِ زبونم
بر خستہ قمر عتاب تا کے

بعشق یار خود دیوانہ باشی | بروے شمع رو پروانہ باشی
چو خواہی ہم نشین یار باشی | ز ہستی وز خود بیگانہ باشی
مترس از طعنہائے خلق در عشق | حدیثِ عشق را افسانہ باشی

کنندت طوطیاۓ چشم عشاق
اگر خاکِ درِ جانانہ باشی

قمرؔ چوں گم شوی از ہستیٔ خویش
بیار خویشتن ہم خانہ باشی

رباعی

اے صنم چوں آمدی در جان من
بردہ دین و دل و ایمان من
زلف تو کفرست و اسلام رخت
دین من اینست و آں ایمان من

متفرقات

زاہد ترے دل میں کوئی آیا ہی نہیں
آنکھوں میں تری نور سمایا ہی نہیں
ہے بزم سے رندوں کی تو نفرت تجھکو
اس مئے کا مزا تونے تو پایا ہی نہیں

جسم و جگر دونوں نہیں

جگر خوں بنکے آنسو کیطرح آنکھوں میں ہتا تھا
وہ نکلا منہ سے میری آہ بنکر تیری فرقت میں
جو دیکھے بعد مردن قبر میری کھولکر کوئی
نہ سینہ میں جگر ہوگا نہ ہوگی لاش تربت میں

ہے دیر میں تو کعبہ میں جلوہ تیرا
کافر ہے پرستار مسلماں شیدا
صدقہ تری آنکھوں کا بصیرت ہو نصیب
ملجاۓ ہر اک ذرہ میں تیرا ہی پتا

بہانے سے قضا کے وہ نظر کا تیر مارا ہے
مرے زخم دل صد چاک کو روشن کیا جس نے

جگر میں جا کے بیٹھا واہ کیا یہ تیر پیارا ہے
الٰہی تیر ہے یہ یا کوئی روشن ستارا ہے

فکر دوزخ کی ہے مجھکو اور نہ سودائے بہشت
جب تو میرا ہی تو میں خلد بریں کو کیا کروں

زاہدوں کو بیچدوں گر میرے ہاتھ آئے بہشت
میں ترا دیوانہ ہوں ترا ہی شیدائے بہشت

یار کی صورت ہو جن آنکھوں میں اڑ جاتی ہے نیند
مال و زر کو دیکھکر غفلت کی چھا جاتی ہے نیند

وصل کی شب عاشقوں کو کیوں نہیں آتی ہے نیند
موت سے پہلے انہیں واللہ آجاتی ہے نیند

موت کا پیغام دیتے ہیں تجھے موئے سفید
کب تلک غافل رہیگا فکر عقبیٰ سے تمر

دل بھی زنگ معصیت سے حجر اسود ہو گیا
بار عصیاں ہے پہ تیرے حد سے بیحد ہو گیا

سروں پر جنکے سایہ تیرا محبوب الٰہی ہو
گدائی آستانہ کی اگر مل جائے کیا کہنا

انہیں خواہش ہو دولت کی نہ کچھ پروائے شاہی ہو
تم مشہور عالم کیوں نہ از مہ تا بماہی ہو

نمیدانم کسے را من بجز آن یار دلدارم
صدائے نحن اقرب گے وہ جان بخش من باشد

سراپا و چشم جوشن جنونم سینہ افگارم
بعشق شاہ خوبان دل کرکو کردہ ند زارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربان تیرے نام پہ لے کردگار ہوں
معصیتوں سے اپنے بہت شرمسار ہوں

رحمٰن اور رحیم تجھے مانتے ہیں سب
افضال سرمدی کا ترے خواستگار ہوں

لطف و کرم سے تیرے توقع ہے یہ مجھے
در چھوڑ کر ترا نہ کسی در پہ خوار ہوں

یا رب بحق صاحب لولاک لطف کر
ناچیز ہوں۔ غلام شہ ذی وقار ہوں

اک ایک حرف مصرع اول سے ہیں بھی آج
کا بدر فی النجوم قمر آشکار ہوں

ہے شان خداوند جہاں شان محمدؐ
جبریلؑ امیں دل سے ہیں قربان محمدؐ

ہر طرح کی ہوتی ہے مدد غیب سے اس کی
ہوتا ہے مدینے میں جو مہمان محمدؐ

دیدار خدا ہوگا قیامت میں اسی کو
جس کے لئے ہو جائے گا فرمان محمدؐ

کس طرح نہ ہو حضرت عیسیٰؑ پہ تفوق
مردوں کو جلاتے ہیں غلامان محمدؐ

کیونکر نہ بلائیں گے مدینے میں قمر کو
وہ جان سے دل سے ہے ثنا خوان محمدؐ

ہے دل میں مرے الفت مولائے مدینہ
کیونکر نہ پکاروں میں صدا ہائے مدینہ

ہے نور احد شمع شبستان دل افروز
ہے عرش معلےٰ پہ تجلائے مدینہ

خواہش نہ کرے گلشن فردوس کی ہرگز
خواہان گل و نرگس شہلائے مدینہ

حوران جناں خلد بریں چھوڑ کے آئیں
سن پائیں اگر رنگ تماشائے مدینہ

سو بار بھی دیکھوں تو بڑھے شوق زیادہ
دل سے نہ کبھی جائے تمنائے مدینہ

رضواں سے نہ جنت کی تمنا کروں ہرگز
گر ہاتھ لگے دامن صحرائے مدینہ

پہنچا دے خدا گلشن طیبہ میں قمر کو
بیتاب ہے یہ بلبل شیدائے مدینہ

مالک لامکاں محمدؐ ہے
حق کا سر نہاں محمدؐ ہے

جان ہر انس و جاں محمدؐ ہے
آیۂ کن فکاں محمدؐ ہے

ہند سے جلد مجھکو پہنچا دے
میرے مولا جہاں محمدؐ ہے

ہر مسلماں کے دل میں آنکھوں میں
غور کیجے۔ نہاں محمدؐ ہے

بچشم حق بیں سے اے قمر دیکھو
ہر بشر میں عیاں محمدؐ ہے

خانۂ دل میں وہ مہمان بنے بیٹھے ہیں
بت بھی کعبہ میں مسلمان بنے بیٹھے ہیں

درِ محبوب پہ دربان بنے بیٹھے ہیں
چشم بد دور کہ سلطان بنے بیٹھے ہیں

کفش برداریٔ خواجہ کی بدولت ہم بھی
مور تھے۔ آج سلیمان بنے بیٹھے ہیں

وعدۂ روزِ ازل دل سے بھلا بیٹھے ہیں
اس لئے ہم سے وہ انجان بنے بیٹھے ہیں

کل تھے محتاج طبیبوں کے مداوا کے لئے
آج خود عیسیٔ دوران بنے بیٹھے ہیں

شیخ جی کل تو تھے مصروفِ طوافِ کعبہ
آج میخانہ کے دربان بنے بیٹھے ہیں

بت پرستی میں قمر عمر تو گزری کل تک
آج کیا صاحبِ ایمان بنے بیٹھے ہیں

جب سے کہ خیالِ رخِ جانانہ ہوا ہے
یہ کعبۂ دل میرا صنم خانہ ہوا ہے

جس روز سے دل یار کا دیوانہ ہوا ہے
وہ خویش و یگانہ سے بھی بیگانہ ہوا ہے

رہتا ہے تصورِ رخ و گیسو کا شب و روز
یہ طائرِ دل قید بجز دانہ ہوا ہے

دن رات گزرتے ہیں تصور میں تمہارے
میرا دل ویرانہ پری خانہ ہوا ہے

کیونکر نہ ہو دلِ عاشقِ مضطر کا پریشاں
جب زلفِ مسلسل میں تری شانہ ہوا ہے

زیبا ترے رخسار پہ ہے غازۂ والشمس
واللیل کا گیسو میں تری شانہ ہوا ہے

مشتاقِ زیارت کو نہ تڑپائیے صاحب
صحرائے مدینہ کا یہ دیوانہ ہوا ہے

اے جوشِ جنوں تو ہی ذرا راہ نما بن
وحشت کا جہاں میں مری افسانہ ہوا ہے

اے صدقِ علی فیض درِ پیرِ مغاں سے
مسجودِ ملائک مرا کاشانہ ہوا ہے

اترا نہ قمر زندگیٔ دہر پہ زنہار
لبریز تری عمر کا پیمانہ ہوا ہے

جدائی میں تری اے ماہ تاباں
کروں احوالِ دل اظہار کس سے
کرم کر مجھ غریب و ناتواں پر
مجھے اس در کے سجدے سے نہ روکو

جگر صد چاک اور دل ہے پریشاں
مرا ہے کون جز تیرے مری جاں
مری جاں میرے آقا میرے سلطاں
مرا قبلہ وہی ہے دین و ایماں

مدینے میں بُلا لیجے **قمر** کو
کہ ہے یہ ہند میں با چشم گریاں

نبیؐ کے دلبر و جانی محی الدین جیلانی
یہ عاصی چھوڑ کر در آپ کا شاہا کہاں جائے
تمہارے حسن کا صدقہ عنایت کچھ ادھر بھی ہو
مرے دل میں ہے مدت سے تری درگاہ عالی پہ
تمنائیں مری بر آئیں صدقہ جد امجد کا
دلِ مردہ کو زندہ کیجیے صدقہ پیمبرؐ کا

علیؓ کے چشم نورانی محی الدین جیلانی
مرے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی
مرے او ماہ کنعانی محی الدین جیلانی
تمنائے مگس رانی محی الدین جیلانی
نہ ہو مجھ کو پریشانی محی الدین جیلانی
مرے او عیسیٔ ثانی محی الدین جیلانی

قمر کو گر میسر ہو تو اُس کا بخت یاور ہو
درِ والا کی دربانی محی الدین جیلانی

اچانک خواب میں دیکھوں جو میں سلطان خوباں کو
رکھوں سر اُن کے قدموں پر کروں قربان دل و جاں کو
کروں گا آتش دل تیز قبلہ بھی جلا دوں گا

بناؤں گا میں قبلہ ابروئے خمدار جاناں کو

مجھے شمع حرم ہے ساقیا تیرا رُخ روشن
پھروں اطراف میخانہ کے چوموں پائے مستاں کو

دل و جاں کر چکا نذر بتاں اب پھر یہ حسرت ہے
کوئی گا یک اگر پاؤں تو بیچوں دین و ایماں کو

نہ مجکو خوف دوزخ کا نہ جنت کی مجھے پروا
میں دیوانہ ترا ہوں کیا کروں گا حور و غلماں کو

نہ کہہ رندوں کو تو کافر نہ جا مجلس میں رندوں کی
نہیں پائے گا اے واعظ! کبھی اسرار رنداں کو

قمر اشعار رندانہ ہیں اب خاموش بھی ہو جا
شکایت ہے ترے اشعار سے گبر و مسلماں کو

مجکو جام بادۂ وحدت پلا
میرے ساقی مست کیا بیخود بنا

ہوں میں مشتاق زیارت ساقیا
جلد اپنا عارض روشن دکھا

دل لئے جاتا ہی مسجد کی طرف
خضر کہتا ہے مجھے میخانہ جا

عنبر سارا سے ہوش آتا نہیں
بوئے زلف عنبریں اپنی سنگھا

تیری فرقت ہی سے دل بیتاب ہے
شربت دیدار اے ساقی پلا

آرزوئے جنت الماوٰی نہیں
کوچہ محبوب کی کھائی ہوا

ہجر میں تیرے قمرؔ ہے جاں بلب
شربتِ وصل اے لبِ جاں بخش لا

آنکھوں کے جھروکے سے چلے آئیے صاحب
ہے دل مرا گھر آپ کا رہ جائیے صاحب

اب ہند سے طیبہ مجھے بلوائیے صاحب
اک جرعہ مئے عشق سے پلوائیے صاحب

پوری نہ ہوئی اس دلِ مضطر کی تمنا
اب چشمِ کرم لطف سے فرمائیے صاحب

مجبور ہوں بیماریٔ عصیاں سے مسیحا
اس درد کا نسخہ کوئی بتلائیے صاحب

میں گردشِ افلاک سے ہوں سخت پریشاں
برگشتگیٔ بخت کو سلجھائیے صاحب

مفلس ہے قمرؔ آپ سے ہے اس کو توقع
کچھ بہرِ خدا لطف سے دلوائیے صاحب

دل اس بت کے گھر میں رہا چاہتا ہے
کلیسا میں کعبہ بنا چاہتا ہے

ہے بیمار دل رحم کر او مسیحا!
وہ تجھ سے مرض کی دوا چاہتا ہے

گدا آپ کا سخت حسرت زدہ ہے
مدینہ میں در در پھرا چاہتا ہے

ہوائے مدینہ سمائی ہے سر میں
مرا طائرِ دل اڑا چاہتا ہے

جو بیمارِ عشقِ جمالِ نبیؐ ہے
طبیبوں سے کب وہ دوا چاہتا ہے

مرا دل حرارت سے فرقت کی ہر دم
مدینے کی ٹھنڈی ہوا چاہتا ہے

قمرؔ بے وسیلہ پڑا ہند میں ہے
تمہارا سہارا لیا چاہتا ہے

کبھی تو اسطرف سرکار دیکھو
تڑپتا ہے دل بیمار دیکھو

چھپا لو دامنِ رحمت میں اپنے
ستاتے ہیں مجھے اغیار دیکھو

مری کشتی بھنور میں آپڑی ہے
ذرا اسکو لگا دو پار دیکھو

حسینانِ جہاں کو کیا کروگے
مرے محبوب کا دیدار دیکھو

اُٹھا سکتا نہیں بارِ گراں کو
سیہ کاری کا ہے انبار دیکھو

نمایاں ہے تجلی نورِ حق کی
نبی کے چاند سے رخسار دیکھو

بلا لیجے مدینے میں قمر کو
وہ ہے رسوا سرِ بازار دیکھو

مرا سینہ بنا گلشن کسی کا
سمایا آنکھ میں جوبن کسی کا

مرا سینہ بنا مسکن کسی کا
نظر آیا رُخِ روشن کسی کا

ہوا کوچہ کی تیرے جسکو بھائی
نہیں بھاتا اُسے گلشن کسی کا

تمنا ہے رہے محشر میں یارب
ہمارے ہاتھ میں دامن کسی کا

نقابِ رُخ کسی کا اُٹھتے اُٹھتے
کبھی دے جائیگا درشن کسی کا

بھروسہ کیا ہے چرخِ نیلگوں کا
کسی کا دوست ہے دشمن کسی کا

تڑپتا ہے دلِ مضطر لحد میں
گذر ہوگا سرِ مدفن کسی کا

قیامت کی سحر بھی کیوں نہ ہولے
نہ چھوڑوں ہاتھ سے دامن کسی کا

کوئی ٹھکرا ہی دیتا چلتے چلتے
گذر ہوتا سرِ مدفن کسی کا

ہمیں ہیں آپ اپنے دشمن و دوست | کوئی ہوتا نہیں دشمن کسی کا

قمرؔ کب تک رہیگی آہ و زاری
نہ ہوگا وہ بتِ پُرفن کسی کا

درِ دلدار ہے شانِ خدائی | تری چوکھٹ ہو میری جبہ سائی
بڑھے رتبہ نہ کیوں قیصر سے میرا | کہ کرتا ہوں ترے در کی گدائی
بتا شوخی یہ تو نے کس سے سیکھی | نئی ہے تیری طرزِ دل رُبائی
کوئی دیکھے یہ جرأت آئینہ کی | وہ کس سے کر رہا ہے خود نمائی
ترنّم ریز ہے بلبل چمن میں | یہ کرتی ہے تری نغمہ سرائی
ازل سے یا نبیؐ شیدا ہوں تیرا | تری الفت مرے دل میں سمائی
مری کشتی چلی ہے سوئے طوفاں | نبیؐ جی کیجئے اب ناخدائی

ترحم یا نبیؐ حالِ قمرؔ پر
مرے دردِ جگر کی ہو دوائی

پلا جامِ حدت مدینہ کے ساقی | دکھا اپنی صورت مدینہ کے ساقی
نظامی کے ہاتھوں سے بھر کر پلادے | شرابِ محبت مدینہ کے ساقی
مدینہ کو میں سر کے بل جلد پہنچوں | ہے یہ عزم و ہمت مدینہ کے ساقی
ترے زائروں کی میں خدمت کرونگا | مگر ہو بھی قسمت مدینہ کے ساقی
میں طیبہ کی گلیوں کو پلکوں سے جھاڑوں | یہ ہے شوقِ خدمت مدینہ کے ساقی

ترے روضۂ پاک کا سبز گنبد	سراپا ہے رحمت مدینہ کے ساقی
سناؤں گا رو رو کے افسانہ ہجر	تجھے ماہ طلعت مدینہ کے ساقی
بُلا لے دکن سے عرب میں قمر کو	نکل جائے حسرت مدینہ کے ساقی

جدائی تیری اے جاناں! مجھے ہر دم رلاتی ہے
شب فرقت میں گھبرا کر لبوں پر جان آتی ہے

خیال رُخ ترا دن بھر مجھے بے چین رکھتا ہے
تری زلف معنبر کی گھٹا شب کو ستاتی ہے

تماشائے رخ گلزار کا میں جب سے شیدا ہوں
چمن بھاتا نہیں مجکو نہ بوئے گل خوش آتی ہے

مریض نرگس رعنا کی حالت کیا کہوں تجھ سے
نہ دن کو چین آتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے

وہ میرے دل میں رہتے ہیں مری آنکھوں میں پھرتے ہیں
ادائے دلربا اُن کی عجب جلوے دکھاتی ہے

ہوا بدنام عالم میں ترا دیوانہ و عاشق
تری الفت ابھی دیکھوں تو کیا کیا رنگ لاتی ہے

دکھائی حق نے کیا جب سے تری شکل پری پیکر
نہ دل آتا پری پر ہے نہ حور خلد بھاتی ہے

قمر! کس رشک گل کی آج گلشن میں سواری ہے
نسیم صبح اپنے میں نہیں پھولے سماتی ہے

نحیف و زار ہوں ایسا کہ جا نہیں سکتا | میں انکو اپنے مکاں بھی بلا نہیں سکتا
الٰہی! رحم تو کر میرے قلب نازک پر | غم فراق کا صدمہ اُٹھا نہیں سکتا
ہے خوف مجکو دل نازنیں کے دکھنے کا | میں داستان غم ان کو سُنا نہیں سکتا
وہ روبرو مرے آتے ہیں جب کبھی یارب | زباں پہ حرف شکایت میں لا نہیں سکتا
مکاں سے میرے جو جاتے ہو جاییے صاحب | مگر خیال تمہارا تو جا نہیں سکتا
گلاب اگرچہ کہ خوشرنگ اور نازک ہے | مگر جو بات ہے تجھ میں وہ پا نہیں سکتا

دکھایا پیر مغاں نے قمر عجب جلوہ
نظر میں اپنی کوئی اب سما نہیں سکتا

اے رحمت دو عالم مجھ سے حجاب کبتک | فرقت کا آپ کی میں بھگتوں عذاب کبتک
دل مضطرب ہے میرا دیدار کو تمہارے | جاں تیری آرزو میں ہوگی خراب کبتک
فرقت کی آگ میرے سینہ میں شعلہ زن ہے | اے خواجۂ دو عالم دل ہو کباب کبتک
رحمت کی ہیں امیدیں دربار سے تمہارے | اے بادشاہ خوباں مجھپر عتاب کبتک
رُخ سے حجاب دوری بہر خدا اُٹھا دو | دلدادگوں سے اپنے رسم نقاب کبتک
پیغام اُن کو بھیجا خونِ جگر سے لکھکر | دیکھوں مرا مسیحا دے گا جواب کبتک
سبطین کا تصدق بلوائیے قمر کو | یہ ہند میں رہیگا خانہ خراب کبتک

وصل میں اُنکو حجاب دیکھئے کبتک رہے
مصحفِ رُخ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

زلف کا رُخ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے
ابر میں یہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

دیر میں بت بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
کعبہ کے رُخ پہ نقاب دیکھئے کبتک رہے

محفل چنگ و رباب دیکھئے کبتک رہے
دورِ شراب و کباب دیکھئے کبتک رہے

ہجر رسالت مآب دیکھئے کبتک رہے
عشق میں پیچ و تاب دیکھئے کبتک رہے

آرزوئے وصل میں احمدِ بے میم کے
یوں مری مٹی خراب دیکھئے کبتک رہے

دن کو نہیں چین کچھ نیند نہیں رات بھر
دیدۂ حسرت پر آب دیکھئے کبتک رہے

زیست سے بیزار ہوں موت کا ہے انتظار
یوں ہی **قمر** پر عتاب دیکھئے کبتک رہے

جامِ وحدت پلا دیا کس نے
مست و بیخود بنا دیا کس نے

روئے زیبا دکھا دیا کس نے
اپنا شیدا بنا دیا کس نے

خانۂ دل بسا دیا کس نے
اپنا جلوا دکھا دیا کس نے

صبحِ شکلِ نسیم میں آ کر
شمع تربت بجھا دیا کس نے

جلوہ حسن اپنا دکھلا کر
محوِ حیرت بنا دیا کس نے

خضر اترا نہ اپنے جینے پر
جامِ آبِ بقا دیا کس نے

صیت کُن میں مجھے بروز الست
نحن اقرب سنا دیا کس نے

آکے کثرت میں اپنی وحدت کا
شور و غوغا مچا دیا کس نے

دیکے اک جام مجکو وحدت کا — آگ دل میں لگا دیا کس نے

قمر خستہ دل کو اے ساقی
ساغر حق نما دیا کس نے

ہیں ہم تیرے واسطے روز ازل سے بیقرار — عشق کے خنجر سے تیرے ہی مرا سینہ فگار
گیسوئے پُرخم کے تیرے نذر دل ہم نے کیا — اک نگاہ ناز ہو جائے شہ عالی وقار
اے شہنشاہ حسیناں جلوہ فرما ہو حضور — خانۂ دل میں نہیں ہے آپ سا کوئی نگار
ہم نے دیکھا ہی حسینانِ جہاں میں آپکو — ہم بھی ہیں صاحب تمہارے حسن کے آئینہ دار

خواہش تری یادہی لیکن زباں کہلتی نہیں
ہاں قمر مضطر نہو جلدی نہ کر نا ہوشیار

اک جام مے پلادے خواجہ حسن نظامی — بیخود مجھے بنادے خواجہ حسن نظامی
جلوہ ترا دکھادے خواجہ حسن نظامی — حق سے مجھے ملادے خواجہ حسن نظامی
ہاں حشر تک رہوں میں مدہوش و مست بیخود — پُرکیف مے چکھادے خواجہ حسن نظامی
پھر پھر کے دربدر میں آیا ہوں تیرے در پر — تھوڑی سی مجکو جادے خواجہ حسن نظامی
غرقاب ہو رہی ہے بحر گنہ میں کشتی — پار اسکو تو لگادے خواجہ حسن نظامی
سب مردہ دل جیئے ہیں چشم کرم مسیحا — اعجاز کچھ دکھادے خواجہ حسن نظامی
دل کو مزا ملا ہی تیری جراحتوں کا — تیر نظر چلادے خواجہ حسن نظامی
آیا ترے سہارے محبوب حق کے پیارے — سایہ میں اپنے جادے خواجہ حسن نظامی

جب ہے اپنا حامی پروا نہیں کسی کی
افکار سے چھڑا دے خواجہ حسن نظامی

کوچہ میں تیرے شاہا اس بینوا قمر کو
دو گز زمیں دلا دے خواجہ حسن نظامی

ہے کعبۂ دل میرا کاشانہ محمدؐ کا
پُر ہے مئے وحدت سے میخانہ محمدؐ کا

پروانہ فدا جاں کو کیوں شمع پہ کرتا ہے
خود شمع بھی دل سے ہے پروانہ محمدؐ کا

کعبہ کو نہ جا واعظ! طیبہ کا ارادہ کر
مسجودِ ملائک ہے کاشانہ محمدؐ کا

جنت کی نہیں خواہش دوزخ کی نہیں پروا
پہنچے گا مدینے کو دیوانہ محمدؐ کا

اس در کی ہے دربانی خود فخر جہانبانی
ہو جائے اگر لطف شاہانہ محمدؐ کا

جب قبر سے اُٹھوں گا محشر میں غل ہوگا
سرکو۔ ہٹو۔ آتا ہے دیوانہ محمدؐ کا

دیدار کی حسرت میں نرگس کو ہے بدخوابی
آہوئے ختن بھی ہے مستانہ محمدؐ کا

خواجہ کے تصدق سے گردش میں رہوں میں بھی
یک بار جو مل جائے پیمانہ محمدؐ کا

کس بات کا محشر میں ہے خوف قمر تجکو
بندہ تو خدا کا ہے دیوانہ محمدؐ کا

تمہاری اک نگاہ لطف اے سرکار کافی ہے
قتیل خنجر مژگاں کو یہ تلوار کافی ہے

طبیبو! شربت دینار کیا تجویز کرتے ہو
مریض عشق کو بس شربت دیدار کافی ہے

ہلال عید سے کب ہو تسلی دل کو عاشق کے
تمہارا یا محمدؐ! ابروئے خمدار کافی ہے

قیامت میں قمر کو گرمی محشر کا کیا ڈر ہے
مدینے کی گلی کا سایۂ دیوار کافی ہے

رخسار سے پردہ کو اُٹھا کیوں نہیں دیتے
وہ حُسن خداداد دکھا کیوں نہیں دیتے

اک جام محبت کا پلا کیوں نہیں دیتے
جلوہ رُخ روشن کا دکھا کیوں نہیں دیتے

ٹھکرا کے مری قبر کو اے رشک مسیحا
پھر قُم کی صدا کہکے جگا کیوں نہیں دیتے

اے شاہ عرب اپنا بنا کر مجھے شیدا
دنیا کی طلب دل سے مٹا کیوں نہیں دیتے

سبطین کا صدقہ مجھے دریائے کرم سے
اک جرعۂ عشق پلا کیوں نہیں دیتے

اس وحشی و دیوانہ و مجنوں کو تمہارے
صحرائے مدینہ ہی میں جا کیوں نہیں دیتے

ہوں گرچہ گنہگار جدائی سے ہوں بیکل
بُلوا کے مدینہ میں سزا کیوں نہیں دیتے

عثمان علی شاہ دکن کو مرے مولا
جو چاہتے ہیں ہم وہ بنا کیوں نہیں دیتے

نام اے شہ بطحیٰ یہ گنہگار قمر کا
دفتر میں غلاموں کے لکھا کیوں نہیں دیتے

روشن رُخ دلبر مہِ انور سے نہیں کم
رخسارۂ جاناں بھی گل تر سے نہیں کم

خال رخ محبوب تو اختر سے نہیں کم
اور ابروئے دلدار بھی خنجر سے نہیں کم

خوں ہو کے ٹپکتا ہے جگر آنکھوں کی رہ سے
یہ جوئے سرشک اپنا سمندر سے نہیں کم

کشتے تری نظروں کے تڑپتے ہیں ہزاروں
نوکِ مژۂ یار ہے نشتر سے نہیں کم

جب اُن کے تبسم سے چمک جاتی ہے بجلی
گویا دُر دنداں بھی تو گوہر سے نہیں کم

نرگس ترے دیدار میں ہے محو نظارہ
لالہ بھی جگر سوختہ اخگر سے نہیں کم

رہتا ہے بتوں کا ہی تصور مرے دل میں
اب خانۂ دل اپنا یہ مندر سے نہیں کم

دم بھر میں خبر لاتا ہے محبوب کی میرے
قاصد دم رفتار کبوتر سے نہیں کم

وصف دہن پاک میں خاموش قمر ہے
لعل لب جاناں مے احمر سے نہیں کم

عاشق و معشوق یزدانی ہیں آپ
مالک تخت سلیمانی ہیں آپ

یا محمد شان رحمانی ہیں آپ
مصدر انوار ربانی ہیں آپ

گو بظاہر شکل انسانی ہیں آپ
تاجدار تخت رحمانی ہیں آپ

کل معمے دین کے حل ہو گئے
کاشف اسرار پنہانی ہیں آپ

ہیں حسینان جہاں کے تاجدار
نائب و محبوب سبحانی ہیں آپ

یوسف مصری جو مثل ماہ ہیں
فی الحقیقت ماہ کنعانی ہیں آپ

ہو قمر پر بھی عنایت یا نبیؐ
گوہر تاج سلیمانی ہیں آپ

مرغ دل میرا شکار تیر مژگاں ہو گیا
طائر جاں بھی اسیر زلف پیچاں ہو گیا

آرزوئے محمل لیلے میں ہوں صحرا نورد
پھول میرے حق میں بس خار مغیلاں ہو گیا

کیا ہوئے ہوش و خرد کیوں جا چلے صبر و شکیب
کس کا یا رب مضطرب دل میرا مہماں ہو گیا

خنجر ناز و ادا نے کام میرا کر دیا
گردن و سر آپ کا ممنون احساں ہو گیا

جاں بلب ہوں ہجر سے اب تک نہیں وقت وصال
زندگی یاں ہو چکی واں عہد و پیماں ہو گیا

وصل کی شب میں قمر ہم نے تماشا ہی کیا
جاں تصدق ہو گئی دل اپنا قرباں ہو گیا

جینا بھی مصیبت ہے اگر یار نہیں ہے
دم اپنا نکل جائے تو دشوار نہیں ہے

ہے کون جو اس یار کا بیمار نہیں ہے
ہے کون جسے عشق کا آزار نہیں ہے

ہے کون جو دنیا میں گنہگار نہیں ہے
جو اُس بتِ کافر کا گرفتار نہیں ہے

ہے لطف اگر سیر چمن میں رہے دلبر
بے یار کے ہر گل بھی کم از خار نہیں ہے

دیکھے ہیں حسین اور طرحدار بہت سے
پر کوئی محمد سا طرحدار نہیں ہے

خنجر تو نہیں یہ مہ نو ہے رمضاں کا
شمشیر ہے یہ ابروئے خمدار نہیں ہے

یہ کفر کا رشتہ نہیں، ہے طوق محبت
گردن میں برہمن کی یہ زنار نہیں ہے

سب کام قمر اپنے کرو حق کے حوالے
دنیا میں کسی کا کوئی غمخوار نہیں ہے

آپ کی ہم پر نظر کچھ بھی نہیں
میری آہوں میں اثر کچھ بھی نہیں

نالۂ دل میں اثر کچھ بھی نہیں
آبروئے چشم تر کچھ بھی نہیں

جاں بلب ہے عاشق شیدا یہاں
واں مسیحا کو خبر کچھ بھی نہیں

دربدر پھرتے ہیں دنیا کے لئے
روز محشر کا خطر کچھ بھی نہیں

اشرف المخلوق کہلاتے ہیں ہم
در حقیقت ہیں۔ مگر کچھ بھی نہیں

سر پہ ہے بار گراں منزل ہے سخت
پاس یاں زاد سفر کچھ بھی نہیں

مزرعِ اُخرے ہے یہ دنیائے دوں
ہے ثمر واں یاں ثمر کچھ بھی نہیں

میں لب و دنداں پہ کیا قرباں کروں
لعل و یاقوت و گہر کچھ بھی نہیں

تیرے رخساروں کے آگے جانِ من	ہستیٔ شمس و قمر کچھ بھی نہیں
فی الحقیقت موت ہی پیغام وصل	گورِ مسکن ہے یہ گھر کچھ بھی نہیں
دستگیری کیجئے خواجہ مری	ہوں سراپا بے خبر کچھ بھی نہیں

دعوئے عشق و محبت اے قمر
دردِ دل سوزِ جگر کچھ بھی نہیں

ہست رشک باغِ جنت روئے رخشان شما
ہست رشکِ مشک و سنبل زلفِ پیچان شما

پا بگل سرو سہی در بوستاں استادہ است
در تمنائے قدِ سرو خرامان شما

غمزہائے خون چکاں خونِ جگر ہا ریختہ
کارِ نشتر می کند خارِ گلستان شما

ماہ و خورشیدِ فلک روشن ز عکسِ ایں جمال
پُر ضیا سیارگاں از روئے تابان شما

آرزو دارد قمر بیند رُخِ پُر نور را
نیز در یثرب شود اے شاہ مہمان شما

جب شہ نے اپنی تیغ کے جوہر دکھا دیئے
تنہا ہزار لاشوں کے خرمن لگا دیئے

سرورؑ نے کرکے اہلِ شقاوت کو پائمال
نام و نشاں بھی اُن کے جہاں سے مٹا دیئے
چھوڑا نہ ساتھ شاہ کا انصار نے کبھی
اپنے سروں کو راہِ خدا میں کٹا دیئے
کٹوا کے سر کو اپنے جوانانِ خلد نے
دوزخ سے عاصیانِ امم کو چھڑا دیئے
ہم عاصیوں کے واسطے سب فوج و نانماں
راہ خدا میں شاہ امم نے لٹا دیئے
عباس نے جو حملہ سوئے اشقیاء کیا
لشکر کو کاٹ کشتوں کے پشتے لگا دیئے
اک قطرہ اہل بیتؑ کو پانی نہیں ملا
پہرے شقی نے نہر پہ ہر سو بٹھا دیئے
یہ داستانِ غم نہ رقم ہو سکی قمر
اک حرف لکھ کے سینکڑوں آنسو بہا دیئے
مصطفےٰ کی شان شانِ ایزدِ غفار ہے
جبرئیل ادنٰے سا جن کا غاشیہ بردار ہے
ہوگیا شرمندہ تیری چال سے کبک دری

کیا نرالی طرز کی شان خرامِ رفتار ہے

نرگس دیا دام کہتے ہیں زبان حال سے

کیا ہی متوالی رسیلی مست چشم یار ہے

زاہدو! تم کو مبارک مسجد و محراب ہو

سجدہ گہ میری تیغ کی ابروئے خمدار ہے

یا نبی کشتی ہماری آپڑی منجدھار میں

گر کرم ہو آپ کا اس پر تو بیڑا پار ہے

آپ کی دوری میں کبتک رنج و غم سہتے رہیں

اب مصیبت حد سے گزری زندگی بیکار ہے

جلد بلوائو قمر کو ہند سے یا شاہ دیں!

بے بضاعت ہوں نہیں کچھ پاس اب سرکار ہے

ہے یاد تری اس کے سوا کام نہیں ہے

گردش سے فلک کی مجھے آرام نہیں ہے

آفت ہے مصیبت ہے بلا ہے یہ محبت

آغاز ہے اچھا مگر انجام نہیں ہے

آشفتہ ہے دیوانہ ہے شیدا ہے مری جان

اپنے میں ترا عاشق ناکام نہیں ہے

کیا خاک ہے وہ زندگی جو یار نہ ہو پاس
وہ دل نہیں جس دل میں دل آرام نہیں ہے

دیکھا نہ ہو گر قیس کو وہ دیکھے دکن میں
مشہور قمر نام ہے گمنام نہیں ہے

ایک مدت سے ترا والہ و شیدا ہوں میں
ہمہ تن آئینہ ہوں محو تماشا ہوں میں

بستۂ سلسلۂ زلف چلیپا ہوں میں
گو کہ تیرے لئے ہند میں رسوا ہوں میں

لوگ کہتے ہیں مجھے عاشق شیدا تیرا
انگلیاں اٹھتی ہیں جس راہ سے جاتا ہوں میں

گل رخسار پہ ہوں مست میں مثل بلبل
اور تپ ہجر سے بیمار سراپا ہوں میں

چشم میگوں نے تری مست کیا ہے مجھکو
مبتلائے اثر نرگس شہلا ہوں میں

بیخودی تیرے لئے رہتی ہے دن رات مجھے
مضطرب ہجر میں تیرے گل رعنا ہوں میں

ضبط کی آگ سے پکتا ہے جگر عاشق کا
حال دل اپنا کسی سے نہیں کہتا ہوں میں

کوئی ہمدرد مرا ہے نہ کوئی مونس ہے
جوش وحشت سے سدا آنسو بہاتا ہوں میں

قافلے والے گئے چھوڑ کے تنہا مجھکو
بیکسی روتی ہے جب اشک بہاتا ہوں میں

قمر خستہ جگر کی ہے تمنا یا رب
کہ نبی مجھکو کہیں تجھکو بلاتا ہوں میں

خانۂ دل میں چلے آئیے پیارے خواجہ
میری آنکھوں میں سما جائیے پیارے خواجہ

حیدرآباد سے آیا ہوں در والا پر
کام بگڑے ہوئے بنوائیے پیارے خواجہ

کوئی خالی نہیں جاتا ہی در دولت سے
گرچہ ہی سلسلۂ قادریہ میں شرکت
میکدہ آپ کا ساقی مرے آباد رہے
آپ سے حالِ پریشاں نہیں مخفی میرا
گردش چرخ سے یا حال پریشاں تو ہیں
سایۂ دامن اقدس ہی سر پر میرے
چھوڑ در وازہ ترا جاؤں کہاں اے خواجہؒ
آستانے سے غلام آپ کا ہوتا ہی جدا

مجھکو محروم نہ فرمائیے پیارے خواجہؒ
چشتیہ فیض بھی دلوائیے پیارے خواجہؒ
جرعہ اک مجھکو بھی پلوائیے پیارے خواجہؒ
جلد ان جھگڑوں سے چھڑوائیے پیارے خواجہؒ
بخت برگشتہ کو سلجھائیے پیارے خواجہؒ
اپنی رحمت کو بھی پھیلائیے پیارے خواجہؒ
آرزوئیں مری بر لائیے پیارے خواجہؒ
سال آئندہ بھی بلوائیے پیارے خواجہؒ

کیا تعجب کہ قمر بھی ہو جہاں میں نامی
مہر والطاف جو فرمائیے پیارے خواجہؒ

گر میرے جنازے پر اک جلوۂ رعنائی
کوچے میں ترے لاکھوں بسمل سے تڑپتے ہیں
خاکِ درِ جاناں کی تاثیر عجب دیکھی
للہ دکھا دیجے اپنے رخِ روشن کو
اے عاشقِ مفلس سے کیا تجھکو تمنا ہی
ہے خاک ملی منہ پر اور چاک گریباں ہو
فریاد کرے کس سے بیچارہ قمر اپنی

ہے لب میں ترے ظالم اعجاز مسیحائی
کچھ تجھکو خبر بھی ہے اے محو خود آرائی
ہے صندل دردسر اور سرمۂ بینائی
فرقت میں چلی ہی جاں ہے شب تنہائی
لی نذر دل و دیں بھی اور تاب و توانائی
اس حالت خستہ پر ہے خلق تماشائی
جز تیرے نہیں کوئی اے کافر ترسائی

یار با نام و نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
لامکاں اس کا مکاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

خانۂ دل میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
میری آنکھوں میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہر رگ جاں میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
جان جاں روح رواں تھا مجھے معلوم نہ تھا

رونق افزائے حرم ساکن کعبہ تھا وہی
بتکدہ میں بھی نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیخودی میں جو ہوئی جلوہ نمائی اسکی
میں کہاں تھا وہ کہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہوش موسیٰ کے اڑے جس سے جلا کوہ طور
وہ مرا سوز نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ملک ہستی میں عدم سے جو قمر کو لایا
وہ مسیحائے زماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

مرے قابو سے اب جاتا رہا دل
کسی کے زلف میں شاید پھنسا دل

پتا ملتا نہیں پہلو میں اس کا
نہیں معلوم کیسے کھو گیا دل

مجھے لا دے خبر کوئے صنم کی
وہاں کرتا ہے کیا باد صبا دل

پرانے عاشقوں سے مانگ لو تم
کرو گے کیا مرا لے کر نیا دل

جسے دیکھا ہوا عشق اسی پر
اسی کا نام ہوگا باؤلا دل

مجھے بوئے کباب آتی کہیں سے
نہیں معلوم کس کا جل گیا دل

پھر اس پہلی شب کی کشمکش میں
خدا جانے کہاں سے گر پڑا دل

ہجر احمد میں ہوا چاک گریباں افسوس
کبھی سوکھا نہ میرا دیدۂ گریاں افسوس

نہیں لیتا ہی خبر رشکِ مسیحا اک بار ہجر میں دل مرا رہتا ہی پریشاں افسوس

حسرتِ جلوۂ دیدار رہی دل میں مرے نہ ہوا ہائے کبھی وصل کا ساماں افسوس

انتظار اس کا رہا تا دمِ آخر مجھ کو واپس آیا ہی نہیں قاصدِ ناداں افسوس

صورتِ یار کا ہوتا ہے کبھی مجھکو خیال صورتِ آئینہ رہجاتا ہوں حیراں افسوس

ساغرِ شربتِ وصلت نہ کبھی ہاتھ آیا ہائے پورا نہوا دل کا یہ ارماں افسوس

ہاتھ ملتا ہی رہا شوقِ زیارت میں قمر
بد نصیبی کا مری ہے کہیں پایاں افسوس

پھولوں نے ہے پایا تری نازک بدنی کو بلبل نے ہی دیکھا تری شیریں سخنی کو

خیاطِ ازل کے ید قدرت نے سیا ہے تن پر ترے یہ جامہ سبز چمنی کو

دیکھا تو کہا تیرے لبِ لال کو حقّا کیا خوب بنایا ہے عقیقِ یمنی کو

اے بادِ صبا سوئے مدینہ جو گزر ہو پہنچا مری تسلیم رسولِ مدنی کو

اے بار خدایا تری قدرت کے تصدق کردیتی ہی اک آن میں مفلس وہ غنی کو

محروم رہے ہند میں دیوانہ تمہارا دیدار میسّر ہوا ویس قرنی کو

سونگھا ہو مدینے میں جو خوشبوئے محمد کب دھیان میں لاتا ہی وہ مشکِ ختنی کو

نرگس کو تری آنکھ نے مخمور بنایا دیوانہ کیا اپنا غزالِ ختنی کو

آیا نہ عیادت کو مری رشکِ مسیحا اب لاش پہ آیا ہے مری سینہ زنی کو

خشکی میں کٹی عمر عزیز آپ کی زاہد اب آئے ہیں میخانہ میں توبہ شکنی کو

اے شاہ عرب عرضِ قمر آپ سے یہ ہے
بلواؤ مدینے میں کبھی اس دکھنی کو

پیا جس نے کہ پیمانہ معین الدین چشتی کا
ہوا وہ مست دیوانہ معین الدین چشتی کا

چلو اے عاشقو جام مے وحدت کے پینے کو
کھلا رہتا ہے میخانہ معین الدین چشتی کا

ہزاروں عاشق و شیدا در خواجہ پہ بیٹھے ہیں
عجب ہے لطف جانانہ معین الدین چشتی کا

چلو اجمیر کو اے حور و غلماں چھوڑ کر جنت
ذرا دیکھو جلو خانہ معین الدین چشتی کا

کیا مدہوش و بیخود اک نظر میں اپنے خادم کو
ہے وہ انداز مستانہ معین الدین چشتی کا

در مقصود سے دامن قمر کا کیوں نہ پُر ہو گا
ہے اس پر لطف شاہانہ معین الدین چشتی کا

ہو دور میرا رنج و غم یا رحمۃ للعالمیں
ہو جائے بس مجھ پر کرم یا رحمۃ للعالمیں

ہے آرزو با چشم تر اے سیدِ والا گہر
ہوں ثبت مری آنکھوں پر قدم یا رحمۃ للعالمیں

خاک درِ خیر البشر کیونکر نہ ہو کحل البصر
در آپ کا بیت الحرم یا رحمۃ للعالمیں

ماہ عجم مہر عرب شمع شبستان طرب
محبوب رب شاہ امم یا رحمۃ للعالمیں

جز تیرے پشتیباں مرا کوئی نہیں ہے دوسرا
مولا مرے حق کی قسم یا رحمۃ للعالمیں

تیرا سخی دربار ہے حاضر کوئی لاچار ہے
کان سخا بحر کرم یا رحمۃ للعالمیں

جبتک نہ دیکھوں آپکو اتنی عنایت مجھ پہ ہو
نکلے نہ جان پر الم یا رحمۃ للعالمیں

اب ہو قمر پر بھی چشم عنایت آپکی
کب تک رہیں یہ چشم نم یا رحمۃ للعالمیں

رباعیات

کسی کے در پہ نہ لے جا مرے مولا مجکو
فضل سے اپنے کئے موئے سیاہ تو نے سفید

مالداروں کا نہ محتاج بنانا مجکو
روسیاہی سے قیامت میں بچانا مجکو

دیگر

دیکھ نہ بلبل کبھی گلشن و گلزار کو
وعدہ روز جزا جب کیا یار نے

صحن قفس باغ ہے مرغ گرفتار کو
ہجر میں بھی وصل ہے طالب دیدار کو

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت حضرت صاحبزادہ خواجہ حسین نظامی صاحب عمرہ

جو پیدا ہوا گھر میں خواجہ حسن مدظلہ کے
با فضال خالق حسین نظامی

وہ خواجہ کے گھر کا ہے روشن ستارا
مریدوں میں فائق حسین نظامی

وہ بھائی سنولیا کے آنکھوں کا تارا
مبارک ہو صادق حسین نظامی

۱۳۴۵ھ

ہے مثل خورشید تابان و رخشاں
وہ خواجہ کے گھر کا حسین نظامی

نکل آئی تاریخ برجستہ دل سے
جناب معلی حسین نظامی

۱۳۴۵ھ

متفرقات

سہرا بتقریب کتخدائی عزیزم محمد ابراہیم صاحب نظامی عرف چھوٹے میاں فرزند حضرت محمد موسیٰ صاحب قبلہ جنرل مرچنٹ سکندرآباد دکن۔ واقع ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ روز جمعہ

دلوں کو موہ لینے میں بہت مشہور ہے سہرا
زباں پر سب کی ہنگام طرب مذکور ہے سہرا

رخ نوشاہ ہے شمع تجلی طور ہے سہرا
ہے قابل دید کے نور علیٰ نور اسکو کہتے ہیں

جگہ پائی ہے جب سے پھول سے عارض پہ نوشہ کے
رخ نوشہ پہ کب سے بے سبب ان جھومنا اسکا

بندھا چھوٹے میاں کے سر پہ کیا بن ٹھن گیا خود سہرا
یہ جس کے سر پہ بندھتا ہے اسے نوشاہ کہتے ہیں

سب اسکو دیکھتے ہیں دیکھتا ہے یہ رخ نوشاہ
کہ رونق بخش بزم انبساط و سور ہے سہرا

بہت مرغوب ہے محبوب ہے منظور ہے سہرا
ہے فردوس میں عارض نقاب حور ہے سہرا

منور ہے رخ نوشاہ تو پرنور ہے سہرا
نہیں پھولا سماتا اس قدر مسرور ہے سہرا

شراب شادمانی سے بہت مخمور ہے سہرا
بڑا بانکا بڑا تیکھا بڑا مغرور ہے سہرا

خوش اقبالی ہے شاہ افسر فغفور ہے سہرا
عجب ہے دیدبازی ناظر و منظور ہے سہرا

اسے ہمدست کرنا کیا ہی تارے توڑ لانا ہے
ہے آنکھوں میں مگر ہاتھوں سے اپنے دور ہے سہرا

جنہیں ہوتی ہی شادی کی تمنا وہ یہ کہتے ہیں
انوکھی آن ہے اس کی ہمیں منظور ہے سہرا

بوقت عیش و عشرت قدر و عزت کیوں نہو اسکی
سپاہ رنج و غم پر فاتح و منصور ہے سہرا

سر آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں اسے کیا شان ہے اسکی
بڑا ہی خوش نصیب صاحب مقدور ہے سہرا

کوئی دیکھے تو مستانہ ادائے دلربا اسکی
بہت پی لی مے بہجت نشہ میں چور ہے سہرا

مزے نظارہ رخ کے یہی تنہا اڑاتا ہے
کہاں اوروں کیطرح محروم اور مہجور ہے سہرا

رہیں دولہا دلہن خوش یہ دعا ہے سب احبا کی
دعائیں سب کی سن سن کر بہت مسرور ہے سہرا

نظامی سلسلہ کا انتظام ایسا ہے محفل میں
نہایت شادی ممنون ہے۔ مشکور ہے سہرا

عجب شے ہیں ادا ہے نوش ہی حق میں محبوں کے
پئے بدخواہ نیش عقرب زنبور ہے سہرا

علامت کیوں نہ کہیئے اے قمر شادی کی سہرے کو
کہ اعلان مسرت کے لئے مامور ہے سہرا

بتقریب شادی ہمشیرہ برادرم محمد عبدالکریم صاحب نظامی خلف محمد موسی صاحب احسن مرحوم

جنرل مرچنٹ سکندرآباد

سر نوشہ پہ بندھا ہے جو یہ پیارا سہرا
کرتا ہے عالم بالا کا نظارا سہرا

خال رخسار کی خوشبو سے بسا ہے ایسا
بن گیا رشک دہ عنبر سارا سہرا

چاند بدلی سے نکل آیا ہوا سب کو یقیں
سر سے جس وقت کہ نوشہ نے ہٹایا سہرا

جس سے ابہے رخ نوشاہ کی زیب و زینت — یہ ہمایوں و مبارک ہو خدایا سہرا

گل عارض پہ جو نوشہ کے ملی اسکو جگہ — یہ مسرت ہوئی پھولوں نے سمایا سہرا

سب براتی یہی کہتے ہیں کہ ماشاءاللہ — واقعی ہم کو دل و جاں سے یہ بھایا سہرا

دوست تو دوست ہے دشمن کو بھی ہو دل سے پسند
پیارے نوشاہ کا ایسا ہی یہ پیارا سہرا

تہنیت نامۂ عید اضحیٰ

بابت سنہ ۱۳۴۸ھ

شکر للہ کہ پھر عید ضحیٰ آئی ہے — آج گلدستۂ تبریک صبا لائی ہے

محفل عید کی ہر گھر میں مچی ہے چل چل — قلب مومن پہ عجب آج خوشی چھائی ہے

روز ایثار ہے الفت کا نظارہ دیکھیں — نذر حق کے لئے حاضر سر سودائی ہے

بزم توحید سے معمور ہے میخانۂ دل — ساقیا جام ادھر دے مری بن آئی ہے

رند کے ذکر سے ہوتی ہے طبیعت شاداں — زاہد خشک سے کیا کام وہ ہرجائی ہے

پیر میخانہ ترے لطف کے صدقے جاؤں — جام مے دے کہ گھٹا چار طرف چھائی ہے

مے توحید کے متوالے ہیں سارے میکش — یاد حق میں ہیں یہاں اور گوشۂ تنہائی ہے

اے قمر وصل کی شب عید سے بہتر ہوگی
صبح جس کی بخدا صبح تمنائی ہے

ترانۂ صندل شریف حضرت چیتا شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ چیتا پور ریلوے اسٹیشن اسٹیٹ نواب ثریا جنگ مرحوم واقع ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ روز دوشنبہ

دل سے اللہ والوں کو مانو — خاص بندوں کا مرتبہ جانو
آنکھیں کھولو ذرا تو پہچانو — آؤ سب آؤ اے مسلمانو

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

نیک دل متقی بلند خیال — برگزیدہ مزاج صدر کمال
سیدِ پاکباز نیک خصال — آج کا دن ہے یادگار وصال

آج چیتا ولی کا صندل ہے

ہاں یہیں ہے نزول فضل خدا — ہاں یہی ہے غریب کا ملجا
جھولی بھر دیں گے یہ سخی داتا — دستہ بستہ کھڑے رہو اس جا

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

مہبط فضل و منبع برکات — باعث لطفِ قاضی الحاجات
مایۂ افتخار صد حسنات — معدن خیر و مصدر درجات

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

فیض بخشی سے بھر گئی درگاہ — جوش پر ہے عطائے شاہنشاہ
جلوے کیا کیا ہیں تیرے پیش نگاہ — پڑھ قمر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ

شاہ چیتا ولی کا صندل ہے

ادعیۂ و نوافل لیلۃ المعراج

(۱) بعد مغرب غسل کرے۔

(۲) بعد عشا دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ فیل اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قریش پڑھے۔

(۳) چھ رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سات بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ حاجات برآئیں دعا قبول ہو۔

(۴) ایک سو بار سورہ خلاص با تسمیہ پڑھے۔

(۵) ایک ہزار بار پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ ھُوَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ ۃ

(۶) بارہ رکعت ایک سلام اور چھ قاعدوں سے پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ جو سورہ چاہے پڑھے اور بعد سلام کے ایک سو بار درود شریف ایک سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ اور ایک سو بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ پڑھ کر جس حاجت کے لئے دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو۔ دعا سربسجود ہو تو بہتر ہے اور دوسرے روز روزہ رکھے۔

(۷) اس مہینے کی کسی شب میں دس رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۂ کافرون ایک بار اور سورۂ اخلاص دس بار پڑھے گناہ بخشے جائیں دعا قبول ہو۔

ادعیہ و نوافل لیلۃ البرات

(۱) وقت غروب آفتاب چالیس بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ؕ پڑھے چالیس سال کے گناہ بخشے جائیں۔

(۲) بعد مغرب غسل کرے اور دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھے ثواب بہت ہے۔

(۳) سیدہی آنکھ میں تین مرتبہ اور بائیں آنکھ میں دو مرتبہ سرمہ لگائے آنکھ درد نہ کرے اور عبادت میں کاہلی نہ ہو۔

(۴) رکوع و سجود میں تسبیح بہت کہے۔

(۵) ایک سو بار یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پڑھے۔

(۶) سورہ یٰسین ایک بار درازی عمر کی نیت سے ایک بار افزونی رزق کے قصد سے اور ایک بار بلاؤں سے محفوظ رہنے کے ارادے سے پڑھے۔

(۷) دو ہزار بار سورہ اخلاص بسم اللہ کے ساتھ پڑھے۔

(۸) اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ وَاسْئَلُكَ الْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ جتنی دفعہ ممکن ہو پڑھے۔

(۹) گناہوں سے توبہ کرے مساجد میں جمع ہوں دعا کریں آج کی شب دعا مقبول ہوتی ہے۔ دعا گویان نمک خواران ریاست حق دعا گوئی ادا فرمائیں آتشبازی سے دولت کو آگ میں نہ جلائیں اپنے بچوں کو بچائیں۔

(۱۰) دو رکعت پڑھیں ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی ایک بار اور اخلاص پندرہ ۱۵ بار پڑھے بعد سلام ایک سو بار درود شریف پڑھے۔

(۱۱) دو رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص ایک سو مرتبہ پڑھے۔

(۱۲) چار رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص پچاس بار پڑھے

(۱۳) بارہ رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص دس بار پڑھے۔

(۱۴) پندرہ تاریخ میں روزہ رکھے۔

(۱۵) آخری جمعہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان دو رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیتہ الکرسی ایک بار اخلاص دس بار معوذتین ایک ایک بار پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا سے با ایمان جائے۔

ادعیہ و نوافل شہر رمضان المبارک و لیلۃ القدر

(۱) افطار کے وقت پڑھے۔ یَا وَاسِعَ الْمُغْفِرَةِ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

(۲) سحر کے وقت سات بار پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَالْقَائِمُ عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ۔

(۳) رمضان شریف کے ہر رات دن میں دس بار پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ یا سورہ اخلاص مع بسم اللہ پڑھے

(۴) ہر شب کو دو رکعت اور ہر دن میں چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار پڑھے۔

(۵) ہر جمعہ میں دس رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے

(۶) تیئیسویں شب کو سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم پڑھے۔ اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو پڑھنے والے سے سُنے۔

لیلۃ القدر

(۱) نماز کی نیت سے غسل کرے (۲) دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار۔ اخلاص تین بار ہو (۳) دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار۔ اخلاص سو بار پڑھے اور بعدِ فراغ ایک سو بار درود شریف پڑھے (۴) دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار اخلاص ۲۵ بار پڑھے اور بعد فراغ ایک سو بار استغفار ایک سو بار درود شریف پڑھے (۵) چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار اخلاص ۲۷ بار پڑھے (۶) بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار اخلاص دس بار پڑھے اور بعد فراغ ایک سو بار

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے (۷) سو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار اخلاص دس بار پڑھے ہر دس رکعت کے بعد تسبیح پڑھے

(۸) ایک بار یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا عَفُوُّ يَا غَفُوْرُ اَللّٰهُمَّ اُرْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (۹) سات بار سورۂ قدر پڑھے (۱۰) ایک سو بار قل ہو اللہ پڑھے اور پڑھتے وقت کسی سے بات چیت نہ کرے (۱۱) وقت سحر چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھے اور بعد فراغ سجدہ میں جاکر اکتالیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر دعا مانگے

ادعیہ و نوافل عشرہ شریف

(۱) روزانہ شب میں ایک سو بار کلمہ توحید پڑھے۔

(۲) شب عاشورہ میں آٹھ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص ۲۵ بار پڑھے۔ بعد سلام کے ۷۰ بار درود شریف اور ۷۰ بار استغفار پڑھے خداوند تعالیٰ پڑھنے والے کو بخشے اور دل اور زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمائے۔

(۳) شب عاشورہ میں قریب صبح چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی ۳ بار سورۂ اخلاص ۳ بار پڑھے بعد سلام سورہ اخلاص باتسمیہ ایک سو بار پڑھے۔ گناہ بخشے جائیں۔

(۴) روز عاشورہ صبح میں غسل کرے بعد برآمد آفتاب دو رکعت پڑھے بعد فاتحہ جو سورہ چاہے ضم کرے بیحد ثواب ہے۔

(۵) نو اور دسویں تاریخ میں روزہ رکھے بعد فرض روزہ کے اسکی فضیلت زیادہ ہے

(۶) روز عاشورہ سات قسم کا غلہ پکائے اور کھلائے ہر دانہ کے بدلے نیکی ملے اور اسی قدر برائی محو ہو جائے۔

(۷) روز عاشورہ ۷۰ مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھے گناہ بخشے جائیں اولیا و مشایخ کے زمرہ میں نام لکھا جائے۔

(۸) روز عاشورہ دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص پانچ بار پڑھے بعد سلام کلمۂ تمجید (۷۰) بار پڑھے قیامت تک قبر پر نور رہے۔

(۹) روز عاشورہ چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی تین بار سورۂ اخلاص دس بار پڑھے بعد فراغ ایک سو بار سورۂ اخلاص پڑھے گناہ بخشے جائیں بہشت عطا ہو۔

ادعیہ و نوافل آخری چہارشنبہ ماہ صفر

(۱) بعد صبح غسل کرے۔

(۲) وقت چاشت دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور بعد سلام کے ستر مرتبہ درود شریف پڑھے اور دعا کرے مقبول ہو

(۳) سورہ الم نشرح اسی بار پڑہے۔

(۴) سورہ والتین اسی بار پڑہے۔

(۵) سورہ اذا جاء اسی بار پڑہے۔

(۶) سورہ اخلاص اسی بار پڑہے۔

خداوند تعالیٰ اس کے پڑہنے والے کی عمر دراز کرے گا اور رزق میں برکت دیگا۔

(۷) سات آیات سلام جو سورہ یٰسین میں ہیں لکھکر پانی سے دہوکر پئے اور پلائے

آفات ارضی و بلیات سماوی سے محفوظ رہے۔

تقریظ دیوان قمر از جناب مولانا القاضی شاہ نامی کوہ سوار صاحب چشتی النظامی شاہ پوری صدر مدرس مدرسہ گوگی

کیوں نہ دیوان ہو جہاں محبوب — جس میں پنہاں ہے عز و شان محبوب

خوب لکھا قمر نے یہ دیوان — جس کا حسن ادا بیان محبوب

بات میں بات جس نے پیدا کی — کیوں نہ ہو ایسا نکتہ داں محبوب

ہے تغزل بھی آبیاری بھی — نعت کا خاص گلستاں محبوب

خوبیاں لفظ لفظ سے ہیں عیاں — ہے یہ گلدستۂ جناں محبوب

یہ ہلالی کا فکر متنی ہے — جس میں پنہاں ہیں خوبیاں محبوب

ایک گنجینہ ہے سعادت کا — کیوں نہ ہو پھر یہ ہر زماں محبوب

غنچۂ ناشگفتہ اس میں ہیں — اس کا ہر گل ہے بوستاں محبوب

دردمنداں کی اس میں دارو ہے — ہے شفاخانۂ جہاں محبوب

اس کا ہر لفظ نشتر جاں ہے — ڈاکٹر کا ہے امتحاں محبوب

ہم غلامِ حسن لطافی ہیں — کیوں نہ ہو ہم کو سب جہانِ محبوب

دل میں کیوں کر اتر نہ جائے کلام — جس کا ہر مصرعہ داستانِ محبوب

کیوں نہ مقبولِ عام ہوں اشعار — خلق میں جس کی ہے زبانِ محبوب

نقطے نقطے میں نکتہ سنجی ہے — حرف بھی حرف میں ہے آنِ محبوب

کیوں نہ ہوں اس کے مشتری لاکھوں — ہے یہ گلدستۂ جہانِ محبوب

سود منداس کی کیوں نہ ہو ہر بیت — اس کا ہر غنچہ گلستانِ محبوب

آسمانِ ادب کا ہے یہ قمر — ہو نہ کیوں گنجِ شائگانِ محبوب

رطب و یابس ہے جس کا بے نظیر — وہ ہے دنیا میں نکتہ دانِ محبوب

ہم نے سب کا کلام دیکھا ہے — لیکن یہ ان میں بے گمانِ محبوب

کیوں نہ محبوب ہو کلام اس کا — جس کا دیواں ہے حرزِ جانِ محبوب

خوب تاریخ یہ ہوئی نامی — ہے پسندیدہ ارمغانِ محبوب

۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ طبع دیوان ارمغان محبوب

قطعہ تاریخ از نتائج افکار گوہر بار مداح سید المرسلین خاتم النبیین حضور انور سیدنا و مولانا و شفیعنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ الطیبین و صحابہ الطاہرین و اولیاء امتہ اجمعین

وبارک وسلم۔ جناب مولانا صوفی غوث علی شاہ صاحب خاقان بیابانی قادری چشتی۔ اویسی۔ باسموی مقیم پوسد (برار) خلیفہ حضور اقدس سراج العارفین حضرت سیدنا و مولانا قاضی سید شاہ غلام افضل صاحب بیابانی قادری رفاعی مدظلہ العالی سجادہ نشین قاضی پیٹھ شریف ضلع ورنگل (دکن)

فضل اللہ تعالیٰ سے قمر نے واللہ
انکی مدحت بھی ہے تحریر اسی دیوان میں
جنکو کہتا ہے جہاں سرور لولاک لما
نام روشن ہی زمانے میں محمد جن کا
لے گئے ہیں جو سوئے عرش معلیٰ تشریف
ذات پر جن کے ہوئی ختم نبوت بیشک
نور خلاق دو عالم ہی سراپا جن کا
معجزے لاکھوں ہوئے جن کے قدم سے ظاہر
جنپہ پڑھتا ہے خداوند درود اطہر
ہے یہ ارشاد الٰہی کہ پڑھو تم بھی درود

اندنوں خوب تصوف میں لکھا ہی دیوان
جو ہیں محبوب خدا اور رسول یزدان
جنکو کہتا ہی جہاں بادشہ کون و مکاں
احمد پاک بھی کہتے ہیں جنھیں پیر و جواں
شب معراج پئے چمن خدا اندر جہاں
شان میں جنکی ہوا عرش سے نازل قرآں
لامکاں تاک جو مٹا کر ہیں گئے قید مکاں
جن کی ٹھوکر میں ہی اعجاز مسیحائی نہاں
جن پہ پڑھتے ہیں ملایک بھی درود و تسلیم
اُن پہ لے مونوا جنپر ہوا نازل قرآں

یعنی وہ کون؟ محمدؐ شہ مکی مدنی
جو ہیں سلطان امم ختم رسل شاہِ زماں

جنکے لاریب خلیفے ہیں یہ چاروں اصحاب
حضرت حیدرؓ و صدیقؓ و عمرؓ اور عثمانؓ

جنکی الفت ہی خداوند جہاں کی الفت
جنکا دیدار ہے دیدار خداوند جہاں

جنکی طاعت ہی خداوند جہاں کی طاعت
جنکا ارشاد ہے ارشاد خداوند زماں

جو ہیں ممدوح خدا خالق ہر جن و بشر
جنکی توصیف میں مخلوق کی ہی بند زباں

حمد اور منقبت پاک بھی ہی دیواں ہیں
فی الحقیقت ہی یہ مقبول قمرؔ کا دیواں

جب یہ ہوئی سال کی فکر اُسکے تو فوراً مجھسے
یہ کہا حضرت رضوانؑ نے جناب خاقاںؔ

حاسد دین کا سر کاٹ کے بہر تاریخ
لکھو تم خلد بریں ہے یہ قمرؔ کا دیواں

۵۰ ۱۳ھ

ایضاً

حمد ہے دیوان میں اس خالق ذیجاہ کی
سرنگوں ہی جس کے در پر ہر گدا و شاہ کا

پڑھنے سے ملتا ہے اُسکے معرفت کا راستہ
ہے یہ دیواں راہبر عرفان حق کی راہ کا

فکر سال طبع کی خاقاںؔ تم کو ہے اگر
کہدو ہے نور خدا دیوان ہلالی شاہ کا

۵۰ ۱۳ھ

ایضاً

لکھا ہے قمرؔ نے وہ دیوان بہتر
فدا جسپہ دل اور قرباں جگر ہے

جسے سنتے ہی وجد کرتے ہیں عارف
ہر اک شعر دیواں کا وہ پُر اثر ہے

ہے ہر لفظ اُس کا گل باغ جنت — ہر اک نقطہ روشن بہ شکل گہر ہے
بہ فیض ثنائے جناب محمدؐ — یہ دیوان خورشید سا جلوہ گر ہے
قلم لیکے خاقان اب سال اسکا — لکھو نور رحمت کلام قمر ہے

۵۰ ۱۲ھ

ایضاً

ہے اس میں ثنائے جناب رسول — یہ دیواں ہے مرغوب ہر زمن
ہر اک شعر اس کا ہے سلک گوہر — ہر اک صفحہ اس کا ہے رشک چمن
یہ دیوان واللہ ہے لاجواب — ثنا خواں ہیں سب اس کے اہل دکن
کہو مصرع سال خاقان تم — ہوا جلوہ گر اب قمر کا سخن

۵۰ ۱۲ھ

ایضاً

جلوۂ نور شریعت ہے یہ دیوان قمر — رونق باغ طریقت ہے یہ دیوان قمر
معرفت کی بزم کا ہے فی الحقیقت یہ چراغ — گوہر بحر حقیقت ہے یہ دیوان قمر
ہیں معطر اسکی خوشبو سے دماغ مومنیں — واقعی گلزار جنت ہے یہ دیوان قمر
مصرع سال اسکا اے خاقان مستانہ کہو — جام گلگوں فی الحقیقت ہے یہ دیوان قمر

۵۰ ۱۲ھ

ایضاً

سیر سے اسکی شاد ہیں احباب — دافع رنج و غم ہے یہ دیواں

لکھو خاقان مصرع تاریخ	باب باغ ارم ہے یہ دیوان ۱۳۰۵ھ

ایضاً

چھپ کے شائع ہو گیا ہے خوب دیوان قمر بہر سال طبع اے خاقان سر اعجاز سے	مرحبا کہتا ہے ہر اک شخص اسکو دیکھکر کہدو بحر عشق ہے لاریب دیوان قمر ۱۳۰۵ھ

ایضاً

ہر سمت رواں فیض ہے دیوان قمر کا کہد یجئے سال اسکی اشاعت کا یہ فوراً	لاریب ہے یہ چشمہ برکات تصوف خاقان سر حمد ہے مشکوٰۃ تصوف ۱۳۰۵ھ

ایضاً

مرے پیر بھائی جناب قمر کا ہیں اشعار سب اس کے دلچسپ دلکش سئے سال تصنیف خاقان فوراً	چھپا ہے تصوف میں یہ خوب دیوان ہے ہر ایک صوفی کو محبوب دیوان کہو ہے یہ بے مثل مرغوب دیوان ۱۳۱۶

قطعہ تاریخ از جناب مولوی حکیم میرزا ولی علی صاحب ناظر مطب طبیب دواخانہ آرہی جنکشن کوئن

نظامی قمر کا یہ دیوان چھپا ہے	نظام قمر معدن علم خواجہ

لکھا رعد نے مصرعۂ سال ہجری | کلام قمر معدن علم خواجہ
۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب مولوی میر باقر علی صاحب عنابی سلمہ فرزند حضرت مصنف

دیوان قمر کا ہے یہ دیوان ہلالی | ہے مطلع دیوانِ قمر مطلع انوار
باقر نے لکھا مصرعۂ تاریخ نظامی | دیوان ہلالی قمر کاشف اسرار
۱۳۵۰ ھ

قطعہ تاریخ از جناب حکیم محمد شہاب الدین صاحب مددگار دواخانہ ڈاری

آفتاب سخن کلام قمر | مطلع النور ہے یہ مہر دکن
تم بھی لکھو شہاب یہ تاریخ | یادگار قمر ہے موج سخن
۱۳۵۰ ھ

قطعات تاریخ از جناب مولوی غلام مصطفٰے صاحب فرشی صیغہ دار تحصیل و عدالت چیتاپور پائیگاہ

کلام معتبر ڈاکٹر ہلالی شاہ | دُر فصیح قدیم و یم ادیب جدید
چو گشت طبع ز طبع خامہ فرشی | رقم نمود کہ خمخانۂ طبیب جدید
۱۳۴۰ فصلی

خوشی بیحد ہوئی فرشی کے دل کو | ہلالی شاہ نے چھاپا جو دیواں
مگر تاریخ کی تھی فکر اس کو | صدا ہاتف نے دی خمخانۂ جاں
۱۳۵۰ ہجری

ہے یہ دیوان معرفت فرشی
اسس کا خمخانہ نام رکھا ہے

ہے بظاہر کلام رندانہ
کہہ و تاریخ جام خمخانہ
۴ ۳ ۱ فصلی

قطعہ تاریخ فصلی و ہجری از مولوی شیخ احمد صاحب شیدا افتخاری ذبیحی منشی چھاپہ خانہ سرکار عالی رانی سانور گاؤں ضلع پربھنی علاقہ حیدرآباد دکن

ہلالی شاہ کا دیوان معرفت جو چھپا
اسے کلام فصیح و بلیغ کہتے ہیں
اسی میں درج ہیں سارے رموز عرفانی
اسی کا نام ہے دریائے عشق بے پایاں
خلاصہ یہ ہے کہ کوزہ میں ایک دریا ہے

کھلا ہے رمز حقیقت کا راز یا فتاح
اسی سے شعر و سخن کی بھی ہو گی اب اصلاح
اسی کے پڑھنے سے عارف کی ہو گی خوش ارواح
اسی کی کشتی چلانے کو چاہیئے ملاح
کتاب کیا ہے کہ ہے ایک دفتر سیلاح

سن طبع کہا شیدا نے ہجری و فصلی
کہ ہے یہ نظم رفیع اور ساغر سیاح
۰ ۵ ۱۳ھ ۰ ۴ ۱۳فصلی

کلام قمر شاعر نکتہ داں
رموز محبت کا ضامن ہے یہ
کہا جب تو شیدا نے سال طبع

ہے عرفان والوں کے دل کا خلیل
ہے قانون الفت کا گویا کفیل
یہ ہے اوج روشن چراغ جمیل
۳ ۵ ۱۸شک

قطعہ تاریخ از مولوی محمد ابراہیم صاحب نظامی اکسیر تاجر از رنجہول جاگیر ضلع بیدر شریف

مداح ہیں سخنور مسرور ہیں تمامی
شکر خدا سلامت میخانۂ نظامی

دیوان تھا مکمل تاریخ طبع پوچھی
ہاتف نے دی ندا یہ واہ قمر نظامی
۱۳۵۰ ہجری

نخل امید آج بر آیا ہے اے عالی گہر
شاد ہیں جملہ سخنور سن کے مژدہ ذی اثر

اتفاقاً جب گری دیوان پر اپنی نظر
ڈاکٹر صاحب کی محنت کا ہوا دلپر اثر

مصرعۂ تاریخ لکھنے کا ہوا فوراً خیال
غور میں کرتا رہا معدوم تھی عقل بشر

سال مطبوع کیلئے ہاتف سے پوچھا باادب
کہدیا اکسیر لکھدے رہبر ثاقب قمر
۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ از جناب مولوی ممتاز احمد صاحب تاباں مجددی حیدرآباد دکن

صبحدم آئی جب نسیم سحر
لائی ہمراہ ایک تازہ اثر

اس کی آمد سے باغ باغ ہوا
دل بیتاب شادماں ہوکر

فرحت انگیز اس کی آمد تھی
کھل گئے جس سے غنچہائے شجر

یوں ادا سے کہا کہ اے تاباں
بیٹھے کیا ہو تمہیں ہے کچھ بھی خبر

کس کی شہرت ہے آج دنیا میں	ہے یہ کس کا کلام بار آور
کس کا مداح یہ زمانہ ہے	تاج شہرت کا کس کے ہے سر پر
ہے معطر مشام جاں جس سے	کس چمن میں کھلا ہے وہ گل تر
درشہوار میں کہوں جس کو	یا کہوں تاج خسروی کا گہر
گفتگو نا تمام باقی تھی	کہ یکایک ہوا صبا کا گذر
اس نے بھی کی نسیم کی تصدیق	اور سنایا مجھے کلام قمر
میں نے پوچھا کہ اسم تاریخی	کیا ہے اس کی بھی کچھ تجھے ہے خبر
حرف بیجا کو چھوڑ کر یہ کہا	گلشن نعت ہے کلام قمر
عالم میں قمر کی مچ گئی دھوم	جب طبع ہوا کلام مرغوب
محبوب جو ہے سخن یہ تاباں	تاریخ ہے ارمغان محبوب
	۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ از حضرت مولانا سید مہدی بادشاہ صاحب قادری حسنی الحسینی
کلاہ پوش زرین ساکن حیدرآباد دکن بازار نور خاں کان اللہ لہ

رسول اللہ کے عاشق جو ہوں بندے خدا کے	رموز نعت احمد ہے سمجھ کر دیکھ کر لے
زہے قسمت مصنف کے طفیل نعت احمدی	ہوئی تصنیف تو مقبول قمر الدین کی کہدے
	۱۳۵۰ ھ

قطعہ تاریخ طبع از جناب مولوی سید اعظم اللہ حسینی صاحب اطہر - وکیل

ہلالی شاہ نے لکھے قصائد نعت میں عمدہ	چمکتے ہیں ستاروں میں جو مثل ماہ کامل

سن ہجری میں اطہر نے لکھی تاریخ یہ اسکی
چھپا دیوان قمر الدین ہلالی شاہ کامل عصر
١٣١٥ ہجری

ہلالی شاہ کا دیوان دیکھو
قصائد نعت میں لکھے ہیں اچھے

سن ہجری ہیں تو بھی صاف اطہر
چھپی نظم قمر تاریخ کہدے
١٣١٥ ہجری

قطعہ تاریخ از مولوی سید خواجہ محی الدین صاحب چشتی النظامی ذہین

ناظم ملت ہلالی شاہ کا
نام نامی ہے دکن میں مثل مہر

آپ کی شان معلیٰ بے مثال
ہیں مسیح الملک اور روشن ضمیر

معرفت کا ہے خزانہ شعر میں
لے رہا ہے درس ہر برنا و پیر

روز روشن آپ کا حسن بیاں
ہر غزل دیوان کی ہے مہر منیر

کہہ سن ہجری ادب سے اے ذہین
چھپ گیا ہے کیا کلام بے نظیر
١٣١٥ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولوی شیخ عبد الجلیل صاحب مسرور منشی صدر مدرس مصنف دیوان مسرور متوطن تعلقہ باسم ضلع اکولہ برار

قمر صاحب وہ دیوان تم نے لکھا
کہ جس کا ہر کس و ناکس ہے شیدا

وہ اب چھپکر ہوا ہے جلوہ آرا
جسے چشم فلک نے بھی نہ دیکھا

ڈھلے ہیں نور کے سانچے میں مضموں
ہے اس کا لفظ ہر اک در مکنوں

غزل لکھی ہے کوئی عاشقانہ
مضامیں ہیں کسی کے عارفانہ

ہے اسکی نظم پر صدقہ بلاغت
ہے اس کی نثر پر قرباں فصاحت

تمہیں ہو ناظم نظم مرصع
تمہیں ہو ناثر نثر مسجع

تمہیں ہو حاکم ملک معانی
تمہیں ہو قادر معجز بیانی

تمہیں ہو کان بلاغت کے گہر ہو
تمہیں ہو چرخ فصاحت کے قمر ہو

نہیں اشعار گوئی میں ہو یکتا | نہیں دعوائے استادی ہی زیبا
وہ ہے دلچسپ اس دیوان کا مضمون | جو دیکھیگا تو ہو جائیگا مفتون
یہی مسرور ہے تاریخ انسب | ہوا جب نعت میں دیوان مرتب
١٣٠٥ھ

قطعہ تاریخ منجانب خطیب مولوی شیخ عبدالرسول صاحب المتخلص بہ فرحان ہیڈ ماسٹر پنشن خوار از باسم ضلع اکولہ برار

دیوان قمر کیا ہے گنجینۂ رحمت ہے | ہر شعر میں اک وصف سلطان رسالت ہے
ہر ایک سطر میں ہے خوشبوئے گل تازہ | دیوان کا ہر صفحہ گلدستۂ جنت ہے
ہے تذکرۂ احمد اس میں یہی باعث ہے | ہر سمت زمانہ میں دیوان کی شہرت ہے
الفاظ کی شوکت پر معنی کی نزاکت پر | حیران فصاحت ہے قربان بلاغت ہے
فرحاں نے کیا موزوں یوں مصرعۂ تاریخی | دیوان قمر کا بھی دریائے کرامت ہے
١٣٠٥ھ

دیگر

قمر نے خوب لکھا ہے یہ دیوان | مضامیں سب ہیں مصفا و مرصع
ہوا تاریخ کا جویاں جو فرحاں | تو ہاتف نے کہا۔ خوش شد مرقع
١٣٠٥ھ

قطعہ تاریخ از ابوالمکارم محمد مشائخ صاحب عارف خلف مولوی محمد خواجہ صاحب وکیل چیتاپور

عرفاں کا اس میں ہی بیان مرغوب | ظاہر ہے ہر اک شعر سے شان مطلوب
عارف سے یہی ہاتف غیبی نے کہا | دیوان قمر ہے ارمغان محبوب
١٣٠٥ ہجری

خلیفہ ہارون رشید عباسی کے پینے کی **نبیذ** کا اصلی نسخہ حاصل کر کے نبیذ طیار کی گئی ہے۔ یہ ایسا شربت ہے جو صرف بادشاہوں کے لئے مخصوص تھا مگر اب فقط دو روپے خرچ کر سکنے والے غریب بھی اس کو روزمرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ نبیذ مقوی اعصاب ہے۔ مقوی دماغ ہے۔ مفرح قلب ہے۔ نیند لانیوالی ہے۔ اس کے اثر سے انسان چوکنا کام کرنے لگتا ہے۔ امتحاناً صرف ایک بوتل آپ خرید لیجئے اور استعمال کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اشتہار میں مبالغہ ہے یا سچائی۔

نبیذ کے نسخہ کے اجزاء حسب ذیل ہیں۔

فولاد۔ کشتہ طلاء۔ فاسفورس۔ مشک۔ عنبر۔ عرق انگور۔ انار۔ بہی۔ پالک۔ لیموں

قیمت دو روپے محصول ایک روپیہ

طبی کمپنی۔ دہلی سے منگائیے